راہِ الٰہی

ترجمہ
مولانا ارشد جمال اشرفی

الاسلام مشن بنارس (انڈیا)

جلاء الخاطر

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

راہِ الٰہی

ترجمہ

مولانا ارشد جمال اشرفی

الاسلام مشن بنارس (انڈیا)

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

2000ء میں میرے سامنے ایک کتاب آئی جس کا نام ''جلاء الخاطر'' ظاہر کیا گیا تھا اور مصنف کی جگہ پر ''شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ'' لکھا ہوا تھا۔ جسے دارابن القیم (دمشق) نے خالد الزرعی اور عبدالناصر سرّی کی تحقیق میں ۱۹۹۷ء میں طبع کرایا تھا۔ میں نے اِدھر اُدھر سے اُلٹ پلٹ کر دیکھا، واقعی دل چھو لینے والے مضامین اُس کے اندر درج تھے۔ اچانک میرے دل میں ایک خیال شدت کے ساتھ اٹھنے لگا کہ اِس کتاب کا اردو ترجمہ ہونا چاہئے۔

چونکہ یہ ایک ٹف کام تھا، اِس لئے کچھ مہینوں تک ارادہ بنتا بگڑتا رہا۔ آخرکار رمضان ۱۴۲۲ھ کے آخری عشرے میں اُس کی بسم اللہ ہوگئی اور محرم ۱۴۲۳ھ کے دوسرے عشرے تک اُس کی تمت بھی لکھ دی گئی۔ گرچہ رہ رہ کر یہ سلسلہ رُک بھی جاتا تھا۔

''جلاء الخاطر'' قطب ربانی، محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے اُن مواعظ کا ایک مجموعہ ہے جو آپ نے ۹ رجب تا ۲۰ رمضان ۵۴۷ھ کے قلیل عرصے میں پیش فرمائے تھے۔ اُسے مؤلّف کرنے والے آپ کے صاحبزادے حضرت تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اِن کے اور اِن کی اِس تالیف کے بارے میں حاجی خلیفہ نے لکھا ہے:

''عبدالرزاق بن الشیخ محی الدین عبدالقادر الکیلانی البغدادی الحنبلی تاج الدین ابوالفرج الصوفی المتوفی ۵۹۵ خمس وتسعین وخمسمأۃ صنف جلاء الخاطر من کلام الشیخ عبدالقادر اعنی والدہٗ ''۔ (کشف الظنون: ۵/۵۶۶)

(تاج الدین ابوالفرج صوفی عبدالرزاق بن شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی حنبلی متوفّی ۵۹۵ھ...... آپ نے ''جلاء الخاطر من کلام الشیخ عبدالقادر'' نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے جو اُن کے والد کے مواعظ پر مشتمل ہے۔)

اِس حوالے سے یہ بات مستند ہوجاتی ہے کہ ''جلاء الخاطر'' شیخ ہی کے مواعظ کا مجموعہ ہے۔

۲۳۵صفحات کی یہ کتاب، تصوف کے زبان وبیان پر مشتمل ہے۔اِس میں عام صوفیائے کرام کے رنگ وآہنگ سے ہٹ کر ایک پاکیزہ رَوش اختیار کی گئی ہے جو ٹھیٹ اسلامی تصوف کی راہ پر خرام ناز ہے۔سطر سطر پر کتاب وسنت کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔یہاں تک کہ ایک مجلس میں دوٹوک کہہ دیا گیا کہ: ''جس حقیقت کی شریعت گواہی نہ دے، وہ گمراہی ہے''۔

آپ کے وعظ کا انداز آمرانہ اور ناصحانہ ہے جس کی لَے خطابی ہے۔چھوٹے چھوٹے دلچسپ اور معنی خیز جملے بلا کی تاثیر پیدا کرتے ہیں۔''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا سماں ہے۔سچ ہے کہ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

اکثر جملوں میں حقیقت ومعرفت کے دریا بہادیئے ہیں،جس کی گہرائی تک پہنچنا کسی ماہر پیراک ہی کا حوصلہ ہوسکتا ہے۔کہیں کہیں بزرگوں کی حکایات سے بھی اثر آفرینی کا کام لیا گیا ہے۔

تصوف میں چونکہ محبوب سے راز ونیاز ہوتا ہے اور اِس میں بہت سے نازک مقام بھی آتے ہیں، اِس لئے شیخ نے اِس نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے محبوب حقیقی کے بیان کو جگہ جگہ تشبیہ ومجاز کی زبان دی ہے۔یہی پیرایۂ بیان اُس محبوب کو سجتا بھی ہے۔اِسی وجہ سے کہیں کہیں باتیں عام سروں سے گذرتی نظر آتی ہیں۔

شیخ اپنی تمام مجلسوں میں گھوم پھر کر ایک ہی محور تک پہنچتے ہیں اور وہ ہے ''اللہ''، جسے دیکھ کر یہ مصرعہ بے اختیار زبان پر آتا ہے ؎

کہ غالب بس اللہ ہی اللہ ہے

خالق کے سوا اگر کسی مخلوق کے آگے شیخ نے اپنی جبین نیاز رکھی ہے تو وہ افضل الرسل، خاتم الکل، سرور کائنات، فخر موجودات محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات ہے۔گویا ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شیخ کے پاکیزہ کلمات کی یہ روشن شاہراہ رضائے الٰہی کی دہلیز سے جاملتی ہے۔ جو بھی اِس شاہراہ پر چلے گا، وہ رضائے الٰہی کی دہلیز پر پہنچے گا۔

قارئین یہ بات ہمیشہ ملحوظ رکھیں کہ شیخ نے ہر درجے کے لوگوں سے خطاب کیا ہے منافق، مسلمان، مومن، ولی، زاہد، عارف اور عالم؛ سبھی آپ کے سامعین ہیں اور آپ نے ہر ایک کے حسب حال ہی خطاب فرمایا ہے۔ عالم باللہ سے جو خطاب ہے اُسے عارف کے سامنے پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ عارف سے جو خطاب ہے اُسے زاہد اور عام ولی کے سامنے نہیں رکھا جاسکتا۔ جو خطاب ولی سے ہے وہ مومن کو نہیں سنایا جاسکتا اور مومن سے جو خطاب ہے وہ عام مسلمان اور منافق کو نہیں دیا جاسکتا۔ لھٰذا عارف وعالم سے جو مطالبہ ہے اُسے دیکھ کر کوئی مسلمان گھبرانہ جائے کہ تصوف کی تعلیم اتنی سخت ہے کہ اس پر عمل کرنا جوئے شیر لانا ہے، حالانکہ بات ایسی نہیں۔ یہ ساری تعلیمات، عبادت وریاضت اور مجاہدے درجہ بدرجہ ہیں۔ اس کا معاملہ تربیتی کورس اور ٹریننگ پیریڈ کی طرح ہے۔ ایک کورس کے بعد دوسرا کورس اور ایک پیریڈ کے بعد دوسرا پیریڈ۔ ظاہر ہے کہ جو پہلے پیریڈ میں ہے اُسے اخیر کا کورس نہیں پڑھایا جاسکتا۔ ہاں! ابتدائی پیریڈ والوں کو آخری کورس تک کی تعلیم ضرور مکمل کرنی چاہیئے۔ ہر مسلمان کو معرفت وعلم کی منزل تک آنے کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے۔

الحاصل ''جلاء الخاطر'' جیسی کتاب کے لئے کسی محتاط اور ذمہ دار ترجمے کی ضرورت تھی۔ اَب قارئین بتائیں کہ ''راہِ الٰہی'' نے اس ضرورت کو کہاں تک پورا کیا ہے۔ مواعظ کے اختتام پر ایک دعائیہ خطاب بھی تھا جو بعض دوسرے نسخے کی وضاحت سے مواعظ میں شامل نہیں، لھٰذا میں نے بھی اُسے ترجمے میں شامل نہیں کیا۔

ارشد جمال اشرفی

17-7-2002

مجلس:(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شیخ، امام، عالم، عامل، زاہد، عابد، عارف، متقی، شیخ المشائخ، حجۃ الاسلام، قطب الانام، ناصر سنت، قامع بدعت، تاج العارفین، حجۃ السالکین، رکن الشریعۃ، زین الحقیقۃ، علم الطریقۃ، سید الاولیا، امام الاصفیا، مصباح الاتقیا، چراغ بے نیازاں، شیخ ابومحمد سید عبدالقادر بن ابوصالح جیلی؛ نبیرۂ ابوعبداللہ صومعی...... قَدَّسَ اللّٰہُ رُوحَہٗ وَ نَوَّرَضَرِیۡحَہٗ وَحَشَرَنَا فِی زُمۡرَتِہٖ وَاَمَاتَنَا فِی مَحَبَّتِہٖ وَنَفَعَنَا بِبَرَکَتِہٖ وَبِکَلَامِہٖ فِی الدُّنۡیَاوَالۡاٰخِرَۃِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَاوَنَبِیِّنَاوَشَفِیۡعِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا وَّالۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ...... کے یہ پاکیزہ ارشادات ہیں جو آپ نے ۹/رجب روز جمعہ تا ۲۰ رمضان ۵۴۶ھ تک کی مجلسوں میں پیش فرمائے ہیں:

اے نوجوانو! حسد سے بچو، کیونکہ وہ بڑا ہی بُرا ساتھی ہے......اُسی نے ابلیس کے گھر کو ویران اور برباد کیا، اُسے جہنمی بنایا اور حق تعالیٰ، فرشتوں، نبیوں اور ساری مخلوق کا ملعون ٹھہرایا...... کیسے ایک دانشمند کو حسد زیب دیتا ہے! جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سن چکا: ﴿نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَھُمۡ مَعِیۡشَتَھُمۡ﴾ [زخرف:۳۲]......(ہم نے اُن کے درمیان اُن کی زندگی کا سامان بانٹ دیا ہے۔)......اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: ﴿اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ﴾ [نساء:۵۴]......(کیا وہ اُن لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل دیا۔)......اور نبی ﷺ کا یہ فرمان: ''حسد نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو کھاتی ہے''۔ بعض علما کا ارشاد ہے: حسد کا خدا بھلا کرے! اُس نے کیا ہی انصاف کیا ہے کہ وہ حاسد کی طرف سے پیدا ہوتا ہے پھر اُسے جان سے مار دیتا ہے۔

حاسد اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، کیونکہ وہ اللہ سے اُس کے فعل اور خلق فرمانے کے معاملات میں جھگڑتا ہے تو وہ اُسے مقصد میں ناکام بنادیتا ہے ۔ میں اپنے وعظ میں تم سے اور جو کچھ تمھارے گھروں میں سازوسامان ، مال ومتاع اور تحفے تحائف ہیں ، اُن سب سے بے غرض ہوں...... جب تک تم لوگ میرا وعظ سنتے رہوگے، فائدہ اٹھاؤگے اِنشاء اللہ تعالیٰ ۔ جب واعظوں کی نظر تمھارے عماموں ، قمیصوں اور جیبوں پر ہوگی، تمھیں اُس کے وعظ سے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا...... جب تک وہ تمھارا کھانے کی سوچتا رہے گا اور تم سے لالچ رکھے گا تو اُس کا وعظ تمھارے لئے نفع بخش نہ ہوگا...... اُس کا وعظ جیسے خالی چھلکا جس میں کوئی مغز نہیں، ایک ہڈی جس پر کچھ گوشت نہیں، ایک تلخی جس کے ساتھ کوئی شیرینی نہیں ، ایک صورت مگر بگڑی ہوئی ...... لالچی واعظ کی گفتگو مردہ دلی اور بے ضمیری سے بھری پُری ہوتی ہے جس میں حق گوئی کی گنجائش نہیں ...... لالچی واعظ کی گفتگو فائدے سے خالی ہے جیسے لفظ طمع کے تینوں حروف (ط،م، ع) نقطوں سے خالی ہیں ۔

اے اللہ کے بندو! سچ بولو تو تم کامیاب ہو ...... سچا آدمی ہلاک نہیں ہوتا ...... اللہ تعالیٰ کی توحید میں سچا؛ اپنے نفس کی بولی ، اپنی خواہش اور اپنے شیطان کی بنا پر ہلاک نہیں ہوتا...... خدا سے سچی محبت رکھنے والا رسوا کن باتوں پر دھیان نہیں دیتا اور نہ ہی وہ باتیں اُس کے کانوں میں ڈالی جاتی ہیں ...... خدا اور رسول اور اس کے نیک بندوں سے سچی محبت رکھنے والا کسی رسوا، مبغوض منافق کی بات پر ہلاک نہیں ہوجاتا...... سچا سچے کو پہچانتا ہے اور جھوٹا جھوٹے کو ...... سچے کی ہمت آسمان تک بلند ہے ...... اُسے کسی قائل کا یہ قول نقصان نہیں پہنچاتا کہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام کو بزور کرلیتا ہے۔ جب وہ تیرے ساتھ کسی کام کا ارادہ فرمائے گا تو تجھے اُس کے لئے آمادہ کرلے گا''۔

اے نوجوانو! اگر تمھارے پاس علم کا پھل اور اُس کی برکت موجود ہے تو تم کیوں اپنے نفس کی لذتوں اور شہوتوں کو پانے کے لئے بادشاہوں کے دروازوں کی طرف دوڑ لگاتے ہو؟! عالم کے دو پاؤں اِس لئے نہیں ہیں کہ وہ اُن کے ذریعہ بادشاہوں اور عوام کے

دروازوں کی طرف دوڑ لگائے......زاہد کے دو ہاتھ اِس لئے نہیں ہیں کہ وہ اُن کے ذریعہ لوگوں کے مال حاصل کرے...... اللہ سے محبت کرنے والے کی دو آنکھیں اِس لئے نہیں ہیں کہ وہ اُن کے ذریعہ غیر کو دیکھے...... سچی محبت کرنے والا اگر لوگوں کی بھیڑ میں ہو پھر بھی اُس کی نگاہ اپنے محبوب کے سوا کسی اور کی طرف نہ اُٹھے......اُس کے سَر کی دونوں آنکھوں میں دنیا کوئی بڑی چیز نہیں......اُس کے دل کی دونوں آنکھوں میں آخرت کوئی بڑی چیز نہیں اور اُس کی تنہائی کی دونوں آنکھوں میں خدا کے علاوہ کسی کی کوئی حیثیت نہیں۔

منافق کا (خدا کے حضور) رونا گانا، گلے اور سرَ سے ہے اور سچے کا رونا دھونا، دل اور تنہائی سے ہے......اُس کا دل اپنے پروردگار کے دروازے پر حاضر ہے اور تنہائی اُس کے حضور میں......وہ جب تک گھر میں داخل نہیں ہو جاتا؛ دَروازے پر دستک دیتا رہتا ہے ......تم خدا کی قسم! اپنی تمام حالتوں میں جھوٹے ہو......تمھیں اللہ کے دروازے پر پہنچنے کا راستہ نہیں معلوم! تم راستہ کیسے دکھاؤ گے جب کہ تم اندھے ہو؟ تم دوسروں کی رہنمائی کیا کرو گے ؛تمھاری خواہش،تمھاری طبیعت، تمھاری نفس کی پیروی ،تمھاری دنیا،تمھاری ریاست اور تمھاری شہوتوں نے تو تمھیں اندھا کر دیا ہے؟ بربادی ہو! تم دنیا میں ہمیشہ رہنا چاہتے ہو حالانکہ وہ تمھارے ہاتھ آنے والی چیز نہیں ......تم کب آستانۂ الٰہی پر پہنچو گے؟ کب آخرت کو دنیا پر ترجیح دو گے؟ کب خالق کو مخلوق پر مقدّم کرو گے؟ کب نماز کو دکان اور منافع پر اولیت دو گے؟ کب بھکاری کو اپنے نفس پر فوقیت دو گے؟ کب اللہ کے اوامر و نواہی کی طرف پہل کرو گے؟ کب خدا کی جانب سے آنے والی آفتوں پر صبر کر کے اپنی خواہش اور اپنی روزمرہ کی زندگی کو نظر انداز کرو گے؟ مخلوق کی پکار چھوڑ کر کب اُس کی آواز پر پہلے لبیک کہو گے؟

اے نوجوان! عقل سے کام لو......تم ایسی دیوانگی میں ہو جو باطل ہے، اُس کے ساتھ کوئی حق نہیں۔ ظاہر ہے، اُس کا کوئی باطن نہیں۔ کھلی ہوئی چیز ہے، اُس میں کوئی راز نہیں۔ جب تک گناہوں کی آلودگی جسم سے گذر کر دل تک نہیں پہنچی ہے ،میری طرف

بڑھو! ورنہ تم مسلسل گناہ کرتے رہو گے، پھر یہ سلسلہ کفر سے جا ملے گا......تلافیِ مافات کرو ......ڈھیر ساری آسانیاں بچالے جاؤ...... جب تک رسی کا سِرا تمھارے ہاتھ میں ہے کچھ کر گذرو۔ نبیﷺ کا ارشاد ہے: ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے وہ بے گناہ تھا، اگر چہ دن بھر میں ایک ہی گناہ ستّر مرتبہ کرے''۔

جب تم نے رسول اللہﷺ کا ارشاد سن کر اس پر عمل کرلیا اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر آپ کی صحبت کا لُطف اٹھالیا تو تم اپنے دل کو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرو اور اُسے اُس کا کلام سناؤ...... جو اللہ کی فرمانبرداری اور اُس کی بندگی کو سچ کر دکھائے گا، اُسے اللہ کا کلام سننے کی قدرت مِل جائے گی۔

موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس توریت لے کر تشریف لائے جس میں امرونہی کا بیان تھا۔ لوگوں نے اُن سے کہا: ہم آپ کی بات اُس وقت مانیں گے جبکہ اللہ کو اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ آپ نے اُن لوگوں سے کہا: میں نے خود تو اللہ کا دیدار نہیں کیا، تمھیں کیسے اُس کا دیدار کرادوں؟ لوگوں نے کہا: اگر آپ ہمیں اُس کا دیدار نہیں کراسکتے تو اُس کا کلام ہی سنوادیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی بھیجی کہ اُن سے کہو: اگر وہ میرا کلام سننے کے خواہشمند ہیں تو تین دن روزے رکھیں، جب چوتھا دن آئے تو غسل کریں اور صاف ستھرے نئے کپڑے پہنیں، پھر اُنہیں لے کر آؤ تاکہ وہ میرا کلام سُن سکیں۔ موسیٰ نے اُن حضرات کو اِس کی خبر دی تو اُنہوں نے اِس پر عمل کیا پھر وہ لوگ طور پہاڑ کے اُس مقام پر پہنچیں جہاں آپ اپنے پروردگار سے مناجات کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی قوم کے ستّر علما اور پارسا کا انتخاب کیا تھا۔ جب حق تعالیٰ اُن لوگوں سے مخاطب ہوا تو سب چیخ مار کر گر پڑے۔ صرف موسیٰ علیہ السلام اپنے حال پر تھے۔ آپ نے التجا کی: اے پروردگار! تو نے میرے بہترین امتی کی جان نکال لی! یہ کہہ کر آپ رو پڑے۔ اللہ کو آپ کے رونے پر ترس آیا تو اُس نے اُن لوگوں کو دوبارہ زندہ کردیا۔ وہ لوگ اپنے پیروں پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے موسیٰ! ہمیں اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کی طاقت نہیں۔ آپ ہمارے اور اللہ

کے درمیان واسطہ بن جائیں۔تب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام فرمایا۔وہ موسیٰ کو اپنا کلام سناتا جاتا اور آپ اُسے اُن حضرات کے سامنے دُہراتے جاتے۔موسیٰ علیہ السلام اپنی قوت ایمان اور سچی طاعت و بندگی کی بنیاد پر ہی کلام الٰہی سننے کے قابل ہوئے اور وہ لوگ اپنے کمزور ایمان کی وجہ سے اُس کا کلام نہ سن سکے۔اگر وہ لوگ توریت کی پیش کردہ باتوں کو مانتے،امرونہی میں اُن کی پیروی کرتے،ادب ملحوظ رکھتے اور لب کشائی کی جرأت نہ کرتے تو حق تعالیٰ کا کلام سننے کی قدرت حاصل ہوجاتی۔

اے نوجوان!طاعتِ الٰہی میں پوری کوشش کرو اور اِس بات کی کوشش کرو کہ جس نے تمھیں محروم کر چھوڑا ہے،اُسے عطا کرو۔جس نے تم سے رشتہ توڑ لیا ہے،اُس کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور جس نے تم پر ظلم کیا ہے،اُسے معاف کردو۔کوشش رہے کہ اپنی نیت کو بندوں کے ساتھ رکھو اور دل بندوں کے پروردگار سے لگاؤ......سچ بولنے کی بھرپور کوشش کرو!جھوٹ مت بولو......مخلص رہنے کی پوری کوشش کرو!منافقت اختیار مت کرو۔لقمان حکیم نصیحت کیا کرتے:"اے بیٹے!لوگوں کے سامنے نمائش مت کرو کہ تجھے اللہ کا ڈر ہے،جبکہ تیرا دل گندہ ہو"۔بربادی ہو!تم فلاں اور فلاں کی طرح دو چہروں،دوزبانوں اور دُہرے کردار والے مت بنو۔بے شک میں ہر جھوٹے منافق دجال پر مسلّط ہوں۔مجھے پاوَر دیا گیا ہے کہ میں ہر گمراہ گر اور باطل پرور سے لڑوں۔" لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ "کے وسیلے سے مجھے اِس کام پر مدد پہنچائی گئی ہے۔

اے اللہ!تو ہمیں اُس چیز کی توفیق دے جو تیری رضا کا باعث ہو۔

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۲)

بربادی ہو! تمھارے ایمان پر نفاق کی گھاس اُگ چکی ہے...... تمھیں اسلام اور توبہ کی اور زُنّار توڑ پھینکنے کی ضرورت ہے...... دانشمند ہو جاؤ! جب غبار چھٹے گا، تب پتہ چلے گا کہ تم گھوڑے پر ہو یا گدھے پر...... کچھ ہی مدت میں تمھیں اِس کا پتہ ضرور چل جائے گا ...... جس نے میری بات سنی اور اُس پر خلوص کے ساتھ عمل کیا، وہ مقرّبین میں شامل ہو گیا، کیونکہ وہ بات بے چھلکے کا مغز ہے۔ تباہی ہو! تم لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور غیر سے دل لگاتے ہو۔ اگر مجنوں کا دل لیلیٰ کے سوا کسی اور سے لگا ہوتا تو وہ اُس کی محبت میں سچا نہ ہوتا۔ ایک دن مجنوں اپنی قوم کے پاس آیا تو لوگوں نے اُس سے پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ اُس نے جواب دیا: ''لیلیٰ''۔ پھر لوگوں نے اس سے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ کہا: ''لیلیٰ''۔ جب دل اللہ تعالیٰ کی محبت میں سچا ہو گا تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے بچپن کی حیثیت کا ہو جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں فرمایا: ﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾ [قصص:۱۲]...... (اور ہم نے اُس پر پہلے ہی سے دوسری دائیوں کو حرام کر دیا تھا۔)...... جھوٹ سے کام نہ لو، کیونکہ تمھارے پاس دو دِل نہیں، ایک دِل ہے۔ وہ کسی چیز سے بھر گیا تو اُس میں دوسری چیز کے سمانے کی گنجائش نہ رہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾ [احزاب:۴]...... (اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دِل نہ رکھے۔)...... ایک ہی دل خالق اور مخلوق دونوں سے محبت کرے، یہ صحیح نہیں ......ایک ہی دل میں دنیا اور آخرت دونوں ہوں، ٹھیک نہیں...... اللہ تعالیٰ کو نہ جاننے والا نمائش کرے گا اور منافقت سے کام لے گا اور اُسے جاننے والے کا یہ کردار نہ ہوگا...... بیوقوف اللہ کی نافرمانی کرے گا اور دانشمند اُس کی اطاعت کرے گا...... کینہ رکھنے والا اُس کی نافرمانی کرے گا اور محبت رکھنے والا اُس کی اطاعت کرے گا...... دنیا کا حریص نمائش کرے گا اور منافقت سے کام لے گا

اور کوتاہ امید کا یہ کردار نہ ہوگا......موت کو فراموش کرنے والا نمائش کرے گا اور موت کو یاد رکھنے والا نمائش نہیں کرے گا......غفلت برتنے والا نمائش کرے گا اور بیدار دل نمائش نہیں کرے گا ......اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے لئے ایک آگاہی دینے والا ہے جو اُنھیں آگاہی دیتا رہتا ہے......ایک اُستاد ہے جو اُنھیں سکھاتا رہتا ہے......اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے اسبابِ تعلیم مہیا کر رکھا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''اگر مومن پہاڑ کی چوٹی پر بھی ہو، اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ایک عالم کا انتظام فرمادے گا جو اُسے علم دیتا رہے گا''۔

صالحین کی باتوں کو منگنی کے طور پر نہ لو......اُن کی بولی مت بولو اور اپنے نفس کے لئے اُن کی بولی کو اپنی بولی مت کہو......منگنی کا سامان چھپا نہیں رہتا......اپنی کمائی کا پہنو! منگنی کا نہیں ......اپنے ہاتھ سے روئی کی کاشت کرو۔ اپنے ہاتھ سے اُس کی آبیاری کرو اور اپنی محنت سے اُس کی نشوونما کرو۔ پھر اُسے بُنو، سِلو اور پہنو......دوسرے کے روپے اور کپڑے پر مت اتراؤ...... جب تم دوسرے کی بولی اپناؤ گے اور اُسے اپنی بات بنا کر پیش کرو گے تو صالحین کے دل تم سے نفرت کریں گے ۔جب تمھارا کردار نہیں تو تمھاری بات نہیں......ظاہر معاملہ تو عمل پر موقوف ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾[نحل۳۲]......(جنت میں داخل ہو جاؤ یہ بدلہ ہے تمہارے عمل کا۔)......مومن بکواس اور بیکار باتوں سے نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو تھکاتا نہیں...... اُس کا دل اللہ تعالیٰ سے خشیت کرتا ہے تو یقیناً اُس کا بدن بھی خشیت رکھتا ہے......اُس کے دل کی زبان گونگی ہوتی ہے تو چمڑے کی زبان بھی گونگی رہے گی......اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے جُھک پڑتا ہے تو اس کا بدن بھی جھکا جاتا ہے تو نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے آرام میں رہتے ہیں۔اے نوجوان! یہ گناہ پر گناہ تمھیں ایسے انجام کی طرف دَھکیل رہے ہیں جو مبہم،مشکل اور غیر واضح ہے۔جو تمھارے حق میں مفید ہے یا نقصان پہنچانے والا؟! موت کے لئے تیار رہو! موت سے رہائی نہیں ......بکواس اور بے کاری کو چھوڑو ......اپنی امید چھوٹی کرو......اپنا لالچ کم کرو، کیونکہ تم جلد ہی مرنے والے ہو...... بسا اوقات ایسا بھی ہوگا کہ

موت آجائے گی اور تم یہیں وعظ کی مجلس میں بیٹھے رہ جاؤ گے......تم اپنے پیروں پر چل کر آئے تھے، اب تمھیں جنازے پر گھر لے جایا جائے گا...... جب اذیت پہنچتی ہے تو مومن اپنے نفس پر غصہ کرتے ہوئے کہتا ہے: میں نے تجھے نصیحت کی تھی مگر تو نہیں مانا۔ اے نادان! اے کافر! اے اللہ کے دشمن! اِسی لئے میں نے تجھے ڈرایا تھا۔ جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے گا اور اُس سے نہ جھگڑے گا، وہ کامیاب نہ ہوگا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''خود جو اپنے لئے واعظ نہیں اُسے کسی واعظ کا وعظ نفع بخش نہ ہوگا''۔ جو کامیابی چاہتا ہے وہ اپنے نفس کو وعظ سنائے، اُس کو زاہد بنائے اور اُس کے ساتھ مجاہدہ کرے۔

زُہد......ترکِ محرّمات پھر ترکِ شبہات پھر ترکِ مباحات پھر تمام حالتوں میں ترکِ حلالِ مطلق کا نام ہے؛ تا کہ پورے طور پر کوئی متروک باقی نہ رہ جائے۔

حقیقت زہد......ترک دنیا و آخرت، ترک شہوات ولذات، ترک وجود، طلبِ حالات و درجات و کرامات و مقامات اور رب تعالیٰ کے ماسوا سب کچھ ترک کر دینے کو کہتے ہیں، تا کہ اُس خالق کے سوا کچھ نہ رہ جائے جو منتہیٰ ہے، امیدوں کی غایت ہے، اُسی کی طرف معاملوں کو پلٹنا ہے۔ کچھ بات کرنے والے وہ ہیں جو اپنے دل کی جانب سے بات کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اپنی تنہائی کی طرف سے بولتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اپنے نفس، اپنی خواہش، اور اپنے شیطان کی طرف سے بولتے ہیں۔ مومن کی عادت یہ ہے کہ پہلے تولتا ہے پھر بولتا ہے اور منافق پہلے بول لیتا ہے پھر غور کرتا ہے۔ مومن کی زبان عقل اور دل کے پیچھے ہوتی ہے اور منافق کی عقل اور دل کے آگے۔

اے اللہ! ہمیں مومن بنا، منافق نہ بنا۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۳)

اے نوجوان! دل نے جب کتاب وسنت پر عمل کیا تو وہ مقرّب ہو گیا...... جب وہ مقرّب ہوا تو اُس نے جان لیا اور دیکھ لیا کہ اُس کا حق کیا ہے اور اس پر کیا ذمہ داری عائد ہے؟ اللہ کا حق کیا ہے اور مخلوق کا حق کیا ہے؟ اور حق و باطل کے لئے کیا کیا ہے؟ جب مومن کو ایک ایسا نور حاصل ہے جس کے ذریعہ وہ دیکھتا ہے تو صدیق مقرّب کے لئے وہ نور کیونکر نہ ہوگا؟ مومن کو ایک نور حاصل ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے اُس کی نظر سے ڈرنے کی تعلیم دی ہے کہ: ''مومن کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

عارفِ مقرّب کو بھی ایک نور عطا ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے پروردگار کا قُرب دیکھتا ہے...... وہ دل کے آئینے میں پروردگار کا قُرب دیکھتا ہے...... وہ فرشتوں اور نبیوں کی روحوں اور صدیقوں کے دلوں اور اُن کی روحوں کو دیکھتا ہے...... اُن کے احوال و مقامات کو دیکھتا ہے...... یہ ساری چیزیں اُس کے دل کے اندر اور تنہائی کے شیشے میں ہوتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار کے ساتھ ہمیشہ کی خوشی میں ہوتا ہے...... وہ ایک واسطہ ہے جو خدا سے لیتا ہے اور مخلوق میں بانٹتا ہے...... اُن (عارف مقرّب حضرات) میں سے کچھ وہ ہیں جن کے زبان و دل کے پاس بہت سارا علم ہے اور کچھ وہ ہیں جن کے دل میں تو ڈھیر سارا علم ہے مگر زبان توتلی ہے، البتہ منافق کی زبان بولتی ہے لیکن دل توتلا ہوتا ہے...... اُس کا سارا علم زبان پر ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ اُس منافق سے خوف آتا ہے جو زبان کا عالم ہے''۔

اے نوجوان! میرے پاس اپنے علم اور اپنے نفس کی آنکھ بند کر کے آنا...... کنگال ہو کر خالی ہاتھ آنا...... اگر تم اپنے علم کے زُعم اور نفس کے گمان میں آؤ گے تو تم سے وہ معاملہ پوشیدہ رہ جائے گا جس کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ تباہی ہو! تم مجھ سے اِس لئے

کینہ رکھتے ہو کہ میں حق بولتا ہوں اور کَھری کَھری سناتا ہوں ......اللہ تعالیٰ سے نا آشنا، بک بک کرنے والا، کام چور ہی مجھ سے کینہ رکھے گا اور مجھے نہ پہچانے گا......اللہ تعالیٰ سے آشنا، زیادہ عمل والا، کم گو ہی مجھ سے محبت کرے گا...... مخلص مجھ سے محبت کرے گا اور منافق مجھ سے کینہ رکھے گا......سُنّی مجھ سے محبت کرے گا اور بدعتی مجھ سے کینہ رکھے گا...... اگر تم مجھ سے محبت کروگے تو اُس کا فائدہ تمہی کو پہونچے گا اور اگر تم مجھ سے کینہ رکھو گے تو اُس کا نقصان تمہیں پر پڑنے والا ہے...... مجھے لوگوں کی تعریف اور مذمت سے کوئی غرض نہیں ......روئے زمین پر کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں یا مجھے اُس سے کچھ امید ہو۔نہ انسان سے، نہ جن سے، نہ جانوروں سے، نہ کیڑے مکوڑوں سے اور نہ ہی کسی دوسری مخلوق سے ۔میں صرف حق تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ جب جب اُس نے مجھے امان دیا میرا ڈر اور بڑھ گیا، کیونکہ وہ جو چاہتا ہے خوب کرگذرتا ہے﴿لَا یُسْـئَـلُ عَـمَّـا یَـفْـعَـلُ وَهُـمْ یُسْـئَـلُوْنَ ﴾......[انبیا:۲۳]......(وہ کیا کرتا ہے؟ نہیں پوچھا جائے گا۔ہاں!لوگوں سے پوچھا جائے گا)......اے نوجوان! جسم کے کپڑوں کو دُھونے میں نہ رہ جاؤ......اپنے دل کے میلے کپڑوں کو بھی صاف کرو...... پہلے اپنا دل دُھو، پھر جسم کے کپڑے......دو دُھلائی اور دو پاکی ساتھ ساتھ رکھو......اپنے جسم کے کپڑوں کی میل دُھو اور اپنے دل سے گناہوں کو دُھو......کسی چیز سے دھوکا نہ کھا جانا، کیونکہ تمھارا رب ہی جو چاہتا ہے خوب کرگذرنے والا ہے۔چنانچہ خدا کے ایک صالح بندے کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے خدا کی راہ میں اپنے کسی ساتھی سے ملاقات کی تو اس سے کہا: آؤ! ہم روئیں اُس علمِ الٰہی پر جو ہمارے بارے میں ہے۔(یعنی ہم جنتی ہوکر مریں گے یا جہنمی ہوکر؟)

اس عابد صالح نے کیا ہی اچھی بات کہی۔وہ اللہ تعالیٰ سے آشنا تھا اور نبی ﷺ کا یہ فرمان سن رکھا تھا کہ: ’’تم میں کا ایک آدمی جنتیوں والا کام کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے‘‘۔(پھر وہ جہنمیوں والا کام کر گذرتا ہے تو جنت سے دور ہوجاتا ہے اور جہنم میں جا پڑتا ہے۔)

اے نوجوان! تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا علم ہے؟ (کہ تم جنتی ہوکر مروگے یا جہنمی ہوکر) اِس کا پتہ تمھیں اُس وقت چل جائے گا جب تم اپنی ساری دِلی توجہ کے ساتھ اُس کی بارگاہ میں رجوع کروگے...... اُس کے درِ رحمت پر بستر جماؤ گے...... اپنے اور شہوتوں کے درمیان آہنی دیوار کھڑی کروگے...... قبر اور موت کے نقشے کو اپنے سر اور دل کی دونوں آنکھوں کے سامنے لٹکاؤ گے...... حق تعالیٰ کے علم اور اُس کے حاضر و ناظر ہونے پر ڈرو گے...... فقر اختیار کر کے بے نیاز ہو جاؤ گے...... افلاس پر راضی رہو گے...... اور حدود کی پابندی کرتے ہوئے کم پر قناعت کرو گے۔ حدود کی پابندی کا مطلب: امر کی پیروی کرنا اور ممانعت سے باز آنا اور مقدر سے ملنے والی چیزوں پر صبر کرنا ہے۔ جب تم اس پر ڈٹے رہو گے تو تمھارے دل کی ملاقات رب تعالیٰ سے ہوگی اور تمھاری تنہائی کا راز اس کی بارگاہ میں پہنچے گا۔ تب تم پر اشیا کی حقیقت کھل جائے گی اور تم عین العین کو دیکھو گے...... تمہاری حیثیت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس قول کے مطابق ہو جائے گی کہ: ''اگر حجابِ عظمت اٹھ جائے تو بھی میرے یقین میں کچھ اضافہ نہ ہوگا''۔

آپ سے ایک بار پوچھا گیا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

آپ نے جواب دیا: ''بے دیکھے میں نے کسی رب کی عبادت نہیں کی''۔

ایک صالح بندے سے پوچھا گیا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

اُنھوں نے جواب دیا: ''اگر میں اُسے نہ دیکھوں تو یہیں ریزہ ریزہ ہو جاؤں''۔

اگر کوئی پوچھے کہ تم اُسے کیسے دیکھتے ہو؟ تو میں جواب میں کہوں گا: ''جب دل سے مخلوق نکل جائے اور اس میں حق تعالیٰ کے سوا کچھ باقی نہ رہے تو وہ اُسے دیکھے گا اور جیسے چاہے گا اُس کے قریب رہے گا''۔ وہ باطن میں خدا کو ویسے ہی دیکھے گا جیسے ظاہر میں لوگوں کو دیکھتا ہے...... وہ اُسے ویسے ہی دیکھے گا جیسے ہمارے نبی محمد ﷺ نے شب معراج اُسے دیکھا، جیسا اُس نے چاہا۔ یہ بندہ خواب میں اُسے دیکھے گا...... اُس کے پاس آئے گا اور اُس سے باتیں کرے گا...... اور بیداری میں اُس کا دل اُس (خدا) کی طرف کھنچا

جائے گا......وہ اپنے ماتھے کی آنکھوں کو بند کر کے دل کی آنکھوں سے اُسے ویسا ہی دیکھے گا جیسا ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے۔اُس کو دیکھنے کا ایک دوسرا معنیٰ بھی ہے: یعنی بندہ خدا کی صفات وکرامات، فضل واحسان، کامیابی، بھلائی اور اُس کی رحمت کو دیکھے گا۔جس نے عبودیت ومعبودیت اور معرفتِ الٰہی کی حقیقت پالی تو پھر وہ یہ نہیں کہے گا: اے اللہ! تو مجھے دکھا یا مت دکھا۔تو مجھے دے یا نہ دے۔وہ گم اور بےخود ہو جائے گا۔اسی لئے اس مقام پر پہنچنے والا ایک شخص کہا کرتا: مجھ پر میرا کیا ہے؟ یہ بھی کتنی اچھی بات ہے جو کسی کہنے والے نے کہی کہ: میں خدا کا غلام ہوں۔آقا کے سامنے غلام کا ارادہ واختیار نہیں چلتا۔

ایک آدمی نے ایک غلام خریدا، وہ غلام دیندار اور نیک تھا۔

آقا نے غلام سے پوچھا: اے غلام! تم کیا کھانا پسند کرو گے؟

اُس نے جواب دیا: جو آپ کھلا دیں۔

پھر اُس نے پوچھا: تم کون سا لباس پہننا پسند کرو گے؟

اُس نے کہا: جو آپ پہنا دیں۔

پھر اُس نے پوچھا: تم میرے گھر کے کس کمرے میں رہنا پسند کرو گے؟

اُس نے جواب دیا: جہاں آپ ٹھہرا دیں۔

پھر اُس نے پوچھا: تم کون سا کام دلچسپی سے کرو گے؟

اُس نے جواب دیا: جو آپ حکم کریں۔

یہ سب سُن کر وہ آدمی رو پڑا اور کہنے لگا: کیا ہی اچھا ہوتا اگر میں اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ اُسی طرح ہوتا جیسے تم میرے ساتھ ہو!

غلام نے کہا: اے میرے آقا! کیا آقا کے سامنے غلام کا کوئی ارادہ واختیار بھی چلتا ہے؟

تب آقا نے کہا: تم خدا واسطے آزاد ہو، میری خواہش ہے کہ تم میرے پاس ہی رہو تاکہ میں جان و مال سے تمھاری خدمت گذاری کرسکوں۔

جوبھی اللہ کی معرفت حاصل کرے گا اُس کا ارادہ واختیار باقی نہ رہے گا اور وہ کہے گا کہ میرا مجھ پر کیا ہے؟ وہ نہ اپنے اور نہ دوسروں کے معاملات میں مزاحمت کرے گا۔

اے اعتراض کرنے والو! اے جھگڑنے والو! اے بے ادبو! سنو میری بات سنو! میں نبیوں کے سامنے ندا کرنے والا ہوں ......اُن کے تمام پیروکاروں اور دلالوں کی طرف سے میں تمہارے لئے کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہوں پھر اپنے دل کے مطابق۔ جس کسی کے پاس بھی ایسا دل ہے جو اللہ کا مقرّب ہے اُس پر میری بات پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آحاد، افراد بندے مخلوق سے کنارہ کش رہتے ہیں ......تلاوتِ قرآن اور حدیثِ رسول ﷺ کے مطالعہ سے اُنسیت پاتے ہیں......لامحالہ اُن کے دل حق تعالیٰ سے مانوس اور قریب ہو جاتے ہیں ......دلوں کی روشنی میں وہ اپنے اور دوسروں کے نفس کا تجزیہ کرتے ہیں ......اُن کے دل ایسے روشن ہو جاتے ہیں کہ تمھارے احوال ذرا بھی اُن پر پوشیدہ نہیں رہتے ......وہ تمھارے دلوں کی واردات کی باتیں کریں گے اور تمھارے گھروں میں کیا ہے اُن سب کی تمھیں خبر دیں گے۔

افسوس! ہوشمند بنو۔ نادانی میں اللہ والوں پر تنگی نہ ڈالو......ابھی مکتب سے نکل کر آئے اور منبر پر چڑھ کر مجمع عام میں خطاب کرنے لگے......ابھی تمھارے ہاتھوں اور کپڑوں میں روشنائی کے سیاہ دھبّے لگے ہوئے ہیں اور عوام کے سامنے گفتگو کرنے کے لئے پیش پیش ہو گئے ...... اِس معاملے کے لئے تو ظاہر و باطن کو پختہ کرنے کی ضرورت ہے۔

درپیش حالات سے غفلت برتنے والو! قیامت کو یاد کرو......خاص قیامت اور عام قیامت کو یاد کرو......خاص قیامت تمھاری موت ہے اور عام قیامت وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے: اُس کا یہ ارشاد خود بھی یاد کرو اور دوسروں کو بھی یاد دلاؤ: ﴿ وَيَومَ نَحشُرُ المُتَّقِينَ اِلَى الرَّحمٰنِ وَفداً وَّنَسُوقُ المُجرِمِينَ اِلَى جَهَنَّمَ وِرداً ﴾[مریم: ۸۵،۸۶] ......(جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی بارگاہ میں جماعت در جماعت سوار اٹھائیں گے اور ہم مجرموں کو پیاسا جہنم میں لے جائیں گے)......

پرہیزگاروں کواٹھایا جائے گا اور مجرموں کو ہنکایا جائے گا......اللہ تعالیٰ اُس بندے پر رحم فرمائے جس نے اُس دن کو یاد کیا اور پرہیزگاروں کا ساتھ پکڑا تا کہ وہ اُنہی لوگوں کے ساتھ اُس دن اٹھایا جائے ...... پرہیزگاری کو چھوڑ دینے والو! قیامت کے دن پرہیزگار جماعت در جماعت، سوار ہو ہو کر رحمٰن کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔ اِردگرد فرشتے ہوں گے، سواری، زیور، اور عمامہ (کی شکل میں) اُن کے عمل ہیں...... بندے کا عمل وہ ہے جسے اچھی اور بری صورت میں دکھایا جائے گا......تقویٰ کی کنجی توبہ ہے......اور توبہ کی پابندی اللہ تعالیٰ کا قُرب ہے......توبہ ہر بھلائی کی جڑ بھی ہے اور شاخ بھی......اسی لئے صالحین کسی حالت میں توبہ سے الگ نہیں ہوتے۔

اے گنہگارو! نافرمانو! توبہ کرو......توبہ کے واسطے سے اپنے رب کے ساتھ مصالحت کرو......وہ دل حق تعالیٰ کے مناسب نہیں جس میں ذرہ برابر بھی دنیا اور مخلوق کی لالچ ہو......اگر تمھیں اُس کی صحبت چاہیے تو اپنے دل سے اِن دونوں (دنیا، مخلوق) کو نکال پھینکو...... یہ تمھارے لئے مضر نہیں، کیونکہ جب تم اُس کے پاس پہنچ جاؤ گے تو دنیا اور مخلوق خود تمھارے پاس آئے گی ......اور تم اُس کے ساتھ اُس کی دہلیز پر ہو گے ......یہ آزمایا ہوا ہے......گوشہ نشین زاہدِ خشک اِس کا تجربہ کر چکے ہیں۔

اے نوجوانو! نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاصِ عمل ضروری ہے ......اُس کی بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے اُس سے ایک عہد کرلو...... اُس کا عہد کیا ہے؟ توحید، اخلاص، سنت، جماعت، صبر، شکر، خود سپردگی، مخلوق سے کنارہ کشی، اُس کی طلب، غیر سے پرہیز اور دل اور تنہائی کے ساتھ اُس کی بارگاہ میں حضوری۔ یقیناً وہ تمہیں دنیا میں اپنا قُرب، لوگوں سے بے نیازی، اپنی محبت اور اپنا شوق عطا کرے گا اور آخرت میں اپنی قربتوں اور نعمتوں میں سے وہ چیز عنایت فرمائے گا جسے آنکھوں نے دیکھا ہوگا، کانوں نے سنا ہوگا اور نہ کسی آدمی کے دل میں جس کا خیال گذرا ہوگا۔

اے نوجوان! اپنے رب کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جاؤ...... جب ابلیس

تمھیں دھوکا دینے اور بہکانے کے لئے آئے تو اللہ سے مدد مانگوتا کہ وہ ابلیس کوتمھارے پاس سے بھگا دے......اُس سے ویسے ہی مدد مانگو جیسے اگلوں نے مدد مانگی......اچھا عمل کرو پھراپنے رب کے ساتھ حسن ظن قائم کرو۔اس کی فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ حسن ظن رکھنے پر بہت ساری چیزوں کا فائدہ ہے ......اللہ تعالیٰ، نبیوں ،رسولوں اور خدا کے نیک بندوں کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے میں بہت ساری بھلائیاں ہیں۔

تباہی ہو! تمھیں دعویٰ ہے کہ ''صوفی'' ہوں، حالانکہ تمھارا دل پراگندہ ہے...... صوفی وہ ہے جس نے اپنا ظاہر و باطن؛ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی کر کے صاف کیا ہے...... جیسے جیسے اُس صفائی میں اضافہ ہوگا ویسے ویسے وہ اپنے وجود کے سمندر سے نکلتا جائے گا......وہ اپنا ارادہ ،اختیار اور اپنی مشیت چھوڑتا جائے گا......جس کا دل صاف ہوگا نبی ﷺ اُس کے دل اور رب تعالیٰ کے درمیان سفیر ہوں گے......بھلائی کی بنیاد نبی ﷺ کے قول وفعل کی پیروی ہے۔

جب بندے کا دل صاف ہوگا تو وہ خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کرے گا...... آپ اُسے کسی چیز کا حکم دیتے ہوں گے اور کسی چیز سے روک رہے ہوں گے......وہ سراپا دل ہو جائے گا اور اپنی نیت کو ساتھ لے کر کنارہ کش ہو جائے گا......وہ ایک خموشی ہوگا جس میں کوئی آواز نہیں ،وہ ایک پاکیزگی ہوگا جس میں کوئی پراگندگی نہیں ...... ہر چیز کا دل سے نکالا ہوگا......مضبوط پہاڑ کو کھودنے کے لئے مجاہدوں، مصیبتوں اور آفتوں پر صبر کے پھاوڑے کی ضرورت ہے...... ایسی چیز کی طلب مت کرو جو تمھارے ہاتھ آنے والی نہیں ......مبارک ہو! کہ تم مسلمان ہو اور تمھارا عمل ایسا ہے جیسے گورے گال پر تِل (عمدہ اور نمایاں)......مبارک ہو! تم قیامت کے دن مسلمانوں کی جماعت میں ہوگے، کافروں کی صف میں نہیں ......ہمیں مبارک ہو کہ ہم جنت کے اندر یا جنت کے دروازے پر ہوں گے، جہنم کی کوٹھریوں میں رہنے والوں میں سے نہ ہوں گے......تواضع اختیار کرو......تکبر چھوڑ دو......تواضع بلندی پر پہنچاتا ہے اور تکبر پستی میں دھکیلتا ہے...... نبی ﷺ کا ارشاد

ہے: ''جس نے اللہ کے لئے تواضع اختیار کیا، اللہ تعالیٰ نے اُسے بلند فرمادیا''۔ اللہ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو پہاڑ کے مانند (مضبوط، ڈھیر سارے) بھلائیوں کے کام کرتے ہیں جیسے اسلاف کے اعمال؛ پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہمارا عمل ایسا نہیں ہے جو ہمیں جنت میں داخل کرائے اگر ہم جنت میں گئے تو یہ اللہ کی رحمت ہے اور اگر نہ گئے تو یہ اُس کا عدل۔ وہ لوگ اُس کے ساتھ افلاس کے قدم پر برابر کھڑے رہیں گے...... توبہ کرو اور اپنی کوتاہی اور اپنی عاجزی کا اعتراف کرو...... توبہ زندگی ہے...... حق تعالیٰ مردہ زمین کو بارش سے زندہ فرماتا ہے اور مردہ دلوں کو توبہ اور شب بیداری کے ذریعہ حیات بخشتا ہے۔

اے نافرمانو! رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت بنو۔ اُس کے کرم سے مایوس مت ہو۔ اے مردہ دلو! ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، سنت نبی اور مجالس ذکر کی حاضری پر پابندی برتو...... تب تمہارے دل زندہ ہوجائیں گے جیسے مردہ زمین بارش سے زندہ ہوجاتی ہے...... دائمی ذکر دنیاوآخرت کے دائمی خیر کا سبب ہے...... جب دل ٹھیک ہوگا تو اُس میں ذکر دائمی ہوگا...... دل کے اِردگرد؛ پورے دل پر وہ ذکر نقش کردیا جائے گا...... آنکھیں سوئی ہوں گی اور دل اپنے رب کا ذکر کررہا ہوگا...... اُسے یہ مقام محمد رسول اللہ ﷺ سے ورثے میں ملے گا۔

خدا کے ایک صالح بندے ہاتھ میں تسبیح لئے پڑھتے پڑھتے سو گئے...... جب اُن کی نیند ٹوٹی تو تسبیح کے دانے چل رہے تھے جبکہ وہ اُسے پھیر نہیں رہے تھے اور اُن کی زبان تسبیح پڑھ رہی تھی۔

یہ لوگ سوتے ہیں تو اِن پر ایک اونگھ کا غلبہ ہوتا ہے۔ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو رات کے مختصر سے حصے میں سونے کا تکلف کرتے ہیں تاکہ باقی حصوں میں شب بیداری کی جاسکے...... وہ نفس کو اُس کا کچھ حق دے دیتے ہیں تاکہ وہ زبان بند رکھے اور ایذا نہ دے۔ خدا کے ایک صالح بندے رات کے کسی حصہ میں سونے کا تکلف کیا کرتے، نیند نہ

ہوتے ہوئے بھی اُس کی تیاری کرتے۔ اس بارے میں اُن سے پوچھا گیا تو جواب دیا: چونکہ نیند میں میرا دل اپنے پروردگار کو دیکھتا ہے۔

اُس بندے نے سچی بات کہی، کیونکہ سچے کا خواب اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ اُس کی نیند آنکھوں کی ٹھنڈک ہے...... جو حق تعالیٰ کا مقرّب ہوتا ہے اُس کے لئے کچھ ایسے فرشتے لگا دیئے جاتے ہیں جو ہر وقت اس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ سوتا ہے تو فرشتے اس کے سرہانے اور پائنتیں بیٹھ جاتے ہیں اور اُس کو آگے پیچھے سے اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں۔ شیطان ایک گوشے میں ہوتا ہے، اُسے قریب پھٹکنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ وہ بندہ سوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں۔ جاگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں۔ چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں۔ رُکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں۔

اے اللہ! ہمیں بھی ہر دَم اپنی حفاظت میں رکھ۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۴)

نبی ﷺ سے مروی ہے؛ آپ نے فرمایا: ''لایعنی کاموں کو چھوڑ دینا؛ آدمی کے عمدہ اسلام کا ایک حصہ ہے۔ ہر وہ شخص جس کا اسلام اچھا اور تحقیق شدہ ہے وہ کام کی باتیں کرے گا اور بے کار باتوں سے دور رہے گا...... بے کار چیزوں میں پڑنا فالتو اور پاگل لوگوں کا کام ہے...... آقا کی خوشنودی سے محروم وہ ہے جو اُس کے حکم پر عمل پیرا نہ ہو اور بے حکم کے کاموں میں لگا ہوا ہو...... یہی اصل محرومی ہے...... یہی اصل ناپسندیدگی ہے...... یہی دُھتکار ہے۔ تباہی ہو! حکم کی پیروی کرو اور ممانعت سے باز آ ؤ! آفتوں کو جھیلو پھر بغیر کسی چون و چرا کے اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دو...... تم سے باخبر اللہ تعالیٰ کی جو نظر تم پر ہے وہ تمہاری اُس نظر سے بہتر ہے جو تمھارے اپنے نفس پر ہے جبکہ تم اللہ تعالیٰ سے بے خبر بھی ہو...... اُس کے دیئے پر قناعت کرو اور اُس پر شکر بجالا ؤ...... اُس سے زیادہ کی فرمائش مت کرو، کیونکہ تمھیں نہیں پتہ کہ بھلائی کس چیز میں ہے۔

زہد؛ فرمانبردار زاہدوں کے دلوں کا چین ہے ......زہد کا بار جسم پر ہوتا ہے اور معرفت کا بار دل پر اور قرب کا بار تنہائی پر۔ زہد اختیار کرو، قناعت کرو، شکر بجالا ؤ، اپنے رب سے راضی رہو اور اپنے نفس سے ناراض...... اپنے رب پر اچھا گمان رکھو اور اپنے نفس پر بدگمانی کرو...... شہوتوں کو چھوڑو ...... اِس میں شفا بھی ہے اور دلوں کی صفائی بھی ...... پیٹ بھر بھر کر حلال کھانا دل کو اندھا کر دیتا ہے تو حرام کھانے سے کیا حالت ہوگی؟ اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''معدہ بیماری کا گھر ہے اور پرہیز چوٹی کی دوا ہے۔ پورے جسم کو اُسی چیز کا عادی بناؤ جس کا وہ عادی ہو جائے''۔ اِن تین باتوں میں نبی ﷺ نے ''علمُ الابدان'' کو جمع فرمادیا ہے۔ بڑا پیٹ؛ سمجھ کی روشنی، حکمت کے چراغ اور ولایت کے نور کو بجھا دیتا ہے...... جب تک تم دنیا میں لوگوں کے ساتھ ہو؛ پرہیز ضروری ہے، کیونکہ ابھی تم ہسپتال میں ہو...... جب تمھارا دل حق تعالیٰ سے مِل جائے گا تو تمھارا معاملہ

اُس کے ہاتھ میں ہوگا...... وہ تمھاری ذمہ داری لے گا حالانکہ تم اُس سے علیٰحدہ ہو گے......
وہ کیسے نہ تمھاری ذمہ داری لے، جبکہ تم اُس کے لئے نیک بنے ہو۔ کیا خوب ارشاد ہے:
﴿اِنَّ وَلِيِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَيَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ﴾[اعراف:۱۹٦]......
(بے شک میرا دوست اللہ ہے جس نے کتاب اُتاری اور وہی نیکوکاروں کا ذمہ دار ہے)......

اے نوجوان! تقدیر میں جو ہے اُس پر بے قرار مت ہو، کیونکہ تقدیر کو پھیرنے والا کوئی ہے اور نہ اُسے روکنے والا کوئی ہے...... جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا...... جو اس سے راضی ہوا خدا اُس سے راضی اور جو اُس سے ناراض ہوا خدا اُس سے ناراض...... دنیا میں جینے کے لئے نیک نیتی کی ضرورت ہے ورنہ تم ناپسندیدہ قرار پاؤ گے...... اپنے سارے کاموں میں ''لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ'' پڑھا کرو...... ایک وقت دنیا کے لئے، ایک وقت آخرت کے لئے، ایک وقت اپنے لئے، ایک وقت اہل وعیال کے لئے اور باقی سارا وقت اپنے رب تعالیٰ کے لئے وقف کرو...... پہلے اپنے دل کو پاک کرنے کا کام کرو، کیونکہ وہ فرض ہے...... معرفت کو طلب کرو...... اگر تم نے اصل کو ضائع کر دیا تو فرع میں پڑنا مقبول نہ ہوگا...... کیا بدن کی پاکی سودمند ہوگی جبکہ دل میں آلودگی ہو؟ بدن کو سنت کے ذریعہ پاک کرو اور دل کو عمل بالقرآن کے ذریعہ...... دل کی حفاظت کرو تا کہ بدن بھی حفاظت میں رہے...... برتن سے وہی ٹپکے گا جو اُس کے اندر ہے...... دل میں جو کچھ ہے وہی بدن سے نکلے گا...... تواضع اختیار کرو...... جب تم تواضع کرو گے تو پاک ہو جاؤ گے، بڑے اور بلند ہو جاؤ گے ...... اگر تم تواضع نہیں کرتے تو اللہ کو، نبیوں کو، رسولوں کو، ولیوں کو، حکم (شریعت) کو، عمل کو، تقدیر کو، قدرت کو، دنیا اور آخرت کو نہیں جانتے ...... تم کتنا سنتے ہو اور سمجھتے کچھ نہیں؟ سمجھتے بھی ہو تو عمل نہیں کرتے؟ عمل بھی کرتے ہو تو اخلاص نہیں ہوتا؟ ایسے میں تمہارا ہونا، نہ ہونا برابر ہے...... اگر تم میرے پاس آؤ اور میری بات نہ پاؤ تم پھر کس لئے آتے ہو؟ جگہ پھنسا کر لوگوں پر تنگی ڈالنے کے لئے؟ جب تک تم دُکان پر رہو گے گھر کی تشویش لگی رہے گی...... اگر یہاں آؤ گے تو چین سے رہو گے...... تم سُنی اَن

سُنی کرتے ہو...... اے دَولتیے! اپنی دولت بھول جا، آ بیٹھ فقیروں کے درمیان......اللہ واسطے اور فقیروں کے لئے خاکساری اختیار کرو......اے اونچے خاندان والے! اپنا نسب بُھلا کر آؤ......صحیح نسب تقویٰ کا نسب ہے...... نبی ﷺ سے سوال ہوا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی آل کون لوگ ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''ہر پرہیزگار محمد کی آل میں ہے''۔ اپنے نسب کے پیروں سے چل کر میرے پاس مت آؤ، بلکہ اپنے تقویٰ کے پیروں سے آؤ......جو چیز تمھارے ہاتھ آنے والی ہے اُسے سمجھ لو......خالی حسب نسب خدا کی بارگاہ میں نہیں چلتا...... جب تک کہ تمہارے تقویٰ کا نسب صحیح ثابت نہ ہوجائے۔ کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا: ﴿اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَاللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ﴾ [حجرات:۱۳]......(بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔)

......بچو! جوانو! بوڑھو! مریدو! جب تک حرام لقمے سے نہ بچو گے تم میں کوئی بھلائی نہیں۔

اکثر عوام کُھلّم کُھلا شور بے دار حرام کھانا کھاتے ہیں......جو حرام کھائے گا اُس کا دل سیاہ ہوگا......جو مشتبہ کھانے کھائے گا اُس کا دل مَیلا ہوگا......نفس اور خواہش حرام کھانے کی راہیں تم پر آسان کر دیتے ہیں......نفس اور خواہش شہوتوں اور لذتوں کی تلاش کے ہمراہی ہیں......وہ انہیں ہاتھ لگانے میں ذرا بھی جھجھک محسوس نہیں کرتے......جب تم اپنے نفس کو بے چھنے آٹے کی روٹی کھلاؤ اور وہ تم سے صاف ستھری چپاتی مانگے تو اُسے جو کی روٹی کھلاؤ تاکہ وہ بے چھنے آٹے کی روٹی ہی کھانا پسند کرے......نفس اگر کھانے میں احتیاط سے کام نہ لے گا تو پھر وہ اُس مرغی کی طرح ہوجائے گا جو کوڑا خانے میں چونچ مارتی پھرتی ہے اور پاک ناپاک سب کھاتی ہے...... جسے مرغی یا اُس کے انڈے کھانے کا شوق ہو تو وہ اُسے دربے میں بند رکھے اور پاک چیزیں کھلائے پھر اُسے استعمال کرے......اپنے نفس کو ناپاک اور حرام کھانے سے محفوظ رکھو......اُسے حلال اور پاک غذا کھلاؤ تاکہ اُس کے جسم کا وہ گوشت نکل جائے جو حرام غذا سے بنا تھا......حرام اور مشتبہ غذاؤں سے اُسے بچاؤ...... پھر اُس حلال غذا سے بھی بچاؤ جو خواہش نفس کے مطالبے کی بنا پر ہو۔

اگر کسی سے کہا جائے کہ تجھے اپنے برے کرتوت پر مرنا پسند ہے؟ تو جواب ہوگا: ''نہیں''۔ اگر تم اُسے کہو کہ توبہ کرو اور نیک عمل کرو تو جواب ملے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں ایسا کروں گا...... وہ توبہ کرنے میں تقدیر کو ڈھال بناتا ہے، مگر شہوتوں اور لذتوں کے معاملات میں تقدیر کو نہیں لاتا ...... وہ ٹال مٹول اور ہاں اور ناں میں لگا ہوا ہے...... موت آ کر اُس کا گلا دَبا دے گی اور وہ عیش وعشرت اور ناز ونعمت میں پڑا رہ جائے گا...... وہ حکومت اور عزت کے چکر میں ہوگا، دکانداری اور منافع میں لگا ہوگا کہ اچانک موت آ دھمکے گی...... اُس کی وصیت بھی لکھی ہوئی نہ ہوگی...... حساب وکتاب بھی پڑا ہوگا اور لمبی چوڑی آرزوئیں دھری رہ جائیں گے۔ صحیح فکر وہ ہے جس نے نیک بندوں کو آبادی سے ویرانے میں پہنچا دیا...... اُن کی خوشیوں کو دور کر کے ہمیشہ کا غم دے دیا۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے گا اُس کا غم اور خوف زیادہ ہو جائے گا ...... اُس کے لئے ایک بات کرنے والا ہو جائے گا جس سے وہ باتیں کیا کرے گا، اُسے ایک کام مل جائے گا جو وہ کرتا رہے گا...... وہ تمنا کرے گا کہ کسی کی باتیں نہ سنے اور نہ کسی سے ملاقات کرے ...... وہ تمنا کرے گا کہ اپنے بال بچوں اور روپے پیسوں سے چھٹکارا پالے...... وہ تمنا کرے گا کہ اُس کی جائداد دوسرے کے نام لکھ دی جائے ...... وہ تمنا کرے گا کہ اُس کی طبیعت اور خلقت اپنے خالق ومالک کو سونپ دی جائے۔

جب وہ اُن تمام چیزوں سے آزادی چاہے گا تو اُسے اُن تمام چیزوں سے روک دیا جائے گا...... تقدیر اُس کو اپنی گرفت میں لے گی اور اُس پر علم ازلی اور نوشتۂ تقدیر کی مہر لگا دی جائے گی ...... پھر وہ اپنے شب وروز کی نگرانی کرے گا...... دنیا چھوڑ کر پروردگار کی طرف متوجہ ہوگا...... پھر اُس پر معرفت الٰہی کا غلبہ ہوگا تو وہ معرفت اُس کے ظاہر وباطن کی نگرانی کرے گی۔ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مناجات میں رب تعالیٰ سے کہا کرتے: الٰہی! تو کب تک مجھے نظر انداز کرے گا اور دنیا میں قید رکھے گا۔ تو کب مجھے اپنے پاس بلائے گا تا کہ میں دنیا اور مخلوق کے جنجال سے نکل آؤں۔ تمھاری کہاوت وہی ہے جو نوح علیہ السلام

نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: ﴿**یَا بُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا فَقَالَ لَهٗ سَآوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ**﴾[ھود:۴۲] ......(اے میرے بیٹے! آ ہمارے ساتھ سوار ہو جا تو اس نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا۔) ......واعظ تمھیں کہہ رہا ہے کہ: آ! نجات کی کشتی میں سوار ہو جا۔تم کہتے ہو کہ میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے ڈوبنے سے بچالے گا ......تمھارا پہاڑ، لمبی آرزوئیں اور دنیا کا حرص ہے ......عنقریب ملک الموت آئے گا تو تمھیں تمھارے پہاڑ ہی میں غرق کردے گا۔اے اللہ کے بندو! میری باتیں مان لو......اپنی جہالت کے گھروں سے باہر نکلو......تم نے اپنے دین کی دیواریں بغیر کسی بنیاد کے کھڑی کی ہیں ......تم نے دین کے زخم کی مرہم پٹی بے قاعدہ کی ہے، ضرورت ہے کہ اُسے کھولو اور دوبارہ مرہم پٹی کرو......دنیا تمھارے دلوں میں ہے...... گناہ تمھارے دلوں میں ہے......تم لوگ خود کو میرے حوالے کردو تاکہ میں تمھیں پلا پلا کر صاف ستھرا کردوں ......میں تمھیں پرہیزگاری، زہد، تقویٰ، ایمان، معرفت، علم، بےخودی اور فنائے کل کی شراب پلاؤں گا۔اُس وقت تم خود کو اپنے رب کے پاس محسوس کروگے، اُس کے قرُب و ذکر کا سرور پاؤ گے۔جس کے حق میں یہ چیزیں درست ہوں گی وہ مخلوق کے لئے چاند سورج بن جائے گا اور اُن کے لئے دلیل راہ ہوگا...... وہ ان کے ہاتھ پکڑ کر دنیا کے گھاٹ سے آخرت کے ساحل تک پار کرادے گا۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''ہر پیشہ کو اچھے کاریگروں کی مدد سے آگے بڑھاؤ''۔

تباہی ہو! تم اپنی رائے کو کافی سمجھ کر کہتے ہو کہ میں فقہا اور علما کے پاس جا کر کیا کروں گا؟ تم اِس گمان میں ہو کہ تمھیں کمانے، کھانے، پینے اور ہمبستری کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور بس! توبہ کرو اور اپنی رائے بدل لو اس سے پہلے کہ موت آکر تمھیں اُچک لے جائے جبکہ تم برائی میں لگے ہوئے ہو......تم میں سے ہر ایک کو امر و نہی اور تقدیر سے پیش آنے والے حادثات پر صبر کرنے کے لئے مخاطب کیا گیا ہے ......مخلوق اور پڑوسیوں کی ایذا رسانی پر صبر کرو، کیونکہ صبر میں بڑی بھلائی ہے...... ہر ایک کو صبر کا حکم ہے اور ہر ایک

اپنے اوراپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دِہ ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم میں کا ہر ایک سرپرست ہےاور ہرایک اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دِہ ہے''۔

تقدیر کے معاملات پر صبر کروتا کہ بدبختیاں نعمتوں میں بدل جائیں۔صبر بھلائی کی بنیاد ہے ......فرشتوں کو آزمایا گیا تو اُنھوں نے صبر کیا،نبیوں کو آزمایا گیا تو اُنھوں نے صبر کیا، نیکوں کو آزمایا گیا تو اُنھوں نے صبر کیا۔تم لوگ اُن کے نقش قدم پر چلنے والے ہوتو اُن کا رَوَیہ اختیار کرواور اُن کی طرح صبر سے کام لو...... جب دل درست ہے تو وہ اِس کی پروانہیں کرتا کہ کون اُس کا مخالف ہے اور کون موافق ؟ کون اُس کی تعریف کرتا ہے اور کون برائی ؟ کون اُسے دیتا ہے اور کون روکتا ہے؟ کون اُسے اپنے پاس بلاتا ہے اور کون اُسے دور بھگاتا ہے؟ کیونکہ درست دل ؛ توحید، توکل، یقین ،توفیق،علم،ایمان اور قرب الٰہی سے سرشار ہوتا ہے ......وہ ساری مخلوق کو عاجزی، خاکساری اور فقر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔اِس کے باوجود وہ کسی بچے کے سامنے بھی گھمنڈ نہیں کرتا......وہ کافروں،منافقوں اور نافرمانوں کے آگے غیرت الٰہی کی بنیاد پر درندہ ہے اور پرہیزگار ،نیکوکار ،تقویٰ شعار حضرات کے سامنے تواضع اور خاکساری سے پیش آتا ہے ......جن لوگوں کے یہ اوصاف ہیں اُن کو سراہتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ ﴾ [فتح:۲۹] ......(وہ لوگ کافروں پر سخت ہیں،آپس میں رحمدل۔)......

جب بندہ اِس طرح درست ہوگا تو وہ لوگوں کی سمجھ اور اُن کی ماتحتی سے بالاتر ہوجائے گا......وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مظہر ہوجاتا ہے: ﴿یَخْلُقُ مَالَاتَعْلَمُوْنَ﴾ [نحل:۸] ......(وہ اُن چیزوں کو پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے)......

یہ سب توحید، اخلاص اور صبر کا پھل ہے......ہمارے نبی ﷺ نے جب صبر سے کام لیا؛ ساتویں آسمان پر بلائے گئے اور پروردگار کے دیدار اور اس کے قرب سے مشرف ہوئے ......صبر کی بنیاد کو مضبوط کرنے کے بعد آپ کے لئے یہ تعمیر درست ہوسکی......ساری بھلائیاں صبر کے پاؤں تلے ہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار اُس کا ذکر فرمایا ہے اور اُس

کی تاکید کی ہے کہ: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾[آل عمران:۲۰۰]......(اے ایمان والو! خود صبر کرو اور دوسروں کو صبر کی تلقین کرو اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لئے تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ فلاح پاؤ۔)......

اے اللہ! ہمیں صابرین کی اُس جماعت میں داخل کر لے جو قول و فعل، جلوت و خلوت، صورت و معنی کے اعتبار سے تمام احوال میں صابروں کی پیروی کرتی ہے۔

......﴿وَآتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس:(۵)

مُرید اپنی توبہ کے سائے میں کھڑا ہے اور مُراد رب تعالیٰ کے سائے میں کھڑا ہے۔ مُرید چلتا ہے اور مُراد اُڑتا ہے...... مُرید دروازے پر ہے اور مُراد دروازے کے اندر قُرب کے نہاں خانے میں۔

مُرید جب عمل میں محنت کرتا ہے تو وہ مُراد ہو جاتا ہے...... بغیر عمل کے قُرب کا طالب پاگل ہے۔ یہ جو ہم نے بیان کیا ہے، اکثر ہی ایسا ہوتا ہے، کبھی کبھار نہیں بھی۔ موسیٰ علیہ السلام کب مقرّب ہوئے؟ کیا سختیوں اور مجاہدوں کو برداشت کرنے کے بعد نہ ہوئے؟ جب وہ فرعون کے گھر سے فرار ہوئے، تکلیف اٹھائی، دو سال بکریاں چرائیں؛ اُس کے بعد اُنھوں نے دیکھا جو دیکھا...... اتنے اور اتنے دنوں بعد اُنہیں قُرب حاصل ہوا...... جب اُنھوں نے بھوک پیاس اور پردیس کی تکلیف اٹھائی، اُن کا جوہر کھلا اور شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کے ساتھ اُن کی ہمدردی کا پتہ چلا۔ تب اُن بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلا کر جو جوانمردی دکھلائی، اُس کی بھلائی اُنھیں حاصل ہوئی۔ جوانمردی اِس لئے کہ وہ بھوکے تھے، بھوک سے نڈھال ہو چکے تھے۔

جب وہ شعیب علیہ السلام کی دونوں بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلا چکے تو حیا کے مارے درخت کے نیچے تنہا بیٹھ گئے اور کام کی مزدوری مانگنے سے رہے...... علم ازلی نے اُن کی رہنمائی کی، خدا کی حفاظت نے اُن کو اِس کام پر لگایا...... حق تعالیٰ کی نظروں نے اُنھیں پختہ کیا اور اپنے رب سے سوال کرنے کی اُنھیں گویائی دی، تب اُنھوں نے کہا: ﴿رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ [قصص:۲۴]...... (اے رب! تو نے میری طرف جو بھلائی اُتاری، میں اس کا محتاج ہوں)...... اسی اَثنا میں شعیب علیہ السلام کی ایک بیٹی اُن کی پشت پر آ کر کھڑی ہوتی ہے اور اُن سے اُن کے حالات پوچھتی ہے تو وہ اپنا پورا قصہ اُسے بتاتے ہیں (پھر وہ اُنھیں اپنے والد کے پاس لے کر آتی ہے۔) اُن کی روداد سن کر شعیب

علیہ السلام کہتے ہیں: ﴿لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [قصص:۲۵]......
(آپ خوف نہ کریں، آپ نے ظلم کرنے والے لوگوں سے نجات پائی)......پھر وہ اپنی بیٹی
سے اُن کی شادی کر دیتے ہیں اور مہر کے طور پر ''بکریاں چرانا'' طے پاتا ہے......وہ فرعون
کی حکومت اور اُس حکومت کے چمچوں کو بھول جاتے ہیں۔ چرواہوں کا بھیس بدل کر رات
دن بکریوں کے ساتھ رہتے ......سنسان جنگل میں ان کا بیٹھنا ایسوں (جانوروں) کے
ساتھ تھا جو بول نہیں سکتے تھے......اِس طرح زُہد اور مخلوق سے کنارہ کش ہونے کی تعلیم پائی
......اُن کا دل مخلوق کی آلودگی سے پاک ہوگیا......اُن دو سالوں میں اُن کے معاملے کا
فیصلہ ہوگیا......فرعون کی بادشاہت کا خیال اُن کے دل سے مٹ گیا......دنیا و مافیہا اُن کی
تنہائی سے رخصت ہوگئی......اُن کے اور شعیب علیہ السلام کے درمیان معاہدے کی مدت
پوری ہوئی......بکریاں چرانے کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوئے جوان پر عائد تھی......اب
صرف اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور اُس کا حق دل اور تنہائی پر رہ گیا تھا......چنانچہ اُنھوں نے
شعیب علیہ السلام کو الوداع کہا اور اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ ابھی وہ شہر مدین سے
لگ بھگ آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر تھے کہ رات سر پر آگئی جبکہ اُن کی بیوی حاملہ بھی
تھیں۔ اُنھیں دردِ زِہ کے جھٹکے لگے۔ روشنی طلب کیا تا کہ کچھ نظر آئے۔ موسیٰ نے چقماق
(ایک پتھر جس کی رگڑ سے آگ نکلتی ہے) سے آگ نکالنے کا ارادہ کیا مگر اُس سے کچھ نہ نکلا۔
رات کا پچھلا پہر آچکا تھا۔ تاریکی اور بڑھ گئی۔ ہر طرف حیرت ہی حیرت تھی۔ اتنی بڑی
کائنات اُن پر تنگ تھی۔ کسی تنہا اجنبی کی طرح نامعلوم راستے میں پڑے ہوئے تھے۔ بیوی
کو دردِ زِہ کی تکلیف الگ تھی۔ وہ ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو کر دائیں بائیں اور آگے پیچھے
دیکھ رہے تھے کہ ایک آواز سنائی پڑی اور طور پہاڑ کی طرف آگ کی لپٹ نظر آئی۔ اُنھوں
نے اپنی بیوی سے کہا: ٹھہرو! میں نے آگ دیکھی ہے۔ شاید میں اُس کے کچھ انگارے لے
آؤں اور آگ روشن کرنے والوں سے صحیح راستہ معلوم کرلوں۔ جب اُس کے پاس پہنچے
تو آواز غائب۔ جب اَور قریب ہوئے اور چاہا کہ اس کی کچھ چنگاریاں اٹھالوں تو نقشہ ہی

بدل گیا۔ عادت غائب، حقیقت حاضر۔ وہ اپنے بال بچے اوران کی ضرورتوں کو بھول بیٹھے۔ کوئی (اللہ کی جانب سے) اُن کی بیوی کے پاس پہنچا، اُنھیں جو درکار تھا اُسے مہیا کر دیا اور اُن کی ضرورتوں کو پورا کر دیا۔ موسیٰ کو کسی پکارنے والے نے پکارا۔ کسی خطاب کرنے والے نے خطاب کیا۔ کسی کلام کرنے والے نے کلام کیا اور وہ حق تعالیٰ تھا۔ جو وادی کے داہنے کنارے مبارک گوشے میں درخت سے خطاب کرر ہا تھا۔ درخت اُن کے سامنے تھا۔ آواز آئی: اے موسیٰ! ﴿اِنِّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾[قصص:۳۰] ......(بے شک میں اللہ ہوں سارے جہان کا پروردگار) ...... میں نہ فرشتہ ہوں نہ جن اور نہ انسان بلکہ سارے جہان کا رب ہوں۔ یعنی فرعون اپنے اِس قول: ﴿اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی﴾[نازعات:۲۴] ......(میں تمھارا بلند و بالا رب ہوں) ...... میں جھوٹا ہے اور میرے علاوہ اپنے دعویٰ اُلوہیت میں جھوٹا ہے۔ اللہ صرف میں ہوں۔ کیا فرعون وغیرہ یعنی جن، انس، فرشتے اور عرش سے تحت الثریٰ تک کی تمام مخلوق تیرے زمانے سے باخبر ہیں یا میں؟ اور تیرے بعد قیامت تک کیا ہونے والا ہے، وہ لوگ جانتے ہیں یا میں؟

تباہی ہو! اے بدعتی: ''اِنِّی اَنَا اللّٰہُ'' کون کہہ سکتا ہے؟ ہمارا رب تعالیٰ کلام فرمانے والا ہے، گونگا نہیں۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام فرمانے کے معاملے کو تاکید کے ساتھ پیش کیا ہے کہ: ﴿وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوسیٰ تَکْلِیْماً﴾[نساء:۱۶۴] ......(اور اللہ نے موسیٰ سے خوب کلام فرمایا) ...... اُس کا کلام سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ جب موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو قریب تھا کہ اُن کی جان ہی نکل جاتی۔ موسیٰ ہیبت کے مارے منہ کے بَل گر پڑے۔ اُنھوں نے ایسا کلام سنا جو پہلے سننے میں نہ آیا تھا۔ چونکہ وہ کلام کمزور بشریت پر پیش ہوا تھا اس لئے اُس نے بشریت کو دھڑام سے گرا دیا تو اللہ نے ایک فرشتے کو بھیج کر اُنھیں اٹھایا۔ اُس نے ایک ہاتھ سینے پر اور دوسرا پشت پر رکھا، تب وہ کھڑے ہو سکے۔ پہلے اُن پر قیامت ٹوٹی اور زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوئی۔ اُس کے بعد کلام الٰہی کا سننا اور سمجھنا اُن کے لئے درست ہوا۔ اُنھیں فرعون اور اُس کی قوم کے پاس بحیثیت رسول

جانے کا حکم ہوا۔ اُنھوں نے عرض کیا: اے رب! میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے بھائی کے ذریعے میری پیٹھ مضبوط کر۔ اُن کی زبان میں ہکلاہٹ تھی۔ وہ صاف نہیں بول پاتے تھے، کیونکہ بچپن میں فرعون کے ساتھ اُن کا ایک واقعہ ہو گیا تھا۔ اگر وہ ایک لفظ بولنا چاہتے تو رُک رُک جاتے اور بمشکل تمام کچھ دیر میں سارے حروف ادا کر پاتے جب تک دوسرا آدمی ستّر لفظ بول لیتا۔ بچپن میں فرعون کے گھر میں اس طرح واقعہ رونما ہوا کہ ایک دن فرعون کی بیوی آسیہ نے موسٰی کو فرعون کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ ہم دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اِسے قتل مت کرنا۔ وہ اُنھیں چمٹا کر چومنے لگیں۔ ایک بار موسیٰ نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑ کر نوچ لی (بچپن میں کھیلتے ہوئے) تو فرعون کو اندیشہ ہوا کہ اِسی بچے کے ہاتھ سے میری بادشاہت ختم ہوگی، لہٰذا اِس کو قتل کرنا ضروری ہے۔ آسیہ نے کہا کہ یہ تو ابھی بچہ ہے۔ اِسے کیا پتہ کہ کیا کر رہا ہے؟ آسیہ بولی کہ اس کے سامنے ایک برتن میں آگ کا انگارہ اور ایک برتن میں سرخ موتی لا کر رکھا جائے۔ اگر وہ اُن دونوں میں فرق کرتا ہے اور اپنا ہاتھ موتی کی طرف بڑھاتا ہے اور آگ سے بچتا ہے تو اُسے قتل کر دیا جائے اور اگر دونوں میں کوئی فرق نہیں کرتا اور آگ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو اُسے قتل نہ کیا جائے۔ دونوں نے یہ شرط طے کر لی اور دنوں برتن اُن کے سامنے ڈال دیئے گئے؟ اُنھوں نے اپنا ہاتھ آگ کی طرف بڑھایا اور اُس میں سے ایک انگارہ اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لیا اور رونے لگے۔ تب آسیہ بول پڑیں کہ میں نے نہ کہا تھا کہ اُس نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا اُس میں اُس کے ارادے کا کوئی دخل نہیں تھا۔ تو فرعون اُن کے قتل کے ارادے سے باز آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرعون ہی کے گھر میں موسیٰ کی پرورش فرمائی۔ پاک ہے وہ جس نے اُن کی زبان کو درست کر دیا اور اُن کے لئے تمام رنج والم سے نجات اور کشادگی کا راستہ نکال دیا۔ کیا ہی خوب فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَحَسْبُهٗ﴾ [طلاق:۲،۳]......(جو اللہ سے ڈرے گا، اُس کے لئے وہ نجات کی راہ نکال دے گا اور اُسے بے شان وگمان روزی

دے گا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے۔)......

یہ دل جب صاف اور صحیح ہوگا تو شش جہات سے حق تعالیٰ کی پکار سنے گا۔ وہ ہر نبی، ہر رسول، ہر ولی اور ہر ولی کی پکار سنے گا تو اُسی آن وہ اللہ کا مقرّب ہوگا۔ اللہ کا قرب اُس کی زندگی اور اللہ سے دوری اُس کی موت بن جائے گی ......مناجات الٰہی میں اُس کی رضا ہوگی ......وہ سب کچھ چھوڑ کر اُسی پر قناعت کرے گا، دنیا جانے کی اُسے پروا نہ ہوگی، بھوک اور پیاس کی وہ پروا نہ کرے گا...... پرہیز کرے گا اور کثرت سے پرہیز کرے گا...... حکیم کے احکام پر صبر کرو......علم سے پردہ اٹھ چکا ہے ......حق تعالیٰ نے تمھیں صبر کا حکم کیا ہے تو صبر کرو......اُس نے اپنے نبی ﷺ کو خاص طور پر صبر کا حکم کیا ہے اور تمھیں عام طور پر......اُس کا یہ حکم نبی کے لئے بھی ہے اور تمھارے لئے بھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾[احقاف:۳۵] ......(اے نبی ﷺ! صبر کرو جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے)......اے محمد ﷺ! صبر کرو جیسا کہ دوسرے رسولوں نے میرے فیصلوں اور میرے لکھے ہوؤں پر؛ اپنے اہل وعیال، مال ومتاع اور خلق کی ایذا رسانی میں صبر اختیار کیا......اُن حضرات نے اپنی قوت برداشت سے اُن چیزوں کا مقابلہ کیا۔

تم لوگوں میں قوتِ برداشت بہت کم ہے......میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنے ساتھی کی ایک بات برداشت کرے اور اُسے معذور ٹھہرائے ......تم لوگ رسول کے اخلاق وکردار اختیار کرو......اُن کے پیچھے پیچھے چلو اور اُن کے نقش قدم کی پیروی کرو......تم لوگ شروع شروع بوجھ اٹھالو تا کہ اخیر میں آرام نصیب ہو...... ہمارے نبی ﷺ شروع شروع مخلوق سے کنارہ کش ہوئے، (غارِ حرا کی) تنہائی کو پسند فرمایا......ایک دن آپ نے کسی کی پکار سنی کہ: ''اے محمد!''۔ آپ اُس آواز سے گھبرا گئے اور نہ جان سکے کہ وہ کیا ہے؟ کچھ دونوں تک یہ سلسلہ جاری رہا، پھر سمجھ گئے کہ معاملہ کیا ہے؟ تو جم کر بیٹھ گئے، پھر وہ آواز بند ہوگئی تو آپ دل برداشتہ ہوکر پہاڑ کی چوٹیوں پر گشت کرنے لگے۔ قریب تھا

کہ آپ خود کو پہاڑ سے گرا لیتے۔ پہلے پہلے تو گھبرا کر پیچھے ہٹتے تھے اور بعد میں آگے بڑھ کر اُس آواز کی طلب کرتے تھے...... پہلے اضطراب ہے اور بعد میں سکون۔

مُرید طالب ہے اور مُراد مطلوب...... موسیٰ علیہ السلام مُرید تھے اور ہمارے نبی ﷺ مُراد تھے...... موسیٰ اپنے وجود کے سائے میں کھڑے تھے اور طورِ سینا پر اللہ کا دیدار طلب کرر ہے تھے...... اور جب ہمارے نبی ﷺ مُراد تھے تو بے طلب ہی اللہ نے اُنہیں اپنا دیدار کرادیا اور وہ چیز دکھادی جو دوسروں سے پوشیدہ ہے...... موسیٰ علیہ السلام نے دیدار چاہا مگر نہ ملا اور غش کھا کر گر پڑے۔ یہ اُس چیز کی طلب کی سزا تھی جو دنیا میں نہیں دی جاتی اور ہمارے نبی ﷺ نے اللہ کے ساتھ حسن ادب برتا، اُس کی قدر شناسی کی، بے پناہ مجاہدہ کیا، کیونکہ آپ غیر اللہ کو فراموش کر چکے تھے اور حق تعالیٰ کے موافق ہو گئے تھے۔

حرص اور لالچ بری عادت ہے...... اللہ تعالیٰ نے تمھیں قسمت میں جو کچھ دیا ہے اُس پر قناعت کرو اور خوش رہو...... جس نے صبر کیا اُس کا دل بے نیاز اور فقر جاتا رہا...... جب تمھیں عبادت اور اخلاص پر قدرت حاصل ہے تو مخلوق سے کنارہ کشی اختیار کرنا ضروری ہے...... تنہائی بہتر ہے برے ساتھیوں سے۔ ایک صالح بندے کے پاس کتا دیکھا گیا تو سوال ہوا کہ آپ نے اِسے اپنے پاس کیوں رکھ چھوڑا ہے؟ جواب ملا: یہ برے ساتھیوں سے تو بہتر ہے۔ خدا کے نیک بندے کیوں نہ تنہائی پسند کریں جب کہ اُن کے دل رب تعالیٰ کی انسیت سے لبریز اور رحمتوں کے سائے سے ڈھکے ہوئے ہیں...... وہ کیسے نہ مخلوق سے راہ فرار اختیار کریں؟ اُن کے دل تو نفع، نقصان کی نظروں سے روپوش ہیں...... دلوں نے دیکھ لیا ہے کہ نفع، نقصان تو رب تعالیٰ کی طرف سے ہے...... قُربِ الٰہی کی شراب اُن کا عمدہ مشروب ہے۔ لطفِ الٰہی اُن کی نیند ہے۔ دلوں کے راز و نیاز کو سمجھنا اور باتیں کرنا اُن کی جنت ہے...... وہ دنیا کی نظر میں پاگل ہیں اور خدا کی بارگاہ میں خردمند، حکیم اور دانشمند ہیں۔ جو ''زاہد'' بننا چاہتا ہے وہ اس طرح زاہد بنے ورنہ تھکنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

اے تکلف پسند! اے تصنع ساز! یہ کیا؟ تم کس چکر میں ہو؟ یہ کام ایسے پورا نہیں

ہوگا کہ دن میں روزے رکھئے، رات میں نماز پڑھئے، موٹا کھائیے اور کھردرا پہنئے؛ جبکہ نفس، خواہش، طبیعت، جہالت اور بدخلقی ساتھ ساتھ ہو......اس سے کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ......تباہی ہو! ریاکاری مت کرو......نجات پالو...... سچے بنو گے تو اپنے حوصلے کے مطابق وصل اور قربت حاصل کرو گے اور سربلند ہو جاؤ گے......خود سپردگی اختیار کرو گے تو آزاد ہو جاؤ گے...... موافقت بجالاؤ تا کہ موافقت کی جائے ...... راضی رہو تا کہ رضا حاصل ہو......تیز تیز چلو تا کہ حق تعالیٰ تمہاری منزل پوری کردے۔

اے اللہ! دنیا و آخرت میں ہمارے معاملات کی تو نگہداشت فرما! ہمیں اپنے نفس یا کسی مخلوق کے حوالے مت کر!

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض کلام میں ارشاد فرمایا: ''اُس شخص کا دعویٔ محبت جھوٹا ہے کہ جب رات آئی تو وہ مجھے چھوڑ کر سو گیا''۔ اگر تو اللہ سے محبت کرنے والوں میں ہے تو پلکیں جھپکا تا رہ جب تک اونگھ نہ آجائے۔ محبّ تھکن سے دوچار ہے اور محبوب آرام میں ہے...... محبّ طالب ہے اور محبوب مطلوب...... نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ جبریل سے کہتا ہے: اے جبریل! فلاں کو اٹھا دے اور فلاں کو سُلا دے''۔

اس کی دو توجیہ ہے: ایک تو یہ کہ فلاں محبّ کو اٹھا دے اور فلاں محبوب کو سلا دے۔ اُس (محبّ) نے میری محبت کا دعویٰ کیا ہے تو ضروری ہے کہ میں سختی سے اُس کا حساب لوں اور اُسے ایسی فضا میں لا کھڑا کروں کہ وجود مع الغیر کے پتے جھڑ جائیں۔ اُسے بیدار کر تا کہ وہ اپنے دعوے کی دلیل بیان کرے اور محبت کی تحقیق پیش کرے۔ اور فلاں کو سلا دو، کیونکہ وہ محبوب ہے۔ بہت تھک چکا ہے۔ میرے سوا اُس کے پاس کوئی نہیں۔ اُس کی محبت نے مجھے پا لیا ہے۔ اُس کا دعویٰ اور دلیل حق بجانب ہے۔ اُس نے وعدہ وفا کیا ہے۔ اُس نے توبہ کی اور میں نے اُس کا وعدہ نبھایا۔ وہ تو مہمان ہے...... مہمان سے کام نہیں لیا جاتا اور نہ اُسے تھکایا جاتا ہے...... میں اُسے اپنے لطف کی آغوش میں سلاؤں گا۔ اپنے فضل کے دسترخوان پر بٹھاؤں گا اور اپنے قرب کا اُنس دوں گا...... اُس کی محبت سچی ہے۔ جب محبت سچی ہے تو تکلف برطرف۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ...... فلاں کو سلا دے! کیونکہ وہ میری عبادت دکھا کر لوگوں کی خوشی چاہتا ہے اور فلاں کو بیدار کرو! کیونکہ وہ میری عبادت سے میری رضا چاہتا ہے۔ فلاں کو سلا دے! کیونکہ مجھے اُس کی آواز ناپسند ہے اور فلاں کو بیدار کر! کیونکہ اُس کی آواز سننا مجھے پسند ہے۔ ہاں محبّ؛ محبوب ہو جاتا ہے جب کہ دل ماسوی اللہ سے پاک ہو جائے۔ پھر وہ غیر کی طرف پلٹنے کی تمنا ہی نہیں کرتا۔ دل اِس مقام تک پہنچے گا تو فرائض کی ادائیگی

کے بعد، حرام اور شبہات سے بچ کر، مباح اور حلال کھا کر، خواہش، شہوات اور وجود کو بھُلا کر، تسلی بخش پرہیزگاری اور زُہد کامل اختیار کر کے (اور یہ ترک ماسویٰ کا نام ہے) نفس، خواہش اور شیطان کی مخالفت کر کے، اور دل کا مخلوق سے بالکل پاک ہو کر یہاں تک کہ تعریف اور برائی، دینا اور روکنا، پتھر اور ڈھیلا سب اُس کی نظر میں برابر ہو جائے۔

اس کام کی ابتدا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت سے ہے اور انتہا پتھر (سونے) اور ڈھیلے (چاندی) کو برابر سمجھنے پر...... جس کا دل درست ہوگا اور رب تعالیٰ سے وصال ہوگا تو اُس کے نزدیک پتھر اور ڈھیلا، برائی اور بھلائی، بیماری اور آرام، مالداری اور محتاجی، دنیا کا آنا اور جانا؛ سب برابر ہو جائیں گے۔

جس کا دل صحیح ہوگا اُس کا نفس اور اُس کی خواہش مر جائے گی...... اُس کے مَن کی آگ بجھ جائے گی...... اُس کا شیطان اُس کے آگے بچھ جائے گا...... دنیا اور دنیا دار لوگ اُس کے دل کے نزدیک حقیر ہو جائیں گے...... پھر وہ اُن سب سے منہ موڑ کر اپنے مولیٰ تعالیٰ سے لو لگائے گا یہاں تک کہ درمیان میں ایک ایسا کشادہ راستہ نکل آئے گا جس سے گذر کر وہ خالق کے پاس پہنچے گا...... لوگ اُس کے لئے دائیں بائیں ہٹ جائیں گے اور راستہ خالی کر دیں گے...... لوگ اُس کی سچائی کے شعلوں اور تنہائی کی ہیبتوں کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوں گے...... اُس آن فرشتوں کی دنیا میں اُس کی عظمت کا لوہا مانا جائے گا...... ساری مخلوق اُس کے دل کے پیروں تلے ہوگی اور اُس کے سائے میں آرام کرے گی۔ پاگل مت بنو! تمھیں اُس نام سے نہیں یاد کیا جائے گا جو نہ تمھاری شان لائق ہے اور نہ تمھارے لئے مناسب ہے...... تمھارا نفس تو تمہارے سر چڑھا ہے...... مخلوق اور دنیا تمھارے دل کے اندر ہیں...... اُن دونوں کو تمھارے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ بڑائی حاصل ہے...... تم اللہ والوں کے دائرۂ شمار سے خارج ہو...... اگر تم وصول اِلی اللہ کے خواہشمند ہو تو اپنے دل کو تمام چیزوں سے پاک کرنے کا کام کرو۔ تباہی ہو! تم تو ایسے ہو کہ اگر ایک لقمہ کم ملے یا ایک دانہ گھٹ جائے یا عزت پر بٹّہ لگ جائے تو قیامت ہی کھڑی

ہو جائے اور تم رب تعالیٰ پر اعتراض کرنے لگو...... بال بچوں کو پیٹ کر اپنا غصہ اُتارو...... اور اپنے دین اور اپنے نبی کو برا بھلا کہنے لگ جاؤ......اگر تم بیدار دل اور خدا سے ڈرنے والوں کی جماعت کے کوئی ہوشمند انسان ہو گے تو اپنے رب کے حضور گونگے ہو جاؤ گے اور خیال کرو گے کہ وہ جو کچھ کررہا ہے تمھارے حق میں ایک نعمت ہے اور تم پر ایک نظر۔

تباہی ہو! تم بھوکوں کی بھوک، ننگوں کا ننگا پن، بیماروں کی بیماری اور قیدیوں کی قید کو ذرا سوچو ...... تب تمھیں اپنا غم ہلکا معلوم ہوگا......اُن مُردوں کو یاد کرو جو قیامت کی ہولناکیوں میں گھرے ہوں گے ......یاد کرو اللہ تعالیٰ کے علم کو اور جو تم پر اُس کی نظر تھی اور تم سے پرانے تعلقات تھے؛ تب تمھیں شرم محسوس ہوگی...... جب تم تنگ حال ہو جاؤ تو اپنے گناہوں کو یاد کرو اور اُن سے توبہ کرو......اور اپنے نفس سے کہو کہ: تیرے گناہوں کی وجہ سے حق تعالیٰ نے تجھ پر تنگی ڈالی ہے...... جب تم گناہوں سے تائب ہو جاؤ گے اور اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمھیں ہر غم اور ہر تنگی سے آزاد کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجاً وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَايَحۡتَسِبُ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ**﴾[طلاق:۲،۳] ......(اور جو اللہ سے ڈرے گا اُس کے لئے وہ نجات کی ایک راہ نکال دے گا اور اُسے بے حساب رزق دے گا اور جو اللہ پر بھرسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے۔) ......عقلمند وہ ہے جو سچ بولے اور سچ کی وجہ سے جھوٹوں سے ممتاز رہے...... جھوٹ کے بدلے سچ اختیار کرو...... بھاگنے کے بجائے ڈٹے رہو...... پشت دکھانے کے بجائے چہرہ سامنے کرو......رونے پیٹنے کے بجائے صبر اختیار کرو......کفر کے بجائے شکر بجالاؤ...... ناراضی کے بجائے رضا اپناؤ......جھگڑنے کے بجائے ساتھ نبھاؤ، شکر کے بدلے یقین پیدا کرو......اگر تم ساتھ نبھاؤ گے اور جھگڑا مول نہ لو گے، شکر گذاری کرو گے اور کفر اختیار نہ کرو گے، خوش رہو گے ناراض نہ رہو گے، چپ رہو گے اور شک نہ کرو گے تو تم سے کہا جائے گا: ﴿**اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ**﴾[زمر:۳۶] ......(کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں) ...... جو کچھ تمھارے اندر اور باہر ہے سب پاگل پن کا چکر ہے......اللہ تعالیٰ

اُس کی طرف نظر نہ فرمائے۔ یہ معاملہ جسم کے اعمال سے طے نہ ہوگا...... یہ تو دل کے اعمال سے پھر جسم کے اعمال سے ہوگا۔ ہمارے نبی ﷺ کہتے تھے: ''زہد یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، اخلاص یہاں ہے''۔ یہ کہہ کر اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ جو شخص کامیابی چاہتا ہے وہ ''شیوخ'' کے قدموں کی دھول بن جائے۔ یہ ''شیوخ'' کیا ہوتے ہیں؟ یہ لوگ دنیا اور مخلوق یعنی عرش سے لے کر ثریٰ تک اور آسمانوں اور زمینوں کی ساری چیزوں سے دستبردار اور اُنھیں خیر باد کہنے والے ہوتے ہیں۔ جو تارک الاشیا ہوتے ہیں۔ چیزوں کو اِس طرح خیر باد کہہ دیتے ہیں کہ پھر دوبارہ لوٹ کر اُن کی طرف کبھی نہیں آتے۔ وہ ساری مخلوق کو اور اپنے آپ کو بالکل تیاگ دیتے ہیں۔ وہ لوگ خود کو ہر حال میں اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ پاتے ہیں۔ جو بھی اپنے نفس کے ساتھ حق تعالیٰ کی صحبت اٹھانے کا خواستگار ہو وہ جنون اور مالیخولیا کا شکار ہے...... جس کا زہد اور توحید درست ہے وہ مخلوق کے ہاتھوں کو اور مخلوق کے سراپا کو نہ تکے گا...... وہ حق تعالیٰ کے سوا کسی اور دینے والے کو نہ دیکھے گا اور اُس کے سوا کسی اور کو مہربان نہ سمجھے گا۔ اے دنیا والو! تمھیں اِس گفتگو کے سننے کی بڑی ہی ضرورت ہے۔ اے جاہل زاہدو! تمھیں اس گفتگو کے سننے کی بڑی ہی ضرورت ہے...... کتنے ہی عابد وزاہد بننے والے مخلوق کے حقیر غلام ہیں اور اُن کو خدا کا شریک ٹھہرانے والے ہیں اے خلوص مند! شرک سے بھاگو آستانۂ الٰہی کی طرف، وہیں پڑے رہو اور آفتوں کی بارش سے گھبراؤ مت...... اگر تم اُس کی دہلیز پر پڑے رہے اور مخلوق کی آفتیں تم پر ٹوٹیں تو اُسی دہلیز سے چمٹ جاؤ...... پھر دیکھنا تمہاری توحید اور تمہارے سچ کی ہیبت سے وہ آفتیں رفو چکر ہو جائیں گی...... جب آفت آئے تو ڈٹے رہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھو:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ [ابراہیم: ۲۷]...... (اللہ ایمان والوں کو قول ثابت کے ذریعہ ثابت رکھتا ہے دنیا و آخرت کی زندگی میں)...... اور یہ ارشاد بھی: ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ [بقرہ: ۱۳۷]...... (اُن کے شر سے بچانے میں اللہ تمہیں کافی ہوگا اور وہ خوب سننے جاننے

والا ہے۔)......اور یہ ارشاد بھی: ﴿اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ﴾[زمر:۳۷]......(کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟)......اور ''لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡم'' کا اور تسبیح واستغفار کا کثرت سے وِرد کرو......حق تعالیٰ کا ذکر سچائی کے ساتھ؛ آفتوں، نفس، خواہش، اور شیطان کے لشکروں سے بچاتا ہے......میں کس قدر معرفت کی بولی بول رہا ہوں ......اور تم ہو کہ سمجھتے نہیں......﴿وَمَن یَّھۡدِ اللّٰہُ فَھُوَ الۡمُھۡتَدُّ﴾[اسرا:۹۷]......اور اللہ جسے ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے......﴿وَمَن یَّھۡدِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنۡ مُضِلٍّ﴾ [زمر:۳۶]......اور جسے اللہ ہدایت دے اُسے گمراہ کرنے والا کون؟......﴿وَمَنۡ یُضۡلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ﴾[اعراف:۱۸۶]......(اور جسے اللہ گمراہ کرے اُسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں؟)......ہمارے نبی محمد ﷺ گمراہوں کی ہدایت کے خواہشمند اور آرزومند تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُنھیں وحی بھیجی: ﴿اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ﴾[قصص:۵۶]......(بے شک تم جسے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے۔ ہاں! اللہ جسے چاہے ہدایت دے)......تب آپ نے فرمایا: ''مجھے ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے بھیجا گیا ہے، لیکن ہدایت کی منزل تک پہنچا دینے کا یارا نہیں''۔ شیطان کا بہکانا گمراہی کا سبب ہے پھر بھی اُسے گمراہ کردینے کا کچھ اختیار نہیں ...... کتاب اللہ اور سنت رسول کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ تلوار اپنی طبیعت سے نہیں کاٹتی، بلکہ اللہ تعالیٰ اُس سے کاٹ پیدا کرتا ہے......آگ اپنی طبیعت سے نہیں جلاتی، بلکہ اللہ اُس کے ذریعہ جلانے والا ہے ......کھانا اپنی طبیعت سے پیٹ نہیں بھرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ اُس سے شکم سیر کرتا ہے......اور پانی اپنی طبیعت سے پیاس نہیں بجھاتا، بلکہ اللہ تعالیٰ اُس سے سیراب کرتا ہے...... یوں ہی طرح طرح کے سارے اسباب ہیں......اللہ تعالیٰ ہی اُن میں اور اُن کے ذریعہ دخل انداز ہے...... یہ اسباب اُس کے ہاتھوں میں ایک آلہ کی طرح ہیں؛ وہ اُس سے جو چاہتا ہے کرتا ہے......ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آگ اُنھیں نہ جلائے تو اُس نے آگ کو سرد اور سلامت والی کردیا۔ صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے

مروی ہے، آپ نے فرمایا: ''جہنم قیامت کے دن مومن سے کہے گی: اے مومن! جلد پار ہو جا! تیرے نور سے میرے شعلے بجھے جا رہے ہیں''۔ غلام نافرمانی کی وجہ سے پیٹا جاتا ہے اور آزاد کو اشارہ کافی ہے۔

اے اللہ کے بندو! پنجوقتہ نمازوں کو وقت سے پڑھو...... شرائط اور ارکان کو ادا کرو ...... اُس سے غافل مت ہو...... کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہ سنا: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ [ماعون: ۴] ...... (تو ویل ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز بھولے ہوئے ہیں۔) ...... ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''بخدا تم لوگ اُسے چھوڑتے تو نہیں، البتہ وقت نکل جانے پر (قضا) پڑھتے ہو''۔

توبہ کرو! اللہ تم پر رحم فرمائے گا...... توبہ کرنے والوں کی موافقت اختیار کرو۔ اے گنہگارو! توبہ کرو! اے نماز قضا کرنے والو! کیا تم اُن لوگوں کو دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کرتے جنھیں اندھا، بہرا، اپاہج، بے صبرا، فقیر، اور پتھر دل مخلوق کا ضرورتمند بنا کر دنیا میں سزا دی گئی ہے اور آخرت میں جہنم کی سزا؟ یہ سب گناہوں اور خطاؤں کی شامت ہے...... ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں: اُس کے انتقام، اُس کی گرفت، اُس کی پکڑ اور اُس کے غضب سے۔ الٰہی! تو ہمیں بخشش اور عافیت دے۔ ہمارے ساتھ اپنی بردباری و مہربانی کا برتاؤ کر! اپنے عدل کا قانون (جرم کی سزا) ہم پر جاری مت فرما! ہمیں اپنی موافقت نصیب کر! آمین!

نبی ﷺ سے مروی ہے؛ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جہنم میں دَھکیلنے کے لئے کچھ سپاہی مقرر کئے ہیں۔ اللہ اپنے کافر دشمنوں کو اُس میں دَھکّا دِلا کر انتقام لے گا۔ جب وہ کسی کافر کو گرفتار کرنا چاہے گا تو سپاہیوں سے کہے گا: پکڑو! ستر ہزار سپاہی اُس پر پِل پڑیں گے۔ اگر وہ کسی ایک سپاہی کے بھی ہتھے چڑھ گیا تو اِس طرح پگھلنا شروع ہوگا جیسے چربی پگھلتی ہے۔ آخر کار! اُس سپاہی کے ہاتھ پر صرف چکنا ہٹ رہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پھر اُسے دوبارہ زندہ کرے گا تو سپاہی اُسے آگ کی ہتھکڑی اور بیڑی پہنا دیں گے، سر کو پیروں

کے ساتھ باندھ دیں گے اور جہنم میں پھینک آئیں گے"۔

ایک سائل نے "خواطر" (دل میں آنے والے خیالات اور ارادے) کے بارے میں دریافت کیا تو کہا: تجھے کیا پتہ خواطر کیا ہیں؟ تیرے خواطر: شیطان، طبیعت، خواہش اور دنیا ہیں...... تیرا غم وہ جو تجھے غمزدہ کرے...... تیرے خواطر تیرے غم کی جنس سے ہیں ...... تو کیا کرے گا؟! حق تعالیٰ کا خاطر اُسی دل میں پہنچے گا جو ماسوا سے خالی ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَعَاذَاللّٰهِ اَنْ نَاْخُذَ اِلَّامَنْ وَّجَدْنَا مَتاعاً عِنْدَهٗ﴾ [یوسف: ۷۹/۱۲] ......(خدا کی پناہ! ہم اُسی کو پکڑیں گے جس کے پاس ہمارا سامان نکلے گا۔)......اگر اللہ تعالیٰ اور اُس کا ذکر تیرے پاس ہوگا تو اُس کا تقرّب دل کو بھر دے گا ......شیطان، خواہش اور دنیا کے خواطر تمہارے دل سے راہ فرار اختیار کریں گے...... جب تم خاطرِ نفس، خاطرِ ھویٰ، خاطرِ شیطان، اور خاطرِ دنیا سے اعراض کرو گے تو خاطرِ آخرت کی آمد ہوگی......پھر خاطرِ مَلَک کی اور اخیر میں خاطرِ حق تعالیٰ کی اور وہی آخری منزل ہے۔

اے لوگو! حق تعالیٰ تمھیں انعامات سے نوازتا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم شکر گذاری کرتے ہو یا ناشکری؟ اعترافِ نعمت کرتے ہو یا انکار؟ فرمانبرداری کرتے ہو یا نافرمانی؟ تم لوگ دکھاوے کی خوبی اور پردے کا عیب مت بن جاؤ! اتراؤ مت! دیر سویر جلد ہی رسوائی ہاتھ آئے گی۔ بشر حافی رضی اللہ عنہ کہتے: اے اللہ! تو نے مجھے حیثیت سے زیادہ دیا ہے۔ اے اللہ! قیامت کے دن لوگوں کے سامنے میری فضیحت نہ کرنا، کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میں دکھاوے کی خوبی اور پردے کا عیب ہوں۔

اے نوجوان! تمھارے نفاق، تمہاری فصاحت، بلاغت، زردروئی اور پیوند لگے کپڑے پہننے اور ہمدردیاں جتانے سے کچھ بھی تمھیں حق تعالیٰ کی جانب سے ہاتھ نہ آئے گا...... یہ سب کا سب نفس، شیطان، شرک بالخلق اور تمھاری دنیا طلبی کا نتیجہ ہے......اَوروں کے ساتھ اچھا گمان رکھو اور اپنے نفس پر بدگمانی کرو......اپنے نفس کو حقیر خیال کرو اور اپنا معاملہ پوشیدہ رکھو.....تم اِس کے پابند رہو یہاں تک کہ تمہیں کہا جائے کہ نعمت الٰہی

کا بیان کرو۔ابن سمعون رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی کرامت صادر ہوتی تو کہتے : یہ دھوکہ ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔یہی برابر بولتے جاتے یہاں تک کہ (غیب سے) اُن سے کہا جاتا:''تو کون، تیرا باپ کون؟ ہماری نعمت کو اپنے اوپر بیان کر!

اے محبت کرنے والو!اے ارادتمندو! ڈرو کہ حق تعالیٰ کہیں تم سے بیزار نہ ہوجائے ......اگر وہ تم سے بیزار ہوگیا تو ہر چیز تم سے بیزار ہوجائے گی ......اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی : اے عیسیٰ! میری بیزاری سے محتاط رہنا!اگر میں بیزار ہوگیا تو ہر چیز تجھ سے بیزار ہوجائے گی اور اگر میں بیزار نہ ہوا تو کوئی چیز تجھ سے بیزار نہ رہے گی''۔موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے کہا:اے میرے رب! مجھے کوئی وصیت کر۔تو اُس کا حکم آیا:''میں تجھے اپنی اور اپنی طلب کی وصیت کرتا ہوں''۔اِس بات کو چار مرتبہ دہرایا گیا۔موسیٰ علیہ السلام سوال کرتے اور ہر بار یہی جواب آتا۔اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ نہ کہا کہ دنیا طلب کر یا آخرت۔گویا وہ کہہ رہا تھا: میں تجھے اپنی طاعت اور ترکِ معصیت کی وصیت کرتا ہوں ۔میں تجھے طلبِ قرب کی وصیت کرتا ہوں۔ میں تجھے اپنی توحید اور اپنے لئے عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔میں تجھے ماسوا سے اِعراض کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

اے فقیرو!اپنے فقر پر صبر کرو، دنیا و آخرت میں بے نیاز ہوگے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:''صابر فقیر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشیں ہوں گے''۔فقراء رحمٰن عزوجل کے ہم نشیں ہیں''۔آج اپنے دل کے ساتھ اور کل اپنے جسم کے ساتھ''۔''حق تعالیٰ کا محتاج ہونا''اِس کا مطلب ہے غیر سے پھر کر اُس کے ساتھ رہنا۔اُن فقیروں کے دل اللہ کے پاس پاک صاف خوشبودار ہوتے ہیں جو غیر کو قبول ہی نہیں کرتے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہوا:﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾[قصص:۱۲] ......(اور ہم نے اُس پر پہلے ہی سے دائیوں کو حرام کردیا تھا۔) ......

اگر دل صحیح ہوگا اور حق تعالیٰ کی معرفت رکھ رہا ہوگا تو وہ غیر کو ناپسند کرے گا......

اللہ سے اُنس چاہے گا اور غیر سے وحشت کرے گا...... اُس کے ساتھ استراحت پائے گا اور غیر کے ساتھ تھکن۔

اے لوگو! موت اور موت کے بعد ہونے والے واقعات کو یاد کرو! فانی دنیا کو جمع کرنے کا لالچ جانے دو! امیدیں چھوٹی رکھو! لالچ کم کرو! تمھارے حق میں سب سے زیادہ نقصان دہ چیز ''لمبی امیدیں اور زیادہ لالچ ہے''۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: جب آدمی مرتا ہے اور اُسے دفنا دیا جاتا ہے تو اُس کی قبر کے کنارے چار فرشتے آتے ہیں۔ ایک فرشتہ اُس کے سراہنے، دوسرا داہنے، تیسرا بائیں اور چوتھا پائتیں کھڑا ہو جاتا ہے، سرہانے والا فرشتہ کہتا ہے: اے ابن آدم! زندگی کی مدت تمام ہوئی اور امیدیں رہ گئیں۔ داہنے والا فرشتہ کہتا ہے: اے ابن آدم! دولت ختم ہوئی اور اعمال رہ گئے۔ بائیں والا فرشتہ کہتا ہے: اے ابن آدمی! شہوت زائل ہوئی اور تھکن رہ گئی۔ پائتیں والا کہتا ہے: اے ابن آدم! تجھے مبارک ہو، اگر تو نے حلال کمایا اور خدائے جبار کی اطاعت کی''۔

اے لوگو! ان نصیحتوں سے عبرت حاصل کرو! خصوصاً اُن نصیحتوں سے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کی طرف سے پیش کی جارہی ہیں۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا میں تیرے بندوں کو خوب خوب نصیحت پہنچانے والا اور اُن کی اصلاح کی بھرپور کوشش کرنے والا ہوں۔

اے گرجا گھروں اور خانقاہوں میں بیٹھنے والو، آؤ! ایک ہی حرف سہی مگر میرے کلام کی شیرینی حاصل کرو! ایک دن یا ہفتہ بھر میری صحبت اختیار کرو! امید ہے کہ تم ایسی باتیں سیکھو گے جو تمھارے لئے نفع بخش ہوں گی۔

تباہی ہو! تم میں سے اکثر لوگوں کو جنون کا روگ ہے...... تم اپنے گرجا گھروں میں خالق کی عبادت کر رہے ہو؟ جاہل رہ کر صرف گوشہ نشینی اختیار کرکے یہ مقام حاصل نہ ہوگا ...... بربادی ہو! علم اور علما کی تلاش میں نکلو تا کہ پھر کوئی تلاش باقی نہ رہ جائے۔ جب تک پاؤں ساتھ دیں چلتے رہو۔ جب تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔ پہلے اپنے پاؤں سے چلو پھر اپنے

دل سے اور پھر اپنے مقصود سے۔ جب تمھارے ظاہر و باطن چلیں گے اور موافق بنیں گے تو اللہ تعالیٰ کا قرب اور اُس تک وصول حاصل ہوگا۔

اے نوجوان! مرغ بنو۔ ابھی تم انڈے کے ایک چوزے ہو۔ تمھاری باتوں کا اعتبار نہیں۔ جب تک تم اپنے اخلاق مکمل نہ کرلو، اپنے انڈے سے باہر نہ نکلو...... اور ایسا چوزہ بنو جسے مرغی سیتی ہے، یعنی نبی کی شریعت کی گرمی پہنچے، یہاں تک کہ وہ تمھیں اپنے منہ سے کھلائے تاکہ تمہارا ایمان مضبوط ہوجائے ...... جب تمھاری صلاحیت بیدار ہوجائے گی تو تم اپنے رب تعالیٰ کے فضل کے دانے چگو گے...... اُس وقت تم مرغیوں کے درمیان ایک مرغا ہوگے، اُن کے نگراں بنو گے، اُنھیں برابر دانے مہیا کروگے اور اُن کے لئے پہریدار ہوگے...... آفت اٹھاؤ گے اور اُن پر اپنی جان نچھاور کروگے...... بندہ جب صحیح ہوگا تو مخلوق کا بار اٹھائے گا اور ان کے لئے ''قطب'' ہوجائے گا...... نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ''جس نے علم سیکھا سکھایا اور اُس پر عمل کیا تو اُسے فرشتوں میں ''عظیم'' پکارا جائے گا''۔ میں وہی بات کہہ رہا ہوں جو امیر المؤمنین علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہی تھی: ''تیرے پاس جو ہے اُسے محفوظ رکھ، جب طلب کیا جائے تو پیش کر، جہاں تک ہوسکے صاف صاف بتادے کہ تیرے پاس کیا ہے، کیونکہ جو کچھ تو خموش رہ کر چھپانا چاہے گا وہ تیرے حال سے ظاہر ہوجائے گا''۔

ابن سمعون رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: ''میں جو کچھ کہوں اُس پر ایمان رکھنا ولایت ہے اور جس کا قدم اُس میں راسخ ہوگا وہ زیادت ہے''۔ ابن سمعون کے اِس کلام پر قدرت اور ایمان و عمل اُسے حاصل ہوگا جس نے ''حکم'' کی خدمت کی ہو، اُس پر عمل کیا ہو اور اُس میں خلوص پیدا کیا ہو...... وہ حکم کتاب وسنت کی ہدایت ہے...... بخدا جس نے ان دونوں علموں کی پرورش اور نشوونما کی اور اُن کی حدوں سے تجاوز نہ کیا تو وہ کامیاب ہے...... مجھے ڈر ہے کہ تمھارا ایمان واسلام منگنی کا نہ ہو، لھٰذا نماز روزے، خوف الٰہی اور شب بیداری زیادہ سے زیادہ کرو...... اسی لئے کچھ لوگ آوارہ گرد ہوکر جنگلی جانوروں کے ساتھ رہنے

لگے اور زمین کی گھاس پھوس اور گڈھوں کا پانی استعمال کرنے کی وجہ سے جانور تنگی میں پڑ گئے......دھوپ اُن کے لئے سایہ ہے......چاند اور ستارے اُن کے چراغ ہیں۔

خدا کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی نیکی اور اچھے اعمال کرنے میں پوری کوشش سے کام لو......گناہ اور ڈھٹائی کرکے اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔

اے اللہ! اپنی طاعت کی توفیق دے۔ اور گناہوں سے محفوظ رکھ۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۷)

زیادہ بک بک ،فالتو بات اور پیسہ لٹانا چھوڑو...... بلاوجہ رشتے داروں ، پڑوسیوں، دوستوں اورشناساؤں کے پاس زیادہ مت بیٹھو، کیونکہ یہ پاگل پن ہے۔ جب دوآدمی ہوں تو جھوٹ اورغیبت زیادہ ہوتی ہے...... گناہ دوآدمی سے مل کر پورا ہوتا ہے...... اپنے اور اپنے بال بچوں کے ضروری کام پڑنے پر ہی گھر سے باہر نکلو......کوشش یہ رہے کہ کسی معاملہ یا کسی بات کی ابتدا تمھاری طرف سے نہ ہو......تمھاری گفتگو کسی کا جواب ہو...... جب کوئی تم سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کرے تو اگر جواب دینے میں تمھارے لئے یا اُس کے لئے کوئی مصلحت ہو تو جواب دو ورنہ چُپ رہو...... جب تمھیں اپنا کوئی مسلمان بھائی ملے تو اُس سے یہ مت پوچھو کہ کہاں سے آرہے ہو؟ کہاں جارہے ہو؟ اس لئے کہ کبھی وہ اپنے بارے میں کچھ بتانا نہیں چاہتا تو تم سے جھوٹ بولے گا...... گویا تم نے اُسے جھوٹ کا موقع دیا۔

کراماً کاتبین سے حیا کرو! ناجائز کام کر کے اُنھیں ملول مت کرو...... وہی کرو جس سے قیامت میں تمھاری خوشی اورآسانی ہو...... تسبیح ،تلاوت قرآن ،اپنی اورلوگوں کی مصلحتوں پر مبنی گفتگو کر کے اُن فرشتوں کو اکتاہٹ میں ڈال دو......اپنے آنسوؤں سے اُن کی روشنائی میں اضافہ کرواور اپنی توحید سے اُن کے قلم میں روانی دو ...... پھر اُنھیں دروازے پر بٹھا کر خود رب تعالیٰ کے پاس پہنچ جاؤ ...... امید چھوٹی کرو...... موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو...... جب کوئی اپنے بھائی کو دیکھے تو الوداع کہے اور الوداعی سلام پیش کرے...... یوں ہی جب کوئی گھر سے چلے تو اپنے اہل وعیال کو دل سے الوداع کہے؛ شاید موت راستے ہی میں اُسے پکڑ لے۔اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی رات میں سوئے تو اپنی وصیت سر کے نیچے ضرور رکھ لے''۔قرض کی ادائگی میں دیر نہ کرے، کیونکہ اُسے نہیں پتہ کہ پھر وہ اپنا قرض اُتار سکے گا یا نہیں۔ جو قرض ادا کرسکتا ہو مگر ادا نہ کرے تو وہ

خود پر ظلم کر رہا ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''مالدار کا حق کی ادائگی میں دیر کرنا ظلم ہے''۔

خدا کے صالح بندے مصیبتوں پر صبر کرنے کے عادی ہوتے ہیں ......وہ تمھاری طرح بے چین نہیں ہو جاتے ...... اُن میں سے کوئی ہر روز ایک تازہ مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے...... کسی دن مصیبت نہیں آتی تو عرض کرتا ہے: خدایا! کیا آج میں نے کچھ گناہ کیئے ہیں کہ مجھ پر کوئی مصیبت نہ اُتری ...... مصیبتیں کئی طرح سے آتی ہیں ...... کچھ تو جسم پر آتی ہیں اور کچھ دل میں ...... کچھ تو مخلوق کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ہوتی ہیں اور کچھ خالق کے ساتھ رہنے کی وجہ سے...... جو مصیبتوں میں نہیں ڈالا جاتا اُس کے اندر کوئی بھلائی نہیں ہوتی

مصیبتیں حق تعالیٰ کا آنکس ہیں ......عابد و زاہد کی شدید خواہش یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں کرامت مل جائے اور آخرت میں جنت ......اور عارف کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں ایمان سلامت رہے اور آخرت میں جنت نصیب ہو...... وہ عارف ہمیشہ اسی خواہش اور تمنا میں رہتا ہے یہاں تک کہ اُسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے دل کو کیا ہوا ہے؟ ذرا چین لے اور قرار پکڑ! تیرا ایمان پختہ ہے ...... مومن بندے تجھ سے ایمان کی روشنی پاتے ہیں ......کل قیامت کے دن تیری سفارش چلے گی ...... تیری بات مانی جائے گی اور تیری وجہ سے بہت سارے لوگ جہنم سے آزاد ہوں گے ......تو اپنے نبی کے روبرو ہو گا جو سارے سفارشیوں کے افسر ہیں ۔تم کسی اور کام میں لگو...... یہ بقاءِ ایمان، معرفت، آخرت کی سلامتی اور خاصانِ خدا یعنی نبیوں، رسولوں اور صدیقوں کی ہمراہی کا مہری دستاویز ہے۔

اے منافق! تمھارے نفاق اور تصنع سے یہ کیونکر ہاتھ آئے گا؟ تمھیں اپنی جمانے اور لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنانے کا خیال ہے اور اُن سے دست بوسی کرانے کا شوق ......تم دنیا و آخرت میں خود اپنے لئے بھی منحوس ہو اور اُس شخص کے لئے بھی جس کی تم نے تربیت کی اور جسے اپنی پیروی کا حکم دیا ......تم شوباز، جھوٹے اور لوگوں کی دولتوں میں فراڈ کرنے والے ہو...... لامحالہ تمہاری دعا قبول نہ ہو گی اور نہ سچوں کے دلوں میں تمھاری کوئی جگہ بنے گی ...... اللہ نے تمھیں علم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے ...... جب غبار چھٹے گا تو

دیکھ لوگے کہ تم گھوڑے پر سوار ہو یا گدھے پر...... جب گرد ہٹے گی تو پتہ چلے گا...... مردانِ حق گھوڑوں اور عمدہ اونٹوں پر سوار ہیں اور تم اُن کے پیچھے اَدھ مرے گدھے پر...... دہشت گرد شیطان اور ابلیس تمھیں اغوا کر لیں گے اور وہ (مردان حق) حضرات اُس مقام تک پہنچ جائیں گے جہاں نہ کوئی دعا ہوگی اور نہ کوئی سوال...... وہ لوگ فائدہ اٹھانے اور نقصان دور کرنے کی مانگ نہ کریں گے...... اُن کا دل کہے گا تو دعا کریں گے...... کبھی اپنے اور کبھی مخلوق کے لئے...... دعا اُن کی زبان پر جاری ہوگی اور وہ اُس سے لاتعلق ہوں گے۔

اے اللہ! ہمیں ہر دم اپنے ساتھ حسن ادب برتنے کی توفیق دے!

......﴿وَاٰتِنَافِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۸)

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جنھیں وہ عافیت کی زندگی اور عافیت کی موت دیتا ہے اور قیامت کے دن عافیت ہی کے ساتھ اُنھیں اٹھائے گا...... یہ وہ لوگ ہیں جو قضا پر راضی ہیں، اُس کے وعدے سے مطمئن اور اس کی وعید سے خوفزدہ ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی اُن لوگوں میں شامل کرلے۔ آمین!

اللہ والے حق تعالیٰ کی عبادت میں رات دن ایک کئے رہتے ہیں ......پھر وہ ڈر اور احتیاط کے پیروں پر کھڑے ہوتے ہیں...... اپنے برے انجام سے لرزتے ہیں...... اُنھیں نہیں پتہ کہ اُن کے بارے میں اللہ کا کیا ارادہ ہے اور انجام کار کیسا ہے؟ اُن کے شب و روز، رنج وغم اور آنسو بہانے میں گذرتے ہیں، جبکہ وہ پابندی کے ساتھ نماز، روزے، حج اور سارے کام کرتے ہیں ...... وہ اپنے رب تعالیٰ کو دل اور زبان دونوں سے یاد کرتے ہیں، چنانچہ جب آخرت میں پہنچیں گے تو جنت میں داخل ہوں گے...... وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اس سے اعزاز پائیں گے......تب اللہ کی حمد کرتے ہوئے کہیں گے: ”ساری حمد اس اللہ کی جس نے ہمارا غم غلط کردیا“۔

اے نوجوان! جب تم ایمان پختہ کرلو گے تو پہلے معرفت کی وادی میں پہنچو گے پھر علم کی وادی میں پھر فنا کی وادی میں ...... پھر اُس وجود تک پہنچو گے جو نہ تمھارے ساتھ ہے اور نہ مخلوق کے ساتھ......تب تمھارا غم جاتا رہے گا...... خدا کی حفاظت تمھاری خدمت میں رہے گی اور اُس کی نگہبانی تمھارا پہرہ دے گی ......توفیق تمھارے آگے آگے راستہ بناتے چلے گی ......ارد گرد فرشتے رہیں گے ...... نیک روحیں آکر سلام پیش کریں گی......حق تعالیٰ مخلوق کے سامنے تم پر فخر کرے گا......اُس کی توجہ تمھاری حفاظت میں ہوگی اور وہ قرب، اُنس اور مناجات کے گھر میں تمھیں لا بٹھائے گا......اے نافرمانو! اپنے گناہوں سے توبہ کرو...... بے شک تمھارا رب بخشنے والا مہربان ہے......اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے

......اُن کے گناہوں کو بخشتا اور مٹاتا ہے......دل اور زبان سے توبہ کرو......اے اللہ! ہم اپنے تمام گناہوں اور خطاؤں سے تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں، ہم پھر ایسا نہ کریں۔اے ہمارے رب! بھول چوک پر ہماری گرفت نہ فرما۔اے رب! رہنمائی کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا مت کر۔اے گناہوں کے بخشنے والے ہمیں بخش دے !اے پردہ پوشی کرنے والے! ہمارے عیبوں کو چھپالے۔اُس سے استغفار کرو، کیونکہ وہ گناہوں کو بخشتا ہے، تھوڑے عمل کا بدلہ دیتا ہے تو اُس سے کہیں بہتر صلہ دیتا ہے، کیونکہ وہ سخی داتا ہے۔وہ مفت اور بےسبب دیتا ہے۔اور جب دینے کی باری ہو تو جانے وہ کیا کیا دے!

توحید اور اچھے عمل سے، دنیا چھوڑ کر اور اُس سے رُخ پھیر کر، آخرت کو رغبت اور توجہ کے ساتھ اختیار کر کے، جرموں اور گناہوں کو چھوڑ کر اور اُن سے منہ موڑ کر اللہ کے ساتھ معاملہ کرو۔

حق تعالیٰ کا چاہنے والا نہ جنت کی چاہت کرتا ہے اور نہ جہنم سے ڈر رکھتا ہے، بلکہ وہ اُس کی خوشی چاہتا ہے اور بس! وہ قربِ الٰہی کا امیدوار ہوتا ہے اور اُس کی دوری سے خوف کھاتا ہے......تم شیطان، نفس، دنیا اور لذتوں کے قیدی ہو اور تمھیں اِس کی خبر نہیں......تمھارے دل کے پیروں میں بیڑیاں چڑھی ہیں اور تمھیں اُس کی خبر نہیں۔اے اللہ! اُسے قید سے رہائی دے اور ہماری بھی خلاصی کر اور ہمیں اپنے اسرار کے جوڑے پہنا۔

تم پر ضروری ہے کہ نماز پنجگانہ وقت سے پڑھو اور تمام شرعی احکام کی پاسداری کرو۔فرض ادا کر لو تو نفل کی طرف آؤ......ضروری ہے کہ عزیمت اختیار کرو اور رخصت سے بچو ...... جو عزیمت چھوڑ کر رخصت اختیار کرے گا؛ خطرہ ہے کہ اُس کا دین برباد ہو جائے......عزیمت مردوں کے لئے ہے، کیونکہ یہ خطروں اور تکلیفوں کی سواری ہے اور اجازت و رخصت بچوں اور عورتوں کے لئے، کیونکہ اِس میں سہولت زیادہ ہے۔

اے نوجوان! پہلی صف کی پابندی ضروری ہے، کیونکہ یہ بہادر اور مردوں کی صف ہے اور آخری صف کو چھوڑ و! کیونکہ یہ بزدلوں کی صف ہے...... اِس نفس سے خدمت

لواور اِسے عزیمت کا عادی بناؤ، کیونکہ تم اس پر جو بوجھ ڈالو گے یہ اُسے اٹھائے گا۔ اِس کے سر سے لاٹھی مت ہٹاؤ کہ سونے لگ جائے اور اپنے بوجھ اتار پھینکے...... اُسے دانتوں اور آنکھوں کی سفیدی مت دکھاؤ (یعنی ہنس کر محبت کے ساتھ پیش مت آؤ) یہ کاہل غلام ڈنڈے کے زور پر ہی کام کرے گا...... اِسے پیٹ بھر کر کھانا مت کھلاؤ۔ ہاں جب معلوم ہو جائے کہ پیٹ بھر کھانا اُسے سرکش نہ بنائے گا اور جتنا بھرے گا اتنا ہی کام کرے گا تو پھر کھلاؤ۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ زیادہ عبادت کرنے اور زیادہ کھانے والے تھے...... جب وہ پیٹ بھر کر کھا لیتے تو مثال دیتے کہ حبشی کو پیٹ بھر بھر کر کھلاؤ اور اُس سے خوب کام لو، کیونکہ وہ گدھے کے مانند ہے۔ پھر وہ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تو اُس سے پورا وصول کر لیتے۔ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ: میں نے سفیان ثوری کو (پیٹ بھر) کھاتے دیکھا تو طبیعت اُن سے بیزار ہوگئی پھر اُن کا نماز پڑھنا اور رونا دیکھا تو مجھے اُن پر ترس آ گیا۔ زیادہ کھانے میں سفیان ثوری کی رَوِش اختیار مت کرو...... ہاں زیادہ عبادت کرنے میں اُن کے طریقے پر چلو، کیونکہ تم سفیان نہیں ہو...... تم اُن کی طرح پیٹ بھر کر کھانا مت کھاؤ، کیونکہ تم اُن کی طرح نفس کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔

جو دل درست ہے وہ ایک درخت کے مانند ہے جس میں شاخ، پتے اور پھل ہوتے ہیں جو آدمی، جن اور فرشتے کے لئے نفع بخش ہے۔ اگر دل درست نہ ہو تو وہ جانوروں کے دل جیسا ہے۔ گویا صورت ہے، مگر بے معنیٰ۔ برتن ہے، مگر پانی نہیں۔ درخت ہے، مگر پھل نہیں۔ پنجرہ ہے، مگر پرندہ نہیں۔ گھر ہے، مگر رہنے والے نہیں۔ سونے چاندی اور موتیوں کا خزانہ ہے، مگر خرچ کرنے والے نہیں۔ جسم ہے، مگر روح نہیں۔ وہ اُن جسموں کی طرح ہے جن کے حلیے بگڑ چکے ہیں۔ اسی کو بے معنیٰ صورت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے رُخ پھیرنے والا دل، بگڑے حلیے والا کافر ہے۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے دل کو پتھر سے تشبیہ دی ہے۔ اُس کا ارشاد ہے: ﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً﴾ [بقرہ: ۷۴] ...... (پھر اُس کے بعد اُن کے دل سخت ہو گئے تو یہ پتھر کی

طرح ہیں یا اُس سے بھی زیادہ سخت)......جب بنی اسرائیل نے توریت پرعمل نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو بگاڑ کر پتھر بنا دیا اور اُنھیں دروازے سے دُھتکار دیا......اے محمدیو! تمھارے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آئے گا......اگر تم نے قرآن پرعمل نہ کیا اور اُس کے احکام کو نہ مانا تو تمھارے دل بگڑ جائیں گے اور خدا کے دربار سے دُھتکار دیئے جائیں گے۔تم اُن لوگوں کی رَوِش پر مت چلو جنھیں اللہ نے علم کے باوجود گمراہ کر دیا...... اگر تم مخلوق کے لئے علم حاصل کرو گے تو مخلوق کے لئے عمل بھی کرو گے......اور اگر اللہ تعالیٰ کے لئے علم حاصل کرو گے تو اُس کے لئے عمل بھی کرو گے......نیکی جنت کا عمل ہے اور بدی جہنم کا......اُس کے بعد فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے، چاہے تو بغیر عمل کے ثواب دے اور چاہے تو عمل کے باوجود سزا دے......لٰہذا فیصلہ اُسی کے ہاتھ ہے......وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے...... اس کے کام کی پوچھ نہ ہوگی ہاں لوگوں کی جانچ پڑتال ہوگی۔

صدیق (سچا) اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے......وہ اپنی آنکھوں یا چاند سورج کی روشنی سے نہیں دیکھتا...... یہ اللہ کا عام نور ہے......اُس (صدیق) کا تو ایک خاص نور ہے۔ یہ دوسرا نور علم کی بھرپور روشنی کے بعد وہ اُسے دیتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں بُردباری، علم اور قُرب نصیب فرما!

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس:(۹)

نبی ﷺ سے مروی ہے؛ آپ نے ارشاد فرمایا: ’’حیا ایمان کا ایک حصہ ہے‘‘۔

اے اللہ کے بندو! تم خدا کے سامنے کتنے بے حیا اور کتنے ڈھیٹ ہو؟ مخلوق سے حیا اور خالق سے بے حیائی، دیوانہ پن ہے...... حقیقی حیا یہ ہے کہ تم جلوت وخلوت میں اپنے پروردگار سے حیا کرو...... مخلوق سے حیا کرنا تو بعد کی چیز ہے، وہ اصلی حیا نہیں...... مومن خالق سے حیا کرتا ہے اور منافق مخلوق سے ...... اے منافقو! اللہ برکت سے محروم رکھے، تم میں سے اکثریت اُن لوگوں کی ہے جو اپنے اور مخلوق کے درمیان رشتوں کی عمارت کھڑی کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے اور حق تعالیٰ کے درمیان ویرانہ بنانے میں ...... اگر تم مجھ سے دشمنی کروگے، خدا ورسول کی دشمنی مول لوگے ...... کیونکہ میں اُن دونوں کی مدد کرنے پر کمر بستہ ہوں ...... تم لوگ بے کار مت تھکو، کیونکہ اللہ اپنا فیصلہ کر کے رہے گا۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اُنھیں جان سے مارنے کی پوری کوشش کی، مگر ناکام رہے ...... وہ لوگ اُنھیں کیسے مار سکتے تھے جبکہ وہ اللہ کے نزدیک ایک بادشاہ تھے، اُس کے نبیوں میں سے ایک نبی، اُس کے مخلص دوستوں میں سے ایک سچے دوست تھے۔ وہ پہلے ہی سے جانتا تھا کہ لوگوں کی مصلحتیں اُن سے وابستہ ہیں۔ ایسے ہی یہودی تھے جنھوں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو جان سے مارنے کا پلان بنایا تھا۔ چونکہ جب اُن کے ہاتھ سے اللہ کی نشانیوں اور معجزوں کا ظہور ہوا تو وہ سب اُن سے حسد کرنے لگے تھے تو اللہ نے وحی کی کہ: اُن کا ملک چھوڑ کر مصر روانہ ہو جاؤ! جس وقت وہ ملک چھوڑ رہے تھے؛ تیرہ سال کے تھے۔ ایک رشتے دار اُن کے ساتھ ہولیا اور تیزی سے اُنھیں لے کر نکل پڑا۔ اُس سے اُنہیں تقویت ملی اور اطراف میں اُن کی شہرت پھیل گئی۔ یہودیوں نے مل کر اُن کو جان سے مارنے کا پلان بنایا مگر ناکام رہے اور اللہ اپنا فیصلہ نافذ کر کے رہا۔ موجودہ دور کے منافقو! تم بھی ایسے ہی ہو...... تم مجھے ختم کرنا چاہتے ہو...... تمھاری اتنی حیثیت نہیں ......

تمھارے ہاتھ ابھی چھوٹے ہیں ...... نیکیاں کرنے اور گناہوں اور ناپسندیدہ کاموں کو چھوڑنے میں دشواری اٹھاؤ کہ دشواری اٹھانا تمھاری طبیعت میں داخل ہوجائے۔ رب تعالیٰ ایسا کلام فرماتا ہے جو سنا سمجھا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی ﷺ نے دنیا میں اُس کا کلام سُنا ...... اور سارے مومن بندے آخرت میں اُس کا کلام سنیں گے...... رب کو دیکھا جاسکتا ہے ...... کل قیامت میں ہم اُسے ویسے ہی دیکھیں گے جیسے کہ چاند اور سورج کو دیکھتے ہیں ...... قیامت میں بھی اُسے دیکھ کر کوئی شک نہ ہوگا۔

خدا کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو خدا کے ایک نظارے کے بدلے جنت بیچ دیتے ہیں ...... جب اللہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ اُس میں نیک نیت تھے جو اُنھوں نے ایک نظارے کے بدلے جنت بیچ ڈالی تو وہ اپنے نظارے اور اپنا قُرب اُن کے لئے دائمی کر دیتا ہے اور جنت کی لذتوں کے بدلے اپنا قُرب عطا فرماتا ہے۔ خدا اور رسول اور مردانِ خدا کو نہ جاننے والو! افسوس ہے تم پر۔ تم اپنے دلوں کے پاؤں سے فضل الٰہی کے دسترخوان پر آؤ! ذرا دیکھو اُس نے اپنا دسترخوان کیسا تمھارے آگے سجا رکھا ہے ...... جو مجھے جھٹلائے گا، اُس کے کپڑے، اُس کا گھر اور اُس کے آس پاس رہنے والے فرشتے اُسے جھٹلائیں گے۔ اے منافق! اے دجال! میں تمھارے جھٹلانے کی پروانہیں کرتا۔

اے نوجوان! تم سراپا نفس، طبیعت اور خواہش ہو۔ تم غیر محرم عورتوں اور اَمرَدوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو۔ پھر کہتے ہو کہ مجھے اُن کی پروانہیں۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ (اس معاملہ میں) نہ شریعت تمھارا ساتھ دے رہی ہے اور نہ عقل۔ تم آگ پر آگ اور ایندھن پر ایندھن لگائے جارہے ہو، لامحالہ تمھارا دین اور تمھارے ایمان کا گھر جل اٹھے گا۔ شرع کی یہ ناپسندیدگی عام ہے، اِس میں کوئی مستثنیٰ نہیں۔

اللہ پر ایمان، اُس کی معرفت اور قرب کی قوت حاصل کرو ...... حق تعالیٰ کے نائب بن کر مخلوق کے لئے طبیب ہوجاؤ۔ تباہی ہو! کیسے تم سانپوں کو پکڑ کر اُن سے کھیل رہے ہو؟! حالانکہ تمھیں سپیرے کا فن نہیں معلوم اور نہ تم نے تریاق کھا رکھا ہے ...... تم اندھے ہو! لوگوں

کی آنکھوں کا کیا علاج کرو گے؟ گونگے ہو! لوگوں کو علم کیا سکھاؤ گے؟ جاہل ہو! دین کو مضبوط کیسے کرو گے؟ جو آدمی دربان نہیں ہے، وہ لوگوں کو بادشاہ کے دروازے تک کیسے پہنچائے گا؟ بحث بند! جب قیامت آئے گی تو عجائبات دیکھ لو گے ...... عمل میں اخلاص پیدا کرو ورنہ تھکنے سے فائدہ نہیں ...... جب سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے اور سارے دروازے اور راستے بند ہو جائیں گے تو حق تعالیٰ کی قربتوں کا رستہ تمھارے لئے کُھل جائے گا ...... اُس کی طرف جانے کی راہ نکل آئے گی اور تمھیں بلند، بہتر اور روشن چیزیں حاصل ہوں گی۔

یہ دنیا؛ آوارہ گرد، بے وفا، چلی جانے والی ہے۔ یہ آفتوں اور درد و غم کا گھر ہے۔ اس میں کسی کا ڈھنگ سے گذارا نہیں۔ خصوصاً کسی دانا حکیم کا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ موت کو یاد رکھنے والے کسی دانا حکیم کو اس میں چین نہیں ...... جس کے سامنے درندہ منہ پھاڑے کھڑا ہو اُسے چین اور نیند کیسے آئے؟ اے غفلت میں رہنے والے! قبر منہ کھولے ہوئے ہے ...... موت کے درندے اور اژدھے منہ چیرے ہوئے ہیں ...... تقدیر کے بادشاہ کا جلاّد تلوار لئے حکم کا انتظار کر رہا ہے ...... ہزاروں میں کوئی ایک ایسا بیدار اور باخبر ہوتا ہے ...... بیدار جو ہر معاملے میں زاہد ہے؛ وہ کہتا ہے کہ: اے اللہ! تجھے معلوم ہے میں ان طشتریوں سے وہ نہیں چاہتا جس سے تو نے مخلوق کی میزبانی کی ہے ...... میں تو قرب کی طشتریوں کا ایک لقمہ چاہتا ہوں ...... میں تجھ سے وہ چاہتا ہوں جو خاص تیرا ہو۔ اے سبب کو اُس کا شریک ٹھہرانے والو! اگر تم اللہ پر توکل کر کے کھاؤ گے تو تم سبب کو شریک ٹھہرانے والے نہ رہو گے، بلکہ توکّل اور بھروسہ کرتے ہوئے آستانۂ الٰہی پر بیٹھو گے۔

معاش کے دو ہی راستے میں جانتا ہوں۔ یا شریعت کی پابندی کے ساتھ کمائی یا توکل۔ تباہی ہو! کیا تمھیں اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں۔ تم کام چور بنے بیٹھے ہو اور لوگوں سے خیرات مانگتے پھر رہے ہو ...... کمائی پہلا مرحلہ اور توکل آخری منزل ہے ...... میں دیکھ رہا ہوں کہ نہ تم پہلے مرحلے میں ہو اور نہ آخری منزل میں ...... مجھے حق بات کہنے میں کوئی

عار نہیں۔ آؤ سنو اور جھگڑا نہ کرو! مجھ سے جھگڑنا حق تعالیٰ سے جھگڑنا ہے۔

نمازوں کی پابندی کرو، کیونکہ وہ تمھارے اور رب تعالیٰ کے درمیان مِلاپ ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: ''جب مومن نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے اور اُس کا دل خدا کی بارگاہ میں حاضر آتا ہے تو اُس کے اوپر نور کا شامیانہ لگا دیا جاتا ہے۔ اُس کے پاس فرشتے آ کر ٹھہرتے ہیں، اُس پر آسمان سے خیر کی بارش ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اُس پر فخر فرماتا ہے''۔

کچھ نمازیوں کی شان یہ ہے کہ اُن کے دل (نماز کی حالت میں) حق تعالیٰ سے ایسے لگے ہوتے ہیں جیسے پرندہ پنجرے میں یا بچہ ماں کی گود میں ......وہ اپنے گھر بار، دوست یار اور اپنے آپ سے بے خبر رہتے ہیں ......اگر اُن کے جسم کے کسی حصے کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے تو بھی اُنہیں احساس نہ ہو۔ ایک ایسے ہی بزرگ کا قصہ ہے جن کا نام عروہ بن زبیر بن عوام ہے جو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن کے بیٹے ہیں۔ اُن کے پیر میں گوشت خور پھوڑا نکل آیا۔ ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ اِس پھوڑے کا آپریشن کرنا ضروری ہے، ورنہ پورا جسم سڑ جائے گا۔ اُنہوں نے ڈاکٹر سے کہا کہ جب میں نماز کی حالت میں رہوں تو آپ اُسے کاٹ کر الگ کر دیں، چنانچہ ڈاکٹر نے بڑی تکلیف سے پھوڑے کا آپریشن کیا، اُس وقت وہ سجدے میں تھے اور اُنھیں درد کا احساس تک نہ ہوا۔ اگلوں کی طرف نظر ڈالو تو تم لوگ پاگل لگتے ہو...... بات ہی بات ہے، عمل کچھ نہیں......صورت ہے مگر بگڑی ہوئی......خبر کچھ نہیں اور انتظار پر انتظار ہے......افسوس! تم، لوگوں کے بہکاوے میں آ گئے ہو......تم اپنی صلاحیت اور اپنی ذمہ داری سے بخوبی واقف ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ﴾ [قیامۃ:۱۴]......(بلکہ انسان خود اپنے آپ سے آگاہ ہے)...... بلکہ انسان اپنے آپ سے بخوبی آشنا ہے......تم عوام کے نزدیک جتنے اچھے ہو خواص کے نزدیک اتنے ہی برے ہو۔ ایک شیخ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اگر تم پر ظلم کیا جائے تو تم ظلم نہ کرنے لگو۔ اگر تعریف جائے کی تو خوش نہ ہونے لگو۔ اگر برائی کی

جائے تو غم نہ کھانے لگو۔ اگر جھوٹا بنایا جائے تو غصہ نہ کرنے لگو۔ اور اگر تمھارے ساتھ خیانت کی جائے تو تم خیانت نہ کرنے لگو۔ یہ کتنی اچھی باتیں ہیں ...... اُنھوں نے نفس اور خواہشوں کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔ یہ نبی ﷺ کے اِس ارشاد سے ماخوذ ہے: ''جبریل علیہ السلام نے مجھے آکر کہا کہ حق تعالیٰ آپ سے کہتا ہے: جس نے تم پر ظلم کر رکھا ہے اُسے معاف کر دو۔ جس نے تمھارا بائیکاٹ کیا ہے اُس سے رابطہ بناؤ۔ جس نے تمھیں محروم چھوڑا ہے اُس پر نوازش کرو''۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اُس کی کاریگریوں میں غور کرو اور دیکھو کہ مخلوق پر اُس کے کیسے تصرفات ہیں ...... جب تم دنیا میں زاہد بنو گے اور تمھارا زہد پختہ ہو جائے گا تو یہ دنیا خواب میں ایک عورت کی شکل میں آئے گی اور تمھاری تواضع کرتے ہوئے کہے گی: میں تمھاری خادمہ ہوں۔ تم اپنی امانتیں میرے پاس سے لے لو...... تمھاری قسمت میں تھوڑا بہت جو بھی ہے وہ تمھیں گِن کر ملے گا...... جب تمھاری معرفت قوی ہو جائے گی تو پھر دنیا بیداری میں آئے گی ...... انبیا علیہم السلام کے احوال کا آغاز الہام سے ہوتا ہے ...... پھر خواب دکھائے جاتے ہیں ...... جب اُن کے احوال میں پختگی آجاتی ہے تو فرشتہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو ایسا اور ایسا کہتا ہے۔

دانشمند ہو جاؤ! اپنی سرداری جانے دو ...... آؤ اور عام آدمی کی طرح یہاں بیٹھو تاکہ تمھارے دل کی کھیتی میں میری بات کا پودا اُگے ...... اگر کچھ بھی عقل ہوگی تو میری صحبت اختیار کرو گے ...... میرے ایک لقمہ پر قناعت کرو گے اور میری سخت کلامی پر صبر کرو گے...... جس کے پاس بھی ایمان ہوگا وہ ثابت قدم رہے گا اور نشو و نما پائے گا...... اور جس کے پاس ایمان نہ ہوگا وہ مجھ سے راہ فرار اختیار کرے گا۔ تباہی ہو! دعویٰ ہے کہ تمھیں دوسروں کے حالات کی بڑی خبر ہے؟ ہم نہیں مانتے تمھیں تو اپنی حالت کا پتہ نہیں ...... یہ سب جھوٹ ہے ......اپنے جھوٹ سے توبہ کرو!

اے اللہ! ہمیں ہر حال میں سچ بولنے کی توفیق دے!

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَاحَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَاعَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس:(۱۰)

اے نو جوان! نفس کو دنیا کے لئے ، دل کو آخرت کے لئے اور تنہائی کو مولیٰ کے لئے چھوڑ دو...... دنیا سے مطمئن نہ ہو جانا...... یہ خوبصورت سانپ ہے جولوگوں کو خوبصورتی سے اپنی طرف کھینچتا ہے، پھر اُنھیں ہلاک کر دیتا ہے......تم اُس سے پورے طور پر سچائی کے ساتھ منہ پھیرلو...... اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ، نیک دوستوں کی صحبت و خدمت اور شہوتوں سے رُخ پھیرنے میں خلوص پیدا کرو...... اِس حد تک حق تعالیٰ کے موحّد بنو کہ تمھارے دل میں مخلوق کا ذرہ بھر خیال باقی نہ رہے، نہ کسی گھر کا نہ کسی گلی کا......توحید اِن سب کو مار ڈالے گی......حق تعالیٰ کی توحید اور دنیا کی محبت سے روگردانی ہر مرض کی دوا ہے ......تمھارے اندر یوں کوئی خوبی پیدا ہونے والی نہیں...... پہلے اپنے نفس کو پہچانو......اُسے لذت سے روکو اور اُس کا حق ادا کرو تب دل پر اطمینان رکھو......دل تنہائی سے اور تنہائی حق تعالیٰ سے مطمئن ہو جائے......مجاہدے کی لاٹھی اپنے نفس کے سر سے نہ ہٹاؤ...... اُس کی لائی سخت مصیبتوں اور اُس کی جھوٹی نیند سے دھوکا نہ کھا جانا......درندے کی جھوٹی نیند سے دھوکے میں نہ پڑ جانا......وہ تمھیں دِکھا رہا ہے کہ سویا ہوا ہوں، جبکہ اُسے اپنے شکار کا انتظار ہے ...... وہ سویا رہے تب بھی محتاط رہو جیسا کہ اس کے بیدار رہنے پر احتیاط برتتے ہو......تم اپنے نفس کی جانب سے محتاط رہو......دل کی گردن سے ہتھیار نہ اُتارو...... یہ نفس، سامنے تو اطمینان، خاکساری، عاجزی اور بھلائی کا ساتھ دینے کی بات کرتا ہے اور اندر اندر اُس کے خلاف منصوبہ رکھتا ہے......اُس کے انجام سے باخبر رہنا غم زیادہ اور خوشی کم رکھنا! کیونکہ اِس معاملے (نفس سے رہائی ،اور خدا تک رسائی) کی جڑ خدا کے لئے غم کھانا اور پریشانی جھیلنا ہے......انبیاء و مرسلین اور بزرگانِ دین ایسے ہی تھے...... ہمارے نبی محمد ﷺ دیر تک غمگین رہتے اور ہمیشہ فکر مند!...... ہنسنا ہوتا تو صرف مسکرا کر رہ جاتے ......خوشی کا اظہار بھی کرتے تو تکلّف سے......ایک دانشمند؛ دنیا، اہل و عیال، روپے پیسے، کھانے پینے، کپڑے لتّے ،

گھوڑا گاڑی اور شادی بیاہ سے خوش نہیں ہوجاتا...... یہ سب تو جنون ہے......مومن اپنے ایمان ویقین کی قوت اور قُربِ الٰہی کے دروازے پر رسائی حاصل کرنے سے خوش ہوتا ہے ......اپنے من کی آنکھ کھولو اور اُسے کہو کہ اپنے رب تعالیٰ کو دیکھ کہ وہ تجھے کیسا دیکھ رہا ہے ......سوچو اُس نے تم سے پہلے کتنے دولتیوں اور بادشاہوں کو ہلاک کردیا ہے......یاد کرو اُن جیتنے والوں کو جو دنیا کے بادشاہ بنے اور دنیا کے عیش وآرام اٹھائے پھر دوسرے لوگوں نے اُن کے ہاتھوں سے بادشاہت چھین لی ......اور اب وہ لوگ عذاب کی قید میں گرفتار ہیں ......اُن کے محل مسمار......اُن کی حرم سرا ویران......اُن کی دولت ختم اور اُن کے اعمال باقی ہیں ......شہوتیں رخصت ہوئیں اور تھکن رہ گئی ......آج کی خوشی پر اتراؤ مت ......خوبصورت بیوی، بچے، گھر اور روپے پیسے کی فراوانی پر گھمنڈ نہ کرو......اُسے خوشی نہ سمجھو جسے نبیوں، رسولوں اور بزرگوں نے خوشی نہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ﴾[قصص:۷۶] ......(بیشک اللہ ہمیشہ خوش رہنے والوں کو پسند نہیں کرتا) ......یعنی جو خدا کے سوا دنیا اور دنیا والوں سے خوش رہتا ہے۔ البتہ جو اُس سے اور اُس کے قرب سے خوش ہوتے ہیں؛ اللہ اُنھیں پسند فرماتا ہے۔ اللہ والے آخرت کے معاملات میں غور وفکر کرنے کا مزاج رکھتے ہیں نہ کہ شہوتوں، لذتوں اور خرافات میں۔ اے پاگل دیوانے! تمھیں پتہ ہی نہیں کہ تمھیں کیا کرنا ہے؟ اے غفلت برتنے والو! جو شخص طاعت الٰہی بجا نہیں لاتا آخرت میں اُس کے لئے سخت عذاب ہے...... جب بندے کا دل درست ہوتا ہے اور ساری چیزوں کو خیر باد کہہ کر پس پشت ڈال دیتا ہے تو اُس پر ملک آخرت کے لئے دنیا کی ہلاکت آسان ہوجاتی ہے ......وہ آگ اور درندوں (جنگل) کی طرف قدم بڑھاتا ہے، وحشی جانوروں سے مل کر رہتا ہے اور آدمیوں سے دور ہوتا ہے......وہ خود کو صحرا کی بھوک، پیاس اور اُس کی ہلاکت کے حوالے کرتے ہوئے کہتا ہے: اے حیرت زدہ لوگوں کے رہنما! تو مجھے اپنی راہ دکھا۔ یا اللہ! مجھے بس ایک ہی غم ہو۔ یہ بات اُسی وقت پوری ہوگی جبکہ حرام سے بچا جائے پھر مباح سے اور پھر حلال مطلق سے ......کوشش کرو کہ

تمھارے شب وروز ایسے گذریں کہ دل میں ذرہ برابر مخلوق کی گنجائش نہ ہو...... میں دیکھ رہا ہوں کہ تمھیں شہوتوں ،لذتوں ،مخلوق ، دنیا اور اسباب پر بھروسہ کرنے کا غم کھائے جارہا ہے ......تم صالحین کے احوال پر گفتگو کرکے یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ وہی حال تمھارا بھی ہے؟ تم دوسروں کا حال سنا رہے ہو؟ دوسروں کی جیب سے ہم پر خرچ کرر ہے ہو؟ تم تو کتابوں کا مطالعہ کر کے اُس سے نوٹ تیار کرتے ہو اور وہی تقریر میں بولتے ہو اور سامعین کو وہم میں ڈالتے ہو کہ یہ مواد تمہارا اپنا ہے ،تمہاری قوتِ حال اور تمہارے دل کی بولی ہے ۔تباہی ہو! جو کچھ اُنھوں نے کہا ہے پہلے اُس پر عمل کرلو پھر اُس پر گفتگو کرو تب تمھاری گفتگو، تمھارے عمل کا پوداا ور تمھارے عمل کے درخت کا پھل ہوگی ۔صرف بزرگوں کی زیارت اوران کے ملفوظات یاد کر لینے سے یہ معاملہ حل نہ ہوگا بلکہ اُن کے ملفوظات پر عمل کرو......اُن کی صحبت میں حسن ادب برتو......اُن کے ساتھ حسن ظن رکھواور ہر دم اُس کی پابندی کرو......عام آدمی کو پاؤں سے چلنے کی مقدار پر ثواب دیا جاتا ہے اور خاص آدمی کو اُس کے ارادے اور توجہ کے معیار پر......جس کے سارے ارادے ایک ہوں گے تو حق تعالیٰ بھی اُس کے لئے ''ایک'' ہوگا......اگر وہ اپنا دل غیر سے پھیر لے گا تو حق تعالیٰ اُس کی طرف توجہ کرے گا......کیا ہی خوب اُس نے اپنی محکم کتاب میں ارشاد فرمایا:﴿اِنَّ وَلِيِّـيَ اللّٰـهُ الَّـذِىْ نَـزَّلَ الْـكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ﴾[اعراف:۱۹۶]......(بے شک اللہ میرا دوست ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے)

......جب بندے کا دل رب تعالیٰ سے مل جاتا ہے تو وہ اُس کا طبیب اور انیس ہو جاتا ہے ......نہ کوئی دوسرا اُس کا علاج کرتا ہے اور نہ کوئی دوسرا اُسے مانوس کرتا ہے......داؤد علیہ السلام کہا کرتے تھے:''الٰہی! میں بندوں کے ڈاکٹروں کے پاس گیا،سب نے تیرے پاس آنے کو کہا۔اے حیرت زدہ بندوں کے رہنما! میری رہنمائی کر جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھی اُس کا دل سراپا شوق ،مکمل یکسوئی اور کامل فنا بن جاتا ہے......لامحالہ اُس کے سارے ارادے ''ایک ارادہ'' ہوں گے۔

درحقیقت پورا کشف اُس وقت ہوگا جب تم سارے حجابات سے باہر آجاؤ گے ......اگر تم خدا تک رسائی چاہتے ہو تو دنیا، آخرت اور عرش تا تحت الثریٰ ہر چیز کو چھوڑ دو...... ساری مخلوقات عرش کا حجاب ہیں، سوائے رسول اللہ ﷺ کے کیونکہ وہ دروازہ ہیں ......اللہ تعالیٰ نے اُن کی شان میں فرمایا ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [حشر: ۷]......(اور رسول تمھیں جو کچھ دے اُسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اُس سے باز رہو)......اُن کی پیروی حجاب نہیں بلکہ وہ تو ذریعۂ وصول ہیں۔

اے نوجوان! کب تمھارا دل سمجھے گا؟ اور تمھاری تنہائی کب پاکیزہ بنے گی؟ تم مخلوق کو خدا کا شریک ٹھہرانے والے ہو! تم کیسے کامیاب ہو گے؟ تمھارا دل تو تقویٰ سے خالی ہے، اُس میں ذرہ برابر تقویٰ نہیں ...... جب تم ہر رات یہی طے کرتے ہو کہ صبح کس کے پاس جانا ہے، کس سے شکایت کرنی ہے اور کس سے بھیک مانگنی ہے تو تمھارا دل پاکیزہ کیسے بنے گا؟ وہ تو توحید سے خالی ہے۔

توحید روشنی ہے اور مخلوق کو خدا کا شریک ٹھہرانا اندھیرا......تم پر خالق سے مخلوق کا پردہ ہے ...... مسبِّبُ الاسباب سے اسباب کا پردہ ہے ......مخلوق پر توکل اور ان پر اعتماد رکھنے کا پردہ ہے......تم خالی حقیر دعویٰ ہو...... بے دلیل دعوے کی بات نہیں مانی جائے گی۔

یہ معاملہ (وصول الی اللہ) دو طریقے سے درست ہوگا:

ایک......مجاہدہ اور ریاضت، مشقت اور تھکن برداشت کرنا۔ یہی طریقہ بزرگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

دوسرے ......بغیر کسی محنت و مشقت کے عطا کیا جانا۔ ایسا کسی کے لئے بہت کم ہوتا ہے۔

اے نوجوان جب تمھارا ایمان کمزور ہو تو پہلے اپنی ہی فکر کرو...... بال بچوں، پڑوسیوں اور اپنے شہر اور ملک والوں کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ...... جب تمھارا ایمان مضبوط ہو جائے تو اپنے اہل و عیال کی طرف توجہ دو اور پھر عوام کی طرف۔ اُن کے پاس

جانے سے پہلے تم تقویٰ کی زرہ پہن لو، دل کے سر پر ایمان کا خوٗد لگا لو، ہاتھ میں توحید کی تلوار سونت لو، اپنے ترکش میں قبولیتِ دعا کا تیر رکھ لو، توفیق کے گھوڑے پر سوار ہو لو، ریس، وار، اور نیزہ بازی کا ہنر سیکھ لو پھر تم خالق کے دشمنوں پر پِل پڑو تب تمھارے پاس چھ طرفہ خدا کی نصرت واعانت آئے گی: دائیں بائیں، اوپر نیچے، آگے اور پیچھے سے۔ مخلوق کو شیطان کے چنگل سے چھڑا کر حق تعالیٰ کی چوکھٹ پر لا کھڑا کرو...... جو اِس مقام پر فائز ہوگا اُس کے دل کی آنکھوں سے پردے اُٹھ جائیں گے۔ چھ طرفہ جدھر کہیں وہ دیکھے گا اُس کی نظر پردوں کو جلا کر پار ہو جائے گی اور کوئی چیز اُس سے پردے میں نہیں رہ جائے گی۔ وہ اپنے دل کا سر اوپر اٹھائے گا تو عرش اور آسمانوں کو دیکھے گا اور جب سر جھکائے گا تو چودہ طبق زمینوں اور اُس میں رہنے والے جنوں کو دیکھے گا۔ جب تم اِس مقام پر پہنچ جاؤ تو مخلوق کو حق تعالیٰ کے دروازے پر بُلاؤ...... اس کے بغیر تو کوئی تمھارے پاس نہیں آئے گا...... تم مخلوق کو بلاؤ اور خود حق تعالیٰ کے دروازے سے غائب رہو تو تمھارے بُلانے کا وبال اُلٹا تمھیں پر پڑے گا ...... جب کبھی حرکت کرو گے گر پڑو گے ...... بلندی چاہو گے، پستی میں لڑھک جاؤ گے ...... تمھیں خدا کے نیک بندوں کی خبر نہیں ...... تم سراپا بک بک ہو...... تمھارے پاس زبان ہے دل نہیں...... ظاہر ہے باطن نہیں...... جلوت ہے خلوت نہیں...... طاقت ہے رُعب نہیں ...... تمھاری تلوار کاٹھ کی ہے ...... تمھارا تیر ماچس کی تیلی ہے...... تم بزدل ہو، تمھارے اندر بہادری نہیں ...... معمولی سا تیر تمھیں مار ڈالے گا اور تمھاری قیامت برپا کردے گا۔

اے اللہ! ہمارے دین، ہمارے ایمان اور ہمارے بدن کو اپنے قُرب سے قوی کردے۔

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۱۱)

جب بندہ اپنے نفس، خواہش، ارادہ اور مخلوق کو گم کر دیتا ہے تو وہ اپنی صورت کے ساتھ دنیا میں ہوتا ہے اور اپنی مُراد کے ساتھ آخرت میں ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے قبضہ وقدرت کے سمندر میں تیرنے والا بن جاتا ہے...... جب اُس کا خوف بڑھتا ہے اور مارے خوف کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگتا ہے تو حق تعالیٰ اُسے اپنے قریب کر لیتا ہے، اپنی معرفت عطا کرتا ہے، بشارت دیتا ہے اور اُس کا ڈر دور کرتا ہے؛ جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بِنیامین کے ساتھ کیا۔ اُنھوں نے تو اپنے سارے بھائیوں پر نظر دوڑائی، مگر بِنیامین پر خاص توجہ کی نظر ڈالی، پھر اُس کے ساتھ اُن کی ہمدردی بڑھ گئی۔ اُنھوں نے سارے بھائیوں کو ایک دسترخوان پر کھلایا اور بِنیامین کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور اُس کے ساتھ کھایا۔ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو اُنھوں نے رازدارانہ طور پر بِنیامین سے کہا: میں تمھارا بھائی ہوں۔ یہ جان کر وہ بہت خوش ہوا۔ پھر اُس سے کہا کہ: میں تم پر چوری کا الزام لگاؤں گا تم اِس غم کو برداشت کرنا۔ بھائیوں نے بِنیامین پر بادشاہ کی یہ نوازش (اپنے ساتھ بٹھا کر کھلانا) تعجب سے دیکھی اور جَل بھن گئے، جیسا کہ اِس سے پہلے یوسف علیہ السلام پر حسد کر چکے تھے۔ جب بِنیامین کی چوری اور اُس کا عیب ظاہر کیا تو اُسے اعزاز حاصل ہوا اور یوسف علیہ السلام نے اُسے اپنے قریب کر لیا۔

ایسے ہی جب اللہ تعالیٰ مومن بندے کو دوست بناتا ہے تو مصیبتوں اور آفتوں کے ذریعہ اُس کی آزمائش کرتا ہے۔ اگر وہ صبر سے کام لیتا ہے تو اُسے اعزاز اور قربت بخش کر ممتاز کر لیتا ہے۔

اے نوجوان! حکمِ شریعت پر عمل کی پوری کوشش کرو...... ممانعت کی جائے تو بیمار بن جاؤ (یعنی اس طرح رُک جاؤ جیسے بیمار ہر کام سے معذور ہو جاتا ہے۔) تقدیر کی آفتیں آئیں تو دَم سادھ لو...... نفع اٹھانے اور تکلیف دور کرنے کے معاملات میں تم مردے کی

طرح پڑے رہو......محبت کرنے والا حق تعالیٰ کے لئے سنتا دیکھتا ہے اور مخلوق کے لئے گونگا بہرا ہے......شوق الٰہی اُس کے حواس خمسہ (دیکھنا، سننا، سونگھنا، چھونا، چکھنا) کو گھیرے ہوئے ہے......اُس کا جسم مخلوق کے درمیان ہوتا ہے اور دل خالق کے پاس......دیکھنے میں تو اُس کے پاؤں زمین پر پڑتے ہیں مگر ہمت آسمانوں تک بلند ہوتی ہے......دل کی ساری توجہ خدا کی طرف ہوتی ہے جسے لوگ سمجھ نہیں پاتے ......دیکھنے والے اُس کے پاؤں کو دیکھتے ہیں، اُس کی ہمت اور اُس کے ارادوں کو نہیں دیکھتے، کیونکہ ہمت اور ارادے دل کے خزانے میں ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کا خزانہ ہے۔اے جھوٹو! تم کہاں ایسے......تم اپنے مال، اولاد، منصب، شرک بالخلق اور اسباب میں لگے ہوئے ہو اور حق تعالیٰ کی قربت کا دعویٰ کرتے ہو......جھوٹ ظلم ہے، کیونکہ جھوٹ کی حقیقت یہ ہے کہ شے کو اُس کی اپنی جگہ پر نہ رکھا جائے......اس سے پہلے کہ جھوٹ کی نحوست تم پر چھائے اپنے جھوٹ سے توبہ کرلو......
اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو ......اُن کا کردار یہ ہے کہ جب وہ کسی شخص پر توجہ کی نظر ڈالتے ہیں تو اُس سے محبت رکھتے ہیں اگرچہ وہ منظورِ نظر یہودی ہو چاہے نصرانی و مجوسی ......اگر وہ کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اُس کا ایمان، یقین اور ثابت قدمی مزید بڑھ جاتی ہے اور اگر وہ مسلمان نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے اُسے کشادہ ظرف بنا دیتا ہے......اے حق تعالیٰ سے اور اس کے نیک بندوں سے غفلت برتنے والو! مال اور اولاد تمھیں حق تعالیٰ سے قریب نہ کریں گے۔ہاں! تقویٰ اور عمل صالح ہی اُس کے قریب لے جا سکتے ہیں......
کافر اپنے مال اور اولاد کے ذریعہ شیطان بادشاہوں کا قرب پا لیتے تھے تو کہا کرتے کہ اگر اللہ نے چاہا تو قیامت کے دن ہم اپنے مال اور اولاد سے اُس کا قُرب بھی پالیں گے۔جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ﴾[سبا:۳۷]......(اور تمھارے مال اور تمھاری اولاد ایسی نہیں جو تمھیں ہمارے قریب کر دیں سوائے مومن اور نیکوکار کے، اُنہی لوگوں کے

لئے دُگنا اجر ہے، اُن کے نیک کاموں کا صلہ، اور وہ جنت کے بالا خانوں میں بے خوف ہیں۔) ...... اگر دنیا میں خدا کے نام پر اپنا مال خرچ کر کے اُس کا تقرّب حاصل کرنا چاہو گے تو اس سے فائدہ ہوگا۔ اگر اپنی اولاد کو لکھنا پڑھنا، تلاوت قرآن اور عبادت کی تعلیم دے کر اللہ کا تقرّب چاہو گے تو اُس سے فائدہ ہوگا ...... مرنے کے بعد تمھیں اُس کا ثواب ملے گا ورنہ تمھیں پتہ ہے کہ دنیا کے یہ سارے بکھیڑے نفع بخش نہیں ...... ہاں! ایمان، عمل صالح، سچ اور سچ کا ساتھ نفع بخش ہے...... ایسا عارف مومن بندہ اپنے عمل سے رسول کو خوش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے دل کے لئے رب کے حضور جانے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ وہ غلام کی طرح آپ کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ جب کافی خدمت کر لیتا ہے تو کہتا ہے: اے استاذ! مجھے بادشاہ کا دروازہ دِکھا، مجھے اُس کے ساتھ مشغول ہونے دے، مجھے وہ جگہ بتلا دے جہاں سے میں اُسے دیکھوں، مجھے اُس کے قرب کے کواڑ کی کنڈی پکڑا دے۔ تو رسول اللہ ﷺ اُسے اپنے ساتھ لے کر دروازے کے پاس پہنچتے ہیں۔ پوچھا جاتا ہے: اے محمد! اے سفیر! اے رہنما! اے معلم! تمھارے ساتھ کون ہے؟ آپ کہتے ہیں: تجھے بہتر معلوم ہے کہ یہ ایک چوزہ جسے میں نے پالا پوسا ہے، میں اِس دروازے کی خدمت گذاری کے لئے اِسے پسند کرتا ہوں، پھر اُس کے دل سے کہتے ہیں: آؤ! اب تم ہو اور تمھارا رب ہے، جیسا کہ یہی بات جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہی تھی۔ جب آپ معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے اور اپنے رب تعالیٰ کے نزدیک ہوئے تھے کہ: آؤ! تم ہو اور تمھارا رب تعالیٰ ہے۔

اے نوجوان! عمل صالح لاؤ اور رب العٰلمین سے قریب ہو جاؤ...... جنّتی حضرات دنیا کی آفتوں، غربتوں، بال بچوں کی پریشانیوں، بیماریوں، خرابیوں اور درد و غم سے محفوظ جنت کی کھڑکیوں میں آرام فرما ہوں گے...... موت سے کوسوں دور رہیں گے...... کوثر کا ایک پیالہ پینے کے بعد دوسرے پیالے کی تمنا نہ کریں گے...... اُنہیں منکر نکیر کی پوچھ تاچھ کا کھٹکا نہ ہوگا...... وہ جنت میں داخل ہوں گے تو دروازے بند کر لئے جائیں گے اور پھر کبھی بھی

اُس سے نکلنا نہیں۔

جنّتی جنت میں آرام پالیں گے، لیکن محبت کرنے والے دلوں کو اُس میں ذرا بھی چین میسر نہ ہوگا، اگر چہ ہزاروں ہزار جنت مل جائے، جب تک کہ اپنے محبوب کو نہ دیکھ لیں ...... وہ مخلوق کی تمنا نہیں کرتے وہ تو خالق کو چاہتے ہیں...... وہ نعمتوں کی آرزو نہیں رکھتے وہ تو نعمت بانٹنے والے کو چاہتے ہیں ...... وہ فرع کو نہیں، اصل کو چاہتے ہیں ...... وہ لوگ خاندان اور وطن کو خیر باد کہنے والے ہوتے ہیں...... اُن کے دل کی زمین وسعتوں کے باوجود تنگ ہے ...... اُن کا مشغلہ ایسا ہے جس میں مخلوق کا دخل نہیں...... سوتے جاگتے میں جب جنت اُن کے سامنے آتی ہے تو اُن کے دل اُسے کن انکھیوں سے بھی نہیں دیکھتے...... اگر وہ دیکھتے بھی ہیں تو اِس طرح جیسے لوگ درندوں، بیڑیوں اور قید خانوں کو دیکھتے ہیں ...... اور کہتے ہیں کہ یہ جنت اور اُس کی ساری آسائشیں حجاب ہیں، غم اور عذاب ہیں...... وہ جنت سے اِس طرح بھاگتے ہیں جیسے لوگ درندوں، بیڑیوں اور قید خانوں سے بھاگتے ہیں۔

اے نوجوان! اپنی امید چھوٹی اور اپنا لالچ کم کرو...... نماز ایسی پڑھو کہ وہ آخری نماز ہو...... میرے حضور اس طرح آؤ کہ پھر حاضری میسر نہیں ...... (یعنی جو کام آخری ہوتا ہے لوگ اس میں زیادہ توجہ اور اہتمام کرتے ہیں۔ ایسے ہی نماز کے لئے خدا کے حضور نہایت درجہ توجہ اور اہتمام یعنی مکمل خشوع وخضوع اور پوری یکسوئی کے ساتھ رہو۔) اگر تقدیر سے تمھارا آخری وقت آپہنچا تو وہ بغیر کہے سنے آئے گا۔ لہٰذا مومن بندے کے لئے مناسب نہیں کہ یونہی سو جائے بلکہ سر کے نیچے اپنی تحریر کردہ وصیت رکھ لے...... اگر حق تعالیٰ نے عافیت کے ساتھ اُسے بیدار کر دیا تو مبارک ہو ورنہ صبح اہل وعیال کے ہاتھ اُس کی وصیت لگے گی تو مرنے کے بعد وصیت کی معلومات کے مطابق اُس پر رحم کریں گے...... تمھارا کھانا مہمان جیسا ہو...... بال بچوں کے ساتھ بیٹھنا وقتی ہو...... دوست احباب کی ملاقات پل دو پل کی ہو...... جس کا معاملہ دوسرے کے ہاتھ میں ہے وہ ایسا کیونکر نہ کرے گا؟ آحاد افراد اللہ والوں کو پتہ ہے کہ اُن کے لئے اور اُن کی جانب سے کیا ہونے

والا ہے اور وہ کس وقت مریں گے؟ یہ سب اُن کے دلوں میں خزانے کی طرح محفوظ ہے ......وہ اِن چیزوں کو ایسا کھلم کھلا دیکھتے ہیں جیسے تم لوگ اِس سورج کو دیکھتے ہو......مگر اِن باتوں کو وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتے ......سب سے پہلے اس کا پتہ تنہائی کو چلتا ہے پھر تنہائی دل کو اور دل نفس مطمئنہ کو بتاتا ہے اور اُس سے راز میں رکھنے کا وعدہ ہوتا ہے...... اگر تم بھی نفس مطمئنہ کو اچھی تربیت دو اور اُسے دل کا خادم بناؤ اور اُسے دل کے ساتھ رکھو تو مجاہدہ اور ریاضت کے بعد تم اُس کے اہل ہو سکتے ہو...... جو بھی اس مقام پر پہنچے گا وہ زمین پر حق تعالیٰ کا نائب اور اُس کا خلیفہ ہوگا...... جو رازوں کا دروازہ ہے......جس کے پاس دلوں کے خزانوں کی کنجیاں ہیں ......وہ خزانے حق تعالیٰ کے خزانے ہیں ...... یہ باتیں عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں ......اُس کی طرف سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ پہاڑ کا ایک ذرہ، سمندر کا ایک قطرہ اور سورج کی ایک کرن ہے ۔ اے اللہ ! میں اَسرار کی اس گفتگو سے معذرت کرتا ہوں، تجھے پتہ ہے کہ میں مغلوب ہوں ۔

اُنہی اللہ والوں میں سے ایک نے کہا ہے کہ: عذر خواہی سے بچو،(یعنی اسرار کی گفتگو نہ کرو کہ عذر خواہی کرنا پڑے) لیکن جب میں اسرار کے بیان کی اِس کرسی پر چڑھ جاؤں گا تو تم سے روپوش ہو جاؤں گا،تو پھر میرے دل کے سامنے کوئی نہ ہوگا جسے عذر پیش کروں اور احتیاط برتوں ۔

یہ دل جب صحیح ہو جاتا ہے اور اُس کے پاؤں حق تعالیٰ کی دہلیز پر جم جاتے ہیں تو وہ تکوین کے وادی وصحرا وسمندر میں ڈوب جاتا ہے ......وہ کبھی اپنے کلام کے ساتھ ہوتا ہے، کبھی اپنی ہمت کے ساتھ اور کبھی اپنی نظر کے ساتھ......وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو جاتا ہے اور خود معزول رہتا ہے......وہ فنا کے بعد بقا کے مرتبہ پر ہوتا ہے......کم ہی لوگ اِسے مانیں گے اور اکثر جھٹلائیں گے......اس کو مان لینا ولایت ہے اور اس پر عمل کرنا نہایت ...... صالحین کے احوال کو وہی شخص جھٹلائے گا جو خواہش کا سوار منافق دجّال ہوگا...... یہ معاملہ تو صحیح اعتقاد پر مبنی ہے۔شریعت کے حکم پر عمل کرنے سے اللہ کی معرفت اور

اُس کا علم حاصل ہوتا ہے......حکمِ شریعت اُس کے اور مخلوق کے درمیان مشترک ہوتا ہے ...... باطنی اعمال کے پہاڑ کی بہ نسبت اُس کے ظاہری اعمال ایک ذرہ کی حیثیت رکھتے ہیں ......اُس کے اعضا تو پُرسکون رہتے ہیں مگر دل کو سکون نہیں ہوتا......اُس کی دونوں آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل کی آنکھیں بیدار رہتی ہیں ......اُس کا دل تیزی سے عمل کرتا ہے، تھکتا نہیں اور سوئے سوئے ذکر کرتا رہتا ہے ......تم لوگ کب دنیا کو پہچانو گے ،اُسے چھوڑو گے اور طلاق دو گے؟ کب تک اپنے بھائیوں کے ساز و سامان پر حسد اور تمنا کرو گے؟ تباہی ہو! تم اپنے مسلمان بھائی کے بیوی بچوں، گھر دوار، اور دنیا کی پونجیوں پر حسد کرتے ہو؟ یہ سب تو اُسی کے لئے بنائے گئے ہیں جس میں تمھارا کوئی حصہ نہیں......تم اُس کی بیوی کی آرزو رکھتے ہو، حالانکہ وہ دنیا و آخرت میں اُسی کے لئے بنی ہے......تم کشادگی رزق کی تمنا کرتے ہو جب کہ تنگی رزق پر تقدیر کا قلم پہلے ہی چل چکا ہے۔لہٰذا تم سزا و نفرت کے مستحق ہو، کیونکہ تمھیں اُس چیز کی طلب ہے جو تمھاری قسمت میں نہیں......تم دنیا کی طلب میں کتنی کوشش اور لالچ دکھلاتے ہو، حالانکہ تمھیں اُس سے وہی کچھ ملے گا جو قسمت میں ہے۔

اے اللہ! ہمیں دلوں کی غفلتوں سے بیدار رکھ۔تو ہمیں اپنے لئے بیدار رکھ اور اپنی خدمت میں لگا۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۱۲)

نبی ﷺ سے یہ ارشاد منقول ہے: ''ہر حال میں ماہر صنعت کاروں سے مدد لو''۔
یہ عبادت ایک صنعت ہے...... اس کے ماہرین، اعمال میں مخلص اور حکمِ شریعت کے عالم وعامل ہوتے ہیں...... معرفت پا جانے کے بعد مخلوق سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں...... اپنے نفس، مال، اولاد اور رب تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں کو چھوڑ کر اپنے دلوں اور تنہائیوں کے پاؤں سے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں...... اُن کے جسم آبادی میں لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں اور دل جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں ...... وہ لوگ اِس حالت پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے دل پروان چڑھتے ہیں اور دل کے بازو ایسے مضبوط ہو جاتے ہیں کہ اُن کے ارادے آسمانوں کی طرف پرواز کرتے ہیں...... اُن کے دل اُڑ کر حق تعالیٰ کے پاس جا پہنچتے ہیں اور اُن لوگوں میں شامل ہو جاتے ہیں جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:
﴿وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ﴾[ص:۴۷]...... (اور بے شک وہ ہمارے پاس ضرور برگزیدہ پسندیدہ لوگوں میں ہیں)...... مومن کو برابر خوف لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کی تنہائی کو اَمان کا نوشتہ عطا ہوتا ہے جسے پا کر وہ اپنے دل سے نجات پا جاتا ہے اور دل کو خبر بھی نہیں ہوتی...... یہ ''مفرد مومن'' بندے ہیں...... یہ سب مخلوق کے معاملات سے بالاتر بات ہے۔

افسوس! اے مخلوق کو شریک ٹھہرانے والے! تم کب تک اُن دروازوں کو کھٹکھٹاتے رہو گے جن کے اندر کوئی رہنے والا نہیں؟! آگ میں ڈالے بغیر تم کب تک ٹھنڈے لوہے پر ہتھوڑے برساتے رہو گے؟ تمھیں عقل وشعور وتدبیر نہیں۔ افسوس! میرے پاس آؤ اور میرے دستر خوان کا ایک لقمہ کھاؤ...... اگر تم میرے کھانے کا مزا پا لو گے تو دوسرے کا کھانا بھول جاؤ گے...... یہ وہ چیز ہے جو کپڑوں اور گوشت پوست کے اندر دلوں میں ہوتی ہے...... یہ دل اُس وقت تک صحیح نہ ہوگا جب تک کہ اُس میں کوئی ایک شخص بھی

رَہ رہا ہو...... ایمان اُس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک کہ دنیا کی ذرہ برابر محبت اُس میں ہے...... جب ایمان یقین مین، یقین معرفت میں اور معرفت علم میں تبدیل ہو جائے گی تب تم راہ خدا کے مجاہد بن جاؤ گے...... مالداروں کے ہاتھ سے لے کر غریبوں کو دو گے ...... تم باورچی کی طرح ہو جاؤ گے...... تمھارے دل اور تنہائی کے ہاتھ سے روزیاں پہنچا کریں گی...... اے منافق! تمھیں یہ اعزاز نہیں مل سکتا، جب تک تم ویسے نہ بن جاؤ ...... تباہی ہو! تم نے کسی پارسا، زاہد، ظاہر و باطن کے عالم شیخ کے ہاتھ پر تہذیب حاصل نہ کی ...... تباہی ہو! تم بغیر کچھ دیئے لینا چاہتے ہو...... یوں تمھارے ہاتھ کچھ نہ آئے گا...... جب دنیا بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ یوں ہی کیسے حاصل ہو جائے گا؟ کیا تمھیں اُن لوگوں کی خبر نہیں جن کی کثرتِ عبادت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے: ﴿**كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ**﴾ [ذاریات: ۱۷، ۱۸] ...... (وہ رات کو کم سوتے تھے اور رات کے پچھلے پہر استغفار کرتے تھے۔)...... جب اُن کی سچی عبادت کا پتہ چل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ ایک جگانے والا لگا دیا جو اُنھیں بستروں سے جگا لاتا ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے: ''اے جبریل! فلاں کو جگا دے اور فلاں کو سلا دے''۔ اللہ والے جب آگاہ ہو جاتے ہیں تو ان کے دل اللہ کی طرف بڑھتے ہیں...... خواب میں وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو بیداری میں نہیں دیکھتے...... اُن کے دل اور اُن کی تنہائیاں ایسی چیزیں دیکھتی ہیں جو بیداری میں نظر نہیں آتیں...... روزہ رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور بھوکے رہ کر اپنے نفس سے جہاد کرتے ہیں، اپنے ساز و سامان بیچ ڈالتے ہیں اور رات دن طرح طرح سے خدا کی عبادت میں لگے رہتے ہیں...... یہاں تک کہ جنت اُنھیں مل جاتی ہے...... جب اُنھیں جنت مل جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ ایک راہ اور بھی ہے اور وہ حق تعالیٰ کی طلب ہے، چنانچہ اُن کے اعمال دلوں کے مطابق ہو جاتے ہیں...... جب دل کی رسائی خدا تک ہو جاتی ہے تو وہ جم کر وہیں بیٹھ جاتا ہے اور نشو ونما پاتا ہے......

جب وہ اپنا مطلوب سمجھ لیتا ہے تو اُسے طاعت الٰہی میں اپنی قوت وکوشش صرف کر دینا آسان ہوتا ہے......مومن بندہ (راہِ الٰہی میں) تھکتا ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ رب تعالیٰ سے ملاقات ہوجاتی ہے......اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن کو رب تعالیٰ سے ملاقات کئے بغیر چین نہیں آتا''۔ نبی ﷺ سے یہ ارشاد مروی ہے: ''جب مومن بندہ مرتا ہے، اُسے دفنا دیا جاتا ہے۔ منکر نکیر سوال کرتے ہیں اور وہ جواب دے لیتا ہے تو اُس کی روح کو حق تعالیٰ کے پاس پہنچنے اور اُسے سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے، اُس روح کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھی ہوتی ہے جو اُسے لئے رہتی ہے، اُس کے لئے سارے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں، پھر وہ صالحین کی روحوں کے مجمع میں پہنچتی ہے، وہ لوگ اُس کا استقبال کرتے ہیں اور اُس کے اور دنیا کے حالات اُس سے دریافت کرتے ہیں تو وہ اپنی معلومات کے مطابق خبر دیتی ہے، پھر وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا ہوا؟ کہتی ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے مر چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں اب تک ہمارے پاس نہیں پہنچا، ''**لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ**'' وہ اپنے ٹھکانہ دوزخ میں ہے۔ پھر اُس روح کو سبز پرندے کے پوٹے میں ڈال دیا جاتا ہے جو جنت میں کھاتی پیتی رہتی ہے اور اُس قندیل تک جا پہنچتی ہے جو عرش کے نیچے معلّق ہے۔

اکثر مومن بندوں کی ملاقات کا یہی منظر ہوتا ہے......اُنھیں اللہ کی طرف سے سلامتی اور مبارکبادی ہو۔ الٰہی! تو ہمیں بھی اُن لوگوں میں شامل کرلے اور اُن کی زندگی و موت کا انداز نصیب فرما، آمین!

اے غریبو! مصیبت زدو! موت اور موت کے بعد درپیش حادثات کو یاد رکھو تو تمھاری غریبی اور مصیبتیں آسان ہوجائیں گی......دنیا اور دنیا والوں سے دور رہنا آسان ہوجائے گا......میری بات مان لو، کیونکہ مجھے اس کا تجربہ ہے اور میں اِس راستے میں چل چکا ہوں۔ اللہ والے رب تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے......وہ جنت سے نکل کھڑے ہوئے اور خالق جنت کی بارگاہ میں آپڑے......اس کی رضا اور اُس کی خوشنودی

حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے اپنے بستروں سے پہلوتہی کرتے ہیں......اُن کے دلوں اور گھر والوں کے درمیان ایک رکاوٹ ہوتی ہے......اُن کے پاس اُن کے حیران معاملات آتے ہیں جو اُن کی دکانوں کو بند کردیتے ہیں اور اُنھیں جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں لاٹھہراتے ہیں ......اُنھیں قرار نہیں ملتا......نہ اُن کی رات رات ہوتی اور نہ اُن کا دن دن ہوتا ہے......وہ اپنے بستروں سے پہلوتہی کیا کرتے ہیں ......اُن کے دل ایسے ہوجاتے ہیں جیسے گرم ہانڈی میں دانہ......اُن کے دلِ دانے کی طرح اُس (دنیا) سے نفرت کرتے ہیں اور بھاگتے ہیں ......دل کا وہ دانہ اپنے تفصیلی حساب و کتاب، جانچ پڑتال اور صاف گوئی کے تفکر کی ہانڈی میں ہوتا ہے......وہ دانشمند، ذہین اور سمجھدار ہوتے ہیں ......جنہوں نے دنیا اور دنیا والوں کو، دنیا کی مکاریوں، سحر کاریوں، بے وفائیوں اور اپنے بیٹوں کی ذبح گیریوں کو پہچان رکھا ہے۔ اُن اللہ والوں کے دلوں کو پکارا جاتا ہے تو وہ اپنے اپنے بستروں کو چھوڑ کر کھڑے ہوجاتے ہیں ......اُس پکار کو جسموں کے ساتھ ساتھ اُن کے دلوں نے بھی سنا......پنجروں کے ساتھ ساتھ پرندوں نے بھی سنا......اُنھوں نے حق تعالیٰ کا یہ قول سُن رکھا ہے کہ: ''اُس شخص کا مجھ سے دعویٔ محبت جھوٹا ہے کہ جب رات آتی ہے تو مجھے فراموش کر کے سوجاتا ہے''۔ یہ دیکھ سن کر اُنھیں شرم و حیا محسوس ہوئی تو وہ رات کی تاریکی میں اُس کے حضور اپنے قدموں کو جما کر کھڑے ہوگئے ......آنسوؤں کو اپنے رُخساروں پر بہاتے رہے......اپنے آنسوؤں سے خدا کو مخاطب کیا، اُس کے حضور اپنے دل کے قدموں سے حاضر ہوئے اور خوف و رَجا کے دونوں قدموں پر اُس کی بارگاہ میں کھڑے رہے، یعنی دعا کے رد کا خوف اور اُس کی قبولیت کی امید۔ اے لوگو! حکمِ شریعت کی خدمت کرو......کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرو......عمل میں مخلص بنو پھر اُس کے الطاف و اعزاز اور عمدہ مناجات کا منظر دیکھنا۔ اے محرومو! اے بھگوڑو! اے پیٹھ دکھا کر جانے والو، آؤ! اے بھاگنے والو، لَوٹو! آفتوں کے تیر سے مت بھاگو! یہ وہم ہے......ڈٹے رہوگے تو اُس کے مضر اثرات کے لئے تم تنہا کافی ہو......ڈٹے رہو! تم پر وہ بوجھ نہیں لادا جائے گا جسے تم اٹھا نہیں سکتے

......آفتوں کے اُن تیروں کی ڈھال صدیقین کے سینے ہیں......تم اِس کے اہل نہیں......نہ یہ تمھارے لئے ہے اور نہ تم اِس کے لئے......تم تماشائی ہو......تم پیچھے سے آنے والے ہو......تم اللہ والوں کی بھیڑ میں اضافہ کرو...... جو جس جماعت کی تعداد میں اضافہ کرے گا، وہ اُسی میں شمار ہوگا......مومن کی تین آنکھیں ہوتی ہیں......ایک سر کی آنکھ جس سے وہ دنیا دیکھتا ہے......دوسرے دل کی آنکھ جس سے وہ آخرت دیکھتا ہے......تیسرے تنہائی کی آنکھ جس سے وہ حق تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔آنکھ دنیا میں فنا ہو جاتی ہے اور دل کی آنکھ آخرت میں اور تنہائی کی آنکھ دنیا و آخرت میں حق تعالیٰ کے ساتھ باقی رہتی ہے، کیونکہ یہ آنکھ اُسے دنیا و آخرت میں دیکھنے والی ہوتی ہے۔

اِس شان کا مومن اگر آبادی میں رہے گا تو وہ آبادی والوں کے لئے رحمت ثابت ہوگا...... اگر وہ نہ ہوتو وہ علاقہ زمین میں دھنس جائے......اگر علاقے والوں پر دیوار گر جائے تو وہ لوگ اس بات کی تصدیق کریں گے اور اُس پر ایمان لائیں گے......اُن جاہلوں کی طرح نہ ہو جائیں گے جنھوں نے نبیوں اور رسولوں کو شہید کر ڈالا...... جو اُن کے اور رب تعالیٰ کے دشمن تھے......راندے ہوئے، محروم اور دُھتکارے ہوئے تھے......اے اللہ! تو میری اور اُن مومنوں کی توبہ قبول فرما! مجھے اور اُنھیں ہدایت نصیب فرما! اے دنیا کی نعمتوں کا مزا لوٹنے والو! جلد ہی ان نعمتوں کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

اِسْمَعْ فَقَدْ اَمْكَنَكَ الصَّوْتُ   اِنْ لَّمْ تَبَادَرْ فَهُوَ الْفَوْتُ

كُلْ كُلَّ مَا شِئْتَ وَعِشْ نَاعِماً   آخِرُ هٰذَا كُلِّهٖ الْمَوْتُ

سنو! کہ آج آواز سننی ممکن ہے۔اگر تم نے دھیان نہ دیا تو پچھتاوا رہے گا۔

جو چاہے کھاؤ اور آسودہ زندگی گذارو۔انجام کار موت ہے۔

جلد ہی تمھارا مال اور عمر فنا ہو جائے گی......آنکھ کی روشنی جاتی رہے گی...... عقل میں خلل پڑ جائے گا......کھانا پینا کم اور خوراک گھٹ جائے گی......لذیذ کھانے تمھارے

سامنے ہوں گے، مگر تم ان میں سے کچھ کھا نہ سکو گے...... بیوی، باندی اور بچے تم کو دل سے ناپسند کریں گے، تمہاری موت کی تمنا کریں گے اور تم درد وغم سے دوچار رہو گے...... تمھاری دنیا رخصت ہو جائے گی اور آخرت پیش قدمی کرے گی...... اگر آخرت کے لئے تمھارے پاس عمل صالح ہوگا تو وہ تمھارا استقبال کرے گی اور تم سے بغلگیر ہوگی...... اور اگر اُس کے لئے کچھ نہ ہوگا تو قبر تمھاری جگہ ہوگی اور جہنم تمھارا ٹھکانہ ہوگا...... یہ کیا دیوانگی ہے؟ نبی ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''زندگی تو آخرت کی زندگی ہے''۔ اِس بات کو بار بار اپنے اور اپنے اصحاب کے سامنے دہراتے تھے...... اے جاہلو! میرے روبرو بیٹھ کر سیکھو! پیروی کرو، کیونکہ میں تمھیں حق کی رہنمائی کرتا ہوں...... تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنا مال مجھ سے چھپاتے ہو...... تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو...... مرید کے پاس اپنے پیر کی بہ نسبت نہ قمیص ہوتی ہے نہ عمامہ، نہ سونا ہوتا ہے اور نہ ملکیت...... وہ پیر کی طشتری سے وہی کچھ کھاتا ہے جس کے کھانے کی اُسے اجازت ہوتی ہے...... وہ اُس کے سامنے فانی ہوتا ہے...... وہ اُس کے امر و نہی کا منتظر رہتا ہے، کیونکہ اُسے پتہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے جو اُس پیر کے ہاتھوں ظاہر ہو رہی ہے...... یہ اُس کی رسّی کا باٹ ہے...... اگر تم اپنے پیر کے ساتھ بدگمانی کرتے ہو تو پھر اُس کی صحبت اختیار مت کرو، کیونکہ تم اُس کی صحبت و ارادت کے لائق نہیں...... مریض اگر ڈاکٹر پر شک کرے تو وہ اُس کے علاج سے شفا نہیں پا سکتا۔

اے نوجوان! لایعنی باتوں میں مشغول مت ہو، ورنہ کام کی باتیں چھوٹ جائیں گی...... دوسرے کے احوال و عیوب کو ذکر کرنا لایعنی بات ہے اور خود اپنے احوال پر نظر رکھنا کام کی بات ہے۔

نفس، خواہش اور طبیعت کے پجاری کی ہر بات اُس کے لئے خطرناک ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے...... اُس آدمی کی طرح جو رات میں لکڑیاں چننے نکلا، پتہ نہیں اُس کے ہاتھ میں کیا آ جائے (لکڑی یا سانپ) جب نفس مطمئن ہوگا اور اس کی خواہش

وطبیعت کا جوش ٹھنڈا پڑ جائے گا تب عقل جوان ہوگی، ایمان پختہ ہوگا، سکون ملے گا اور حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کا شعور پیدا ہوگا...... وہ باطل سے پرہیز کرے گا اور حق بولے گا...... پھر اُس کے پاس شریعت کا حکم آئے گا تو وہ اُس پر عمل کرے گا...... وہ اُس حکم کا غلام بن جائے گا...... رسول کے امر و نہی کی اطاعت کرے گا، کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا یہ قول سن چکا ہوگا: ﴿وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [حشر:۷]...... (اور وہ تمھیں جس چیز سے منع کرے اُس سے باز آؤ)...... جان لو! کہ عمل کا یہ معاملہ سارے اوامر و نواہی کے حق میں عام ہے، چنانچہ وہ طاعتوں کے امر کی پیروی کرے گا اور گناہوں سے باز رہے گا...... تب کہیں جا کر وہ ایک متقی مسلمان ہوگا...... جب وہ اُس میں پختگی لائے گا تو عارف باللہ اور عالم باللہ ہوگا...... وہ چپ چاپ رہا کرے گا...... اُس کے دل میں جو کچھ کہا جائے گا اُسے کان لگا کر سنے گا...... وہ ہمیشہ پوری توجہ کے ساتھ اپنے دل سے گفتگو کر کے دائمی خوشی حاصل کیا کرے گا...... اے اللہ! ہمیں اپنے قرب کی لذت، پاکیزہ مناجات اور اپنی خوشی عطا فرما!

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۱۴)

جو صحیح معنوں میں مخلوق کے درمیان زاہد بنے گا، لوگ اُس سے دلچسپی لینے لگیں گے ...... اُس کی گفتگو اور اُس کے دیدار سے فائدہ اٹھائیں گے ...... جب دل کا زُہد مخلوق میں اور تنہائی کا زہد قُرب کے علاوہ حق تعالیٰ کی تمام چیزوں میں درست ہو جائے گا تو قُربِ الٰہی دنیا میں اُس کا دوست ہو گا اور آخرت میں اَنیس۔

جب تم اللہ کے دیئے علم کی بدولت مخلوق کو جان لوگے اور اُس کی عطا کردہ معرفت سے اُنھیں پہچان لوگے تو تمھاری نگاہ میں اُن کی خوبیاں ہیچ ہو جائیں گی اور جن وانس اور فرشتوں کی وقعت دل سے جاتی رہے گی ...... تمھارے دل میں ایک دوسری صفت پیدا ہو جائے گی ...... یوں ہی تمھارے وجود کا چھلکا تمھاری تنہائی سے اُتر جائے گا ...... جو بنی آدم کی عادتوں کا چھلکا ہے ...... حکمِ شریعت تمھاری قمیص ہو گا ...... تم اپنے اور مخلوق کے اور رب تعالیٰ کے کام میں لگے رہو گے ...... پھر تمھیں علمِ ربّانی حاصل ہو گا تو وہ تمھارے دل اور تمھاری تنہائی کے لئے قمیص ثابت ہو گا ...... تم اپنی خانقاہ میں جاہل بن کر گوشہ نشین مت رہو، کیونکہ جہالت کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کرنا پورے پور فساد ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پہلے دین کی سمجھ پیدا کرو، پھر گوشہ نشین بنو''۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ تم خانقاہ میں بیٹھے تو رہو، مگر روئے زمین کی کسی چیز کا ڈر یا اُس کی تمھیں کچھ امید ہو...... صرف ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر مناسب نہیں ...... عبادت کو عادت کے طریقے پر اِس طرح ادا نہ کرو کہ وہ عادت عبادت کی جگہ لے لے ...... دنیا، آخرت اور مخلوق سے دل نہ لگاؤ...... ہاں حق تعالیٰ سے لو لگاؤ۔

حق میں باطل کی آمیزش نہ کرو، کیونکہ پارکھ (اللہ) دیکھ رہا ہے۔ وہ تمھاری کوئی چیز پرکھے بغیر نہ لے گا ...... کھوٹا مال جو تمھارے پاس ہے اُسے پھینک دو...... اُس کو کسی شمار میں نہ رکھو...... تم سے جو کچھ وہ لے گا پہلے اُسے بھٹی میں ڈال کر اُس کی میل کاٹے گا۔ لھٰذا

یہ نہ سمجھو کہ معاملہ آسان ہے۔

اکثر لوگ اخلاص کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ منافق ہیں ......اگر امتحان نہ ہوتا تو دعووں کی بھر مار ہو جاتی ......جو بردباری کا دعویٰ کرے گا ،اُس کا امتحان غصے سے ہوگا ......جو سخاوت کا دعویٰ کرے گا اُس کا امتحان طلب کے ذریعہ ہوگا......جو جس چیز کا دعویٰ کرے گا، اُس کا امتحان اُسی مخالف چیز سے ہوگا۔

جب بندہ دنیا و آخرت کو ترک کر دے گا، ماسوی اللہ کے دائرے سے باہر آ جائے گا ، اُس کا دل اللہ کے قرب و احسان اور لطف کے سائے میں پہونچ جائے گا تو وہ اُسے کھانے، پینے، پہننے اور دنیا کے ساز و سامان اکٹھا کرنے کی تکلیف نہ دے گا......اُس کا دل اِن سب باتوں سے دور ہو جائے گا۔

افسوس! تم بغیر کسی معاوضے کے کچھ لینا چاہتے ہو......ایسے تمھارے ہاتھ نہ آئے گا ...... قیمت ادا کرو اور سامان لے جاؤ......جو محنت کرے گا؛ وہ خوشی پائے گا...... دنیا کا رنج و غم اٹھاؤ تا کہ آخرت کی خوشی حاصل ہو۔

نبی ﷺ دیر تک غمگین رہتے اور ہمیشہ فکر مند ہوتے ......آپ بڑے عبادت گذار تھے، حالانکہ اللہ نے اُن کی اگلی پچھلی خطاؤں کو معاف کر دیا تھا......آپ کبھی مخلوق کے بارے میں سوچتے اور کبھی خالق کے بارے میں......آپ سوچا کرتے کہ میرے بعد امت کا کام کیسے انجام پائے گا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب گھر سے نکلا کرتے تو لگتا کہ قبر سے اُٹھ کر آ رہے ہیں۔ درد و غم کے آثار چہرے سے نمایاں ہوتے ...... ہر حال میں غم رکھنا مومن کی شان ہے، جب تک کہ اللہ سے ملاقات نہ کر لے......اللہ والے اُس وقت تک گونگے بنے رہتے ہیں جب تک کہ لوگوں سے بات چیت کرنے کی اجازت نہ مل جائے......وہ صالح مریدوں کی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو اپنی بات پیش کرتے ہیں اور اُنہیں منزلِ مراد کی رہنمائی کرتے ہیں ......اُن کی پوری گفتگو یہی ہوتی ہے......اگر اُن کے دل مخلوق کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں تو

غیرت کا ہاتھ آ کر اُنھیں روک لیتا ہے اور لگام دیتا ہے ......قُربِ الٰہی کا دروازہ اُن پر بند کردیا جاتا ہے ، یہاں تک کہ وہ معذرت اور توبہ کرتے ہیں ...... جب اُن کی توبہ پکّی ہوجاتی ہے تو وہ دروازہ کُھل جاتا ہے اور اُن کا دل تقرّب پالیتا ہے۔

اے مردہ دلو! اے دنیا اور بادشاہوں کے غلامو! اے دولتیوں کے چمچو! اے گرانی وارزانی کے پجاریو! میرے پاس تمھارا بیٹھنا کیسا؟!

افسوس! اگر آٹھ دانے گیہوں کی قیمت ایک دینار ہوجائے تو مجھے اس کی پروانہیں ...... مومن کو روزی روٹی کا غم نہیں ہوتا، کیونکہ اُس کا یقین پختہ اور رب پر بھروسہ پورا ہوتا ہے......تم اپنا شمار مومنوں میں مت رکھو......اُن سے الگ ہی رہو...... پاک ہے وہ جس نے مجھے تم لوگوں کے درمیان کھڑا کیا ہے...... جب کبھی میرا بازو دراز ہوگا، قدرت کا ہاتھ آ کر اُسے تراش دے گا...... جب کبھی علم کا بازو دراز ہوگا، حکم (شریعت) کی قینچی اُسے تراش دے گی۔ توحید کی رشد وہدایت ، صدیقوں اور ولیوں کے ملفوظات پر توجہ دلانے کی جو بات اور خیر خواہی مَیں تمھیں پیش کررہا ہوں، اُسے مان لو......اُن کی بولی گویا اللہ کی وحی ہے ......اُنھیں اِس کا حکم ہوتا ہے جو معمولی عالم کے منصب سے بالاتر ہے ......تم نِرے پاگل ہو......تم کتابوں سے چھانٹ چھانٹ کر مواد اکٹھا کررہے ہو اور پھر اُسے رَٹ کر بول رہے ہو ......اگر تمھاری ڈائری کھو جائے یا تمھاری کتابوں میں آگ لگ جائے تو پھر کیا کروگے؟ یا تمھارا چراغ بجھ جائے جس سے تم روشنی پاتے ہو؟ یا تمھارا گھڑا ٹوٹے تو اس کا پانی بہہ جائے تو تم اپنے چقماق کا لوہا، اپنی آگ ، اپنی ماچس اور اپنا چشمہ کہاں پاؤ گے؟ جو علم حاصل کرکے اُس پر عمل کرے گا اور مخلص بنے گا تو اُس کا پیالہ اور اُس کا مددگار اُس کے دل میں ہوگا......نورِ الٰہی کا ایک حصہ اُس کے دل میں آجائے گا......جس سے وہ خود بھی اور دوسرے لوگ بھی روشنی پائیں گے......اے شین قاف نکالنے والو! اے خواہشِ نفس کے قلم سے کتاب لکھنے والو! علیٰحدہ ہوجاؤ۔

افسوس! تم لوگ نوشتہ تقدیر پر جھگڑتے ہو ......توڑ پھوڑ مچاتے ہو اور ہلاک

ہو جاتے ہو جب کہ نوشتۂ تقدیر بدل نہیں سکتا......تم اپنی کوشش سے نوشتہ تقدیر اور علم ازلی کو کیسے بدل سکتے ہو؟ تم لوگ مسلمان بھی بنو اور تابع فرمان بھی......کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ﴿اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ ﴾[زخرف:٦٩]......(جو لوگ ہماری نشانیوں پر ایمان لائے اور تابع فرمان رہے۔)......

اسلام کی حقیقت ''اِسۡتِسۡلام''(تابعدار ہونا) ہے......اللہ والوں نے خود کو رب تعالیٰ کے آگے ڈال دیا......''چون و چرا'' اور ''کرومت کرو'' کی باتوں کو بھلا دیا......وہ خوف کے پاؤں پر کھڑے ہو کر طرح طرح کی نیکیاں کر رہے ہیں......اِسی لئے حق تعالیٰ نے اُن کی شان یوں بیان فرمائی ہے: ﴿وَالَّذِيۡنَ يُؤۡتُوۡنَ مَا آتوا وَ قُلُوۡبُهُمۡ وَجِلَةٌ ﴾[مومنون:٦٠]......(اور جن لوگوں نے جو کچھ دیا، وہ اِس حال میں دیتے ہیں کہ اُن کے دل لرزتے ہیں)......یعنی وہ لوگ میرے حکم کی پیروی کرتے ہیں اور میری ممانعت سے باز آتے ہیں......میری آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں اور میری عطا پر شکر......وہ اپنے آپ کو اور اپنے مال، اولاد اور آبرو کو نوشتہ تقدیر کے حوالے کر دیتے ہیں......اُن کے دل سہمے ہوئے ہیں اور مجھ سے خوفزدہ ہیں۔

دنیا اور دنیا کی رونق سے دھوکا کھانے والے! عنقریب تمھاری یہ صفائی گندگی، مالداری محتاجی اور کشادگی تنگی میں تبدیل ہو جائے گی......تم اپنے حال پر اتراؤ مت......ذکر کی مجلسوں کی پابندی کرو......شرع کے پابند پیروں کے ساتھ حسن ظن رکھو اور اُن کی باتیں بغور سنو......جب مرید پیر کی صحیح صحبت اُٹھالے گا تو پیر اُسے اپنے دل کے ہونٹوں سے معرفت کا لقمہ کھلائے گا اور معرفت کی شراب پلائے گا۔

اے مریدو! اپنے دلوں کو مخلوق سے خالی کر لو، کیونکہ کل قیامت کے دن تم ایک عجیب بات دیکھو گے......جنتیوں سے تو کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ اور اُس دن جب اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے دلوں کا جائزہ لے گا تو دیکھے گا یہ دل تو دنیا، جنت اور ماسوا سے خالی ہیں تو اُن سے کہے گا: دیر سویر میرے قُرب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

تباہی ہو! رب تعالیٰ سے جھگڑنے میں اپنے نفس کا ساتھ مت دو......سب سے بڑا دشمن تمھارا اپنا نفس ہے جو تمھارے پہلو میں رہتا ہے......اگر تم اُس کو پیٹ بھر بھر کھلاتے پلاتے رہو گے اور اُسے موٹا تازہ بناتے رہو گے تو ایک دن وہ تمھیں ہی کھا جائے گا......وہ ایک خونخوار درندہ ہے ......اُس کی لذتوں اور شہوتوں کو توڑ پھینکو......اُس کے جو ضروری حقوق ہیں اُسے ادا کردو......کھانے کا ایک لقمہ جو اُس کی بھوک مٹادے اور کپڑے کا ایک ٹکڑا جو اُس کا تن ڈھانپ لے، اُسے دے دیا کرو اور وہ بھی طاعتِ الٰہی کی شرط پر۔اُسے کہہ دو کہ: تیرا یہ حق اُس وقت میں ادا کروں گا جب تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، نماز، روزے اور جن جن نیکیوں کا میں حکم دوں اُسے بجالائے گا......اُس کے ساتھ مناظرہ کرو...... جب تم برابر ایسا کرتے رہو گے تو اُس کی شرارت دور ہوجائے گی اور خوبی رہ جائے گی......اُسے حلال روزی کھلاؤ تو وہ مطمئن ہوگا...... یوں تو تم اُسے مطمئن نہیں کرسکتے، کیونکہ نفاق اُس کی من پسند عادت ہے......وہ نماز روزے بھی کرے گا، مشقتیں بھی جھیلے گا تا کہ لوگ اُس کی ستائش کریں اور محفلوں میں اُس کا تذکرہ رہے۔جان لو! جو کامیاب شخص کو (عبرت کی نگاہ سے) نہ دیکھے گا وہ کامیاب نہ ہوگا......مومن بندے کا دل ریا اور نفاق کی نجاست سے پاک ہوگا تو اُس کی دو رکعت اُس شخص کی ہزاروں ہزار رکعت سے بہتر ہوگی جس کا دل اُس نجاست سے پاک نہیں۔

اے منافق! تمھارا سارا نفاق تمھارے نفس سے ہے......نفس کا مواد نکال باہر کرو تا کہ وہ اپنے خالق کے آگے جھکے اور اُس کی شرارت دور ہو...... نفس کو تربیت اور ہنر دینے کی ضرورت ہے تا کہ وہ ٹھیک ہوجائے اور بوجھ ڈھوئے......وہ گائے کے بچے کی طرح ہے جسے تم نے خریدا ہے، وہ ابھی چھوٹا ہے نہ تمھیں اپنے اوپر سوار کرسکتا ہے اور نہ تمھارا بوجھ ڈھوسکتا ہے......کیا تم اُس کو پالتے پوستے نہیں اور یہاں وہاں ٹہلاتے پھراتے نہیں تا کہ وہ اطمینان بخش ہوجائے، تمھارا سامان ڈھوئے اور تمھیں سوار کرکے جنگلوں اور میدانوں میں پھرائے ؟تم تو اپنے نفس پر عاشق ہو ......تم اُس کی مخالفت نہیں کرسکتے ...... وہ

تمھیں جہاں چاہے گا روزانہ لئے پھرے گا اور پھر تمہاری موت کا وقت آ جائے گا......تم عبادت سے ٹال مٹول کرتے ہو اور کہتے ہو کہ آج توبہ کرلوں گا، کل توبہ کرلوں گا، جلد ہی میں رب تعالیٰ کی عبادت کے لئے فرصت پا جاؤں گا، جلد ہی اپنے ذمے سے قرض اور مظالم کو سبکدوش کر دوں گا، جلد ہی میں ایسا کروں گا، ویسا کروں گا......تم خودفریبی کی گہری آگ میں جل رہے ہوگے، اُسی اَثنا میں موت آ جائے گی......اچانک آ کر تمھیں اُچک لے گی اور تم خود کو اُس سے چھڑا نہ سکو گے......تمھارے گناہ، تمھارے قرض اور تمھاری خطائیں تم پر بوجھ بنے رہ جائیں گے۔

افسوس! تم دینار (سونے کا سکہ) پر دینار اکٹھا کئے جا رہے ہو......جس کی کوئی حد نہیں ...... یہ سب تمھارے حق میں سانپ اور بچھو ثابت ہوں گے جو تمھیں ڈسیں گے...... دینار، دارِنار (آگ کا گھر) ہے اور درہم، دارِہم (غم کا گھر) ہے۔ دنیا سرتاپا مشغلہ ہے اور آخرت سراسر گھبراہٹ......بندے کا دو میں سے کوئی ایک ٹھکانہ ہوگا......یا تو جنت یا جہنم۔

اے نوجوان! وہ پھل مت کھاؤ جس کی شاخ کا تمھیں پتہ نہیں......حرام کھانا دل کو سیاہ کرتا ہے......جس کسی کو صبر نہیں، وہ حلال کیسے کھائے گا؟ حلال کھانے والا تو وہی ہوگا جسے نفس، خواہش اور شیطان کی لڑائی پر صبر ہوگا......لڑنے والا، صبر کرنے والا حلال کھاتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں حلال روزی دے اور حرام سے دور رکھ اور ہمیں اپنا فضل، خیر اور قُرب نصیب کر اور یہی سب کچھ ہمارے دلوں، تنہائیوں اور ہاتھ پاؤں کو دے۔ آمین!

اللہ والے آخرت کے لحاظ سے دانشمند ہیں اور دنیا کے لحاظ سے پاگل ......وہ اپنے دل کے لئے دانشمند ہیں اور نفس کے لئے پاگل ......تم اُنھیں حقیر خیال مت کرو...... اُنھیں ایذا نہ دو اور نہ اُن پر ظلم ڈھاؤ، کیونکہ اُن کا ایک (اللہ) ہے جو اُن کی مدد کرے گا......مومن کی مدد دیر سے ہوتی ہے......مرنے سے پہلے پہلے وہ ظالم سے چھٹکارا پا لیتا ہے اور اُسے مدد ملتی ہے......ظالم مرنے کے بعد، اپنا جنازہ، لوٹ کا مال اور اپنا سب کچھ دشمن کے ہاتھ لگنا دیکھتا ہے۔ اپنی بیوی کو دوسرے کی خوابگاہ میں دیکھتا ہے۔

نبی ﷺ سے مروی ہے: ''اللہ کے سوا جس کا کوئی مددگار نہیں، اُس پر جب ظلم ہوتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میری عزت وجلالت کی قسم! میں تمھاری ضرور مدد کروں گا کچھ دیر بعد ہی سہی''۔

جب تم نے حق تعالیٰ کو پالیا، اُس کی عطا کردہ چیزوں کو دیکھ لیا تو اب تمھارا کوئی دشمن بچے گا نہیں اور نہ کسی کے پاس تمھارا کوئی حق پڑا رہے گا......تم اللہ کو پا کر طلبِ حقوق سے بے نیاز ہو جاؤ گے......تمھارا دل جوہر بنے گا اور تمھاری تنہائی روشن ہوگی......جو اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرے گا، اُس کی طاعت وتوحید بجالائے گا تو وہ اُس کو اسباب کے استعمال اور اسباب کے تعلق سے بے نیاز کردے گا......اُس کو ہر حال میں بھلائی ہی بھلائی ہاتھ آئے گی۔

اے اللہ! تو ہمارے کاموں کی نگہبانی فرما۔ اُنھیں نہ ہمارے نفس کے سہارے چھوڑ اور نہ کسی اَور کے سہارے۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۱۴)

اے اللہ کے بندو! دانشمند بنو اور مرنے سے پہلے اپنے معبود کو پہچاننے کی کوشش کرو...... رات دن کی تمام ضرورتیں اُسی سے مانگو......اُس سے مانگنا عبادت ہے...... چاہے دے نہ دے ...... نہ اُس پر شک کرو نہ اُس سے جلدی چاہو اور نہ مانگنے سے اُکتاؤ......عاجزی کے پاؤں پر کھڑے ہوکر اُسی سے مانگو......اگر تمھاری مانگ پوری ہونے میں تاخیر ہوجائے تو اُس پر اعتراض مت کرو، کیونکہ وہ تم سے زیادہ تمہاری مصلحتوں کو جانتا ہے۔اس بات کو سنو! سمجھو اور اس پر عمل کرو! یہ سیدھی سادی بات ہے...... یہ تجربے کی بات ہے۔

ہائے دردو غم! تم کیسے مَرے جارہے ہو......تم نے تو ابھی اپنے رب کو نہ پہچانا؟ افسوس! تم کیسے اُس (اللہ) کے پاس جاتے ہو جسے تم پہچانتے نہیں اور نہ جس کے ساتھ تمھارا معاملہ ہے اور نہ تم اُس کے مہمان بنے ہو؟ اُس کی ضیافت کا ذکر سن کر کھانے پہنچ گئے! اُس سے معاملہ کرو تو معاملہ بندی سے نفع ہوگا......وہاں پہنچنے سے پہلے اپنی حیثیت بحال کرو......فقیروں اور مسکینوں کو اعزاز بخشو اور تھوڑے بہت روپے پیسے دے کر اُن کی مدد کرو تو تمھاری حیثیت بحال ہو......اگر ایسا کرو گے تو اللہ بھی تمھیں دنیا و آخرت میں اعزاز بخشے گا اور احسان فرمائے گا...... یہ مال جو تمھارے ہاتھ میں ہے، اِس میں تمھیں چھوٹ نہیں...... وہ تو تمھارے پاس امانت ہے...... جو تمھارے اور فقیروں کے درمیان مشترک ہے ......اُس امانت کو ہتھیا کر تنہا مالک مت بن بیٹھو۔ جب کوئی شخص ہانڈی چڑھائے تو اُس کا کھانا تنہا نہ کھاجائے، بلکہ پڑوسی اور دروازے پر مانگنے والے سائیں کو بھی کھلائے اور جو مہمان بننا چاہے اُسے بھی......دینے کی سَکَت ہو تو سوال رَد نہ کرو، کیونکہ سائل کو لوٹانا نعمتوں کے زوال کا سبب ہے...... نبی ﷺ سے مروی ہے؛ آپ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی سائل کو اپنے دروازے سے بغیر عذر کے لوٹائے گا، حفاظت کے فرشتے چالیس دنوں تک اُس کے دروازے پر نہیں آئیں گے''۔

جب سائل آتا ہے تو تمھاری عادت ہے کہ زبان سے کہہ دیتے ہو: اللہ اَور دے، اللہ مدد کرے ...... یہ کہہ کر اُسے ٹال دیتے ہو، حالانکہ تم اُسے کچھ نہ کچھ دے سکتے تھے۔ تمھیں اِس بات سے کس چیز نے بے باک کر دیا ہے کہ اللہ اُس کا رزق کشادہ کر دے اور تمھارا تنگ۔

افسوس! کیا ایسا نہیں کہ تم فقیر تھے، تمہارے پاس ایک ذرہ نہ تھا تو اللہ نے تمھیں دولتمند کر دیا...... تمھاری فقیری جاتی رہی اُس نے تمھیں اِس قدر خیر اور رزق دیا جو تمھارے اندازے سے باہر ہے...... پھر اُس نے تمھارے آسرے پر تمھارے پاس ایک فقیر کو بھیجا تاکہ اُس کی دی ہوئی چیزوں سے اس فقیر کی کچھ مدد کرو، مگر تم نے اُسے محروم لوٹا دیا اور اُس کی بے چارگی پر ترس نہ کھایا...... عنقریب وہ اپنا دیا ہوا سب کچھ تم سے واپس لے لے گا ...... تمھیں پھر سے فقیر اور بھکاری بنا دے گا ...... اور تمھاری بے صبری کی وجہ سے عوام کو تم سے بددل کر دے گا۔ اے اللہ! ہمیں موت سے پہلے بیداری دے...... موت سے پہلے توبہ و ہدایت دے...... موت سے پہلے معرفت دے...... موت سے پہلے اپنے ساتھ معاملہ بندی کا مزاج دے...... موت سے پہلے اپنی دہلیز پر آنے دے...... اور موت سے پہلے اپنے قُرب کے گھر میں داخل ہونے دے۔

اے نوجوان! اپنے ہاتھ میں توحید کی تلوار اور پرہیزگاری کی ڈھال سنبھالو...... صدق اور ارادت کے گھوڑے پر سوار ہو...... اور اپنے نفس، خواہش، طبیعت، شرک بالخلق، دنیا اور شیطان کی پیٹھ پر اپنے اخلاص کا پورا بوجھ لاد دو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھاری نصرت و امداد ہوگی۔

اللہ والوں نے اپنے نفس کو قید کیا...... تھوڑے پر اکتفا کیا تو زیادہ ہاتھ لگا...... اُنھوں نے اپنی تیار شدہ پوشاک تقدیر کی کھونٹی پر لٹکی دیکھی تو (دنیا میں) پیوند لگے کپڑے پہن کر

صبر کیا...... یہاں تک کہ دنیوی اور اُخروی زندگی میں اُن کی قسمت کا جو کچھ تھا اُنھیں مل گیا ...... جب دل حق کے سوا تمام چیزوں میں زہد اختیار کرے گا، معرفت کے جنگلوں اور علم کے میدانوں میں پھرے گا تو وہ ہر شے سے امان پانے کی منزل میں آجائے گا...... اُس پر سرکشی، شیطان کی پیروی اور رحمٰن کی مخالفت کا بھوت سوار نہ ہو پائے گا...... اے جلد بازو! ٹھہرے رہو۔ وقت سے پیشتر چیزوں کے طلب کرنے والو! ایسا مت کرو۔ کیا تم نے نبی ﷺ کا یہ قول نہ سنا: ''جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے اور سنجیدگی رحمٰن کی طرف سے''؟ ...... شیطان جلد بازی مچانے کا وسوسہ ڈالتا ہے، کیونکہ وہ (انجام کار) احوال اور رحمٰن کی سرکشی سے بے خبر ہوتا ہے۔ سنجیدگی رحمٰن کی طرف سے ہے، کیونکہ اُسے مصلحتوں کا علم ہوتا ہے۔ جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ اُس کے ساتھ اپنا ارادہ نہیں چلاتا، کیونکہ محبوب کے ارادے پر محبّ کا ارادہ نہیں چلتا...... اِس بات سے ہر وہ محبّ آشنا ہے جس نے محبت کا مزہ چکھا ہے۔ محبّ محبوب کے سامنے بے اختیار ہوتا ہے...... محبّ محبوب کے ساتھ فنا ہو جاتا ہے، جیسے غلام اپنے آقا کے روبرو...... آقا کا فرمانبردار، دانشمند غلام اپنے آقا کی مخالفت نہیں کرتا اور نہ اُس کی کسی بات کو نظر انداز کرتا ہے۔

افسوس! نہ تم محبّ ہو اور نہ محبوب...... نہ تم نے محبت کا مزہ چکھا ہے اور نہ محبوبیت کا ...... محبّ سہما سہما، بے قرار ہوتا ہے اور محبوب سکون میں۔ محبّ دشواری میں اور محبوب آرام میں...... تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنے محبوب سے غافل ہو کر سو جاتے ہو...... اللہ تعالیٰ اپنے دوسرے کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

''جھوٹا ہے وہ شخص جس نے میری محبت کا دَم بھرا اور جب رات آئی تو مجھے بھلا کر سو گیا''۔

کچھ اللہ والے وہ ہیں کہ جب نیند کا غلبہ ہوتا ہے جبھی سوتے ہیں اور وہ بھی اونگھ لیتے ہیں...... وہ اپنے سجدوں میں سوتے ہیں۔ نبی ﷺ سے مروی ارشاد ہے: ''جب بندہ اپنے سجدوں میں سوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہوا کہتا ہے: کیا تم

لوگ میرے بندے کو نہیں دیکھتے؟ اُس کی روح (دل) میرے پاس ہے اور جسم میرے سامنے میری اطاعت میں''۔

حالت نماز میں جس پر نیند کا غلبہ ہو وہ نماز ہی میں ہے، کیونکہ اُس کی نیت نماز میں ہے......نیند کا غلبہ تو بے اختیار آیا ہے......حق تعالیٰ ظاہر کو نہیں دیکھتا وہ تو نیت اور مقصود کو دیکھتا ہے۔

عارف جب آخرت کے معاملات میں زُہد اختیار کرتا ہے تو اُسے کہتا ہے: دور ہو جا مجھ سے! کیونکہ میں آستانۂ الٰہی کا طالب ہوں۔تو اور دنیا میرے نزدیک یکساں ہے۔ دنیا مجھے تجھ سے روک رہی تھی اور تو مجھے رب تعالیٰ سے روک رہی ہے۔ جو بھی مجھے حق تعالیٰ سے دور کرے گا اُس کی میری نظر میں کوئی وقعت نہیں۔

اس بات کو سنو! کیونکہ یہ علم الٰہی کا مغز (یعنی اُس کے علم کے بالکل مطابق) اور ارادۂ الٰہی کا خلاصہ ہے، جس پر وہ مخلوق کا عمل چاہتا ہے اور اُسے مخلوق کے دل میں ڈالتا ہے۔ اے دنیا و آخرت کے بندو! تم اللہ تعالیٰ اور دنیا و آخرت سے جاہل ہو......تم سراسر دیوار ہو......دنیا تمھارا بُت ہے......آخرت تمھارا بُت ہے......شہوت ولذت تمھارے بُت ہیں......مدح وستائش اور مخلوق میں مقبولیت تمھارے بُت ہیں......ماسوی اللہ جو کچھ ہے وہ بُت ہے لوگ جس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔

افسوس! قیامت تم سے قریب ہے......یہ تو جوار بھاٹا ہے......یہ معلوم وقت تک سونے اور جاگنے کی طرح ہے......یہ (نیکوں کو) منہ دکھانے والی اور (بروں) کو پیٹھ دکھانے والی ہے......﴿اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ﴾[ہود:۸۱]......(کیا صبح قیامت قریب نہیں؟)......قیامت کا دن پرہیز گاروں کا دن ہے......پرہیز گاروں کی مدد اور خوشی کا دن ہے......پرہیز گار وہ لوگ ہیں جو اپنی خلوت وجلوت محتاجی اور تنگ حالی اور پسند، ناپسند میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں......وہ بندگان الٰہی اور مردانِ خدا ہیں......وہ مرد ہیں، بہادر ہیں، سردار ہیں اور رئیس ہیں، اُن کے پاس ایمان کی جڑ اور اُس کی بنیاد ہے، وہ ظاہر و باطن میں

شرک ونفاق سے ڈرتے ہیں، دنیااور مخلوق سے بیزار رہتے ہیں، وہ نفس کی حاجتوں کوناپسند کرتے ہیں ......تم قُربِ الٰہی کا درجہ تب پاؤ گے جب ماسوا کو چھوڑ دو گے......تم اللہ کے پاس کی چیز کیسے حاصل کرو گے؟ تم تو دنیا سے محبت کرتے ہو اور اُسے پانے کی راہ نکالتے ہو ......اگر تم اس سے کچھ خرچ بھی کرتے ہو تو سب سے ردّی چیز......اگلے بزرگوں میں ایک بزرگ کے سامنے عمدہ کھانا چُنا گیا تو اُنھوں نے اپنے غلام سے کہا: یہ کھانا فقیر کو لے جا کر دے دو۔ افسوس! تمھیں شرم نہیں آتی ......اگر تم زکوٰۃ نکالتے ہو تو اپنا سب سے خراب سونا دیتے ہو......اچھا چھوڑ کر مال کا ردی حصہ زکوٰۃ میں ادا کرتے ہو...... جواہرات چھوڑ کر چاندی دیتے ہو...... اگر دینا ر برابر کوئی چیز تمھارے پاس ہے تو اُس کی آدھی قیمت ادا کرتے ہو! فقیروں کا جو حق تمھارے پاس ہے اُس میں کمی لاتے ہو......اگر تمھارے سامنے کھانا آئے تو گھٹیا کھانا صدقہ کرتے ہو اور اچھا کھانا خود کھا جاتے ہو......تم اپنے نفس کے پجاری ہو جس کی مخالفت تم سے ممکن نہیں......تم خواہش ، شیطان اور اپنے برے ساتھیوں کے تابع ہو۔

کچھ پرہیزگار اپنے خاندان اور اپنے اہل وعیال کو خیر باد کہنے والے ہوتے ہیں جو ہزاروں ہزار میں ایک ہوتے ہیں۔ تم بے کار مت تھکو......اللہ تعالیٰ تم سے صاف ستھری چیز ہی قبول فرمائے گا ......اُس کے دستر خوان پر صرف پاک آدمی بیٹھے گا...... اُس کے دستر خوان پر وہی گوشت لایا جائے گا جسے کسی پرہیزگار نے اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا ہو...... وہ مردہ جانوروں کو قبول نہیں کرتا......خلق اور دنیا کا طلبگار کیچڑ میں لت پت مردار کی طرح ہے......خلق کو اور اسباب کو شریک ٹھہرانا نجس ہے......ہمارا رب تعالیٰ اسی چیز کو قبول فرماتا ہے جس سے اُس کی رضا مطلوب ہو......وہ تمام شرکا سے بے نیاز ہے......دانشمند بنو اور لایعنی گفتگو نہ کرو......وہی کرو جس کا تمھیں حکم ہے......اپنا وقت ضائع نہ کرو...... رب تعالیٰ سے ڈرو اور اُس کی بارگاہ میں توبہ کرو...... جو اُس سے ڈرے گا اُسے وہ محفوظ رکھے گا...... جسے وہ محفوظ رکھے گا اُسے ترقی دے گا......اُسے قربِ الٰہی تک ترقی دے گا......اُسے دائمی

عیش تک ترقی دے گا...... اُسے پستی سے نکال کر بلندی تک پہنچائے گا......ستاروں سے آگے ساتویں آسمان تک لے جائے گا ......عنقریب تم لوگ قیامت میں دیکھ لوگے...... دیکھو گے کہ کیسے اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دیتا ہے اور اُنھیں اپنے اُس دسترخوان پر بٹھائے گا جس پر صاف ستھرے نورانی چہرے والے لوگ ہیں، جبکہ اَور لوگ گرمی اور پسینے میں شرابور ہوں گے...... وہ لوگ اُس دسترخوان پر بیٹھیں گے جو مخلوق اور اُس کے احوال سے بےغم ہونگے...... اُنھیں جنت میں پہنچایا جائے گا اور اِنھیں جہنم میں...... وہ بیٹھے ہوں گے اور سامنے ان کے جنتی گھر ہوں گے......حور و غلماں اُنھیں چوری چھپے دیکھ رہے ہوں گے...... وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ سب کچھ دیکھ لیں گے......مرتے وقت ہر مومن کی آنکھ سے پردہ ہٹایا جاتا ہے...... جنت میں اُس کے لئے جو کچھ ہے اُسے وہ دیکھ لیتا ہے......حور و غلماں اُسے اشارے سے بلاتے ہیں......اُسے جنت کی خوشبو ملتی ہے ...... چنانچہ موت اور سکرات کا عالم اُس کے لئے خوشگوار ہوتا ہے ......حق تعالیٰ اُس کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہے جو اُس نے فرعون کی بیوی آسیہ علیہ السلام کے ساتھ کیا......فرعون نے اُسے طرح طرح کا عذاب دیا پھر (سولی پر چڑھا کر) اُن کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی کیلیں ٹھونک دیں، اُس وقت اُن کی نگاہ سے پردے اٹھا لئے گئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے تو اُنھوں نے جنت اور جنت میں جو کچھ تھا اُسے دیکھا...... فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جنت میں ایک گھر بنا رہے ہیں ...... جیسا کہ اُنھوں نے گذارش کی تھی: ﴿رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ﴾[تحریم:۱۱] ......(اے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا!)......اُن سے کہا گیا کہ یہ گھر تمھارے لئے ہے تو یہ سن کر وہ ہنس پڑیں ...... اِس پر فرعون نے کہا: کیا میں نے نہ کہا تھا کہ یہ پگلی ہے۔ ذرا دیکھو! تو اِس عذاب میں وہ کیسا ہنس رہی ہے۔ یہی مومنوں کی شان ہے...... وہ موت کے وقت دیکھ لیتے ہیں کہ کیا چیز اُن کے لئے اللہ کے پاس رکھی ہے اور کچھ مومن بندے ایسے بھی ہیں جنھیں موت سے پہلے ہی اُس کا علم ہو جاتا ہے...... وہ خدا کے ''مقرّب، مُفْرَد، مُراد'' بندے ہیں۔ اگر کوئی

جنت حاصل کرنے کے لئے عمل کررہا ہے تو وہ اُسے اپنا عمل نہ شمار کرے ......اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے عمل کرو......نماز، روزہ یا کسی بھی کارِ خیر سے اخلاص کو ختم مت کرو۔ شریعت کے اس ظاہری حکم کو مضبوطی سے پکڑلو، کیونکہ اس پر عمل کرکے تم علم (باطنی) کی وادی کی سیر کروگے......ایمان وایقان کے پاؤں سے آستانۂ الٰہی کی طرف بڑھو......تب تم وہ چیز دیکھوگے جسے نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی شخص کے دل میں جس کا خیال گذرا۔

اے دلو، سنو! اے ادیبو، سنو! اے دانشمندو، سنو! حق تعالیٰ نے بچوں کو خطاب نہیں فرمایا ہے......اُس کا خطاب تو عاقلوں اور بالغوں سے ہے......اُس نے نفس کو مخاطب نہیں بنایا ہے......اُس کے مخاطب تو مومن کے دل ہیں......اُس کا کلام اور اُس کا خطاب سنو! مشرکین اُس کا خطاب سننے سے بہرے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں غفلت کی نیند سے بیدار کردے! تو ہمیں ہر دَم اپنے سائے میں رکھ! ہمارے خیر وشر پر پردہ ڈال دے! ہمارے معاملے کو اور نہ تعریف ورسوائی کو دوسرے کے ہاتھ میں دے! نہ تعریف کے وقت ایسی تعریف ہو کہ ہم تعجب کرنے لگیں اور رسوائی کے وقت ایسی رسوائی کہ ہم بے عزت ہوجائیں! نہ یہ ہو اور نہ وہ ہو! آمین۔

اکثر لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ اگر وہ کسی کا عیب پالیتے ہیں تو اُسے پھیلانے لگتے ہیں اور خوبی دیکھتے ہیں تو اُسے چھپالے جاتے ہیں......ایسا نہ کرو......تم لوگوں کے وکیل نہیں ہو ......لوگوں کو اللہ کے پردے میں رہنے دو......لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے چھوڑ دو......اُن کا حساب رب تعالیٰ کے ذمے ہے......اگر تمھیں اللہ کی معرفت ہوگی تو تم مخلوق پر رحم کروگے اور اُن کی پردہ پوشی......اگر تم اُس سے معاملہ بندی کروگے تو غیر سے معاملہ کرنے کو ناپسند کروگے......اگر تم اُس کے دروازے کو پہچان لوگے تو غیر کے در سے پھر جاؤگے......اگر تم اُس کی نعمتیں دیکھ لوگے، اُس کا شکر بجالاؤگے اور غیر کی شکرگذاری بھول جاؤگے...... اُس سے مانگو غیر سے مت مانگو......اُس کو یکتا مانو تو تم بھی یکتا ہوجاؤگے......جس نے

یکتا مانا، وہ یکتا ہوا...... جس نے طلب میں کوشش کی، وہ پا گیا...... جو اسلام لایا؛ تابعدار ہوا، محفوظ ہوا...... جس نے موافقت کی، اُسے توفیق ملی اور جو تقدیر سے جھگڑا، وہ ہلاک ہوا۔

فرعون نے جب تقدیر سے جھگڑا کیا اور علمِ الٰہی کو بدل دینے کا ارادہ بنایا تو اللہ نے اُسے ہلاک کر دیا اور دریا میں ڈبو دیا...... موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو تخت کا وارث بنایا...... جب موسیٰ کی والدہ نے اُن ذبح کرنے والوں سے خوف محسوس کیا جنھیں فرعون نے ہر نومولود بچے کو ذبح کرنے کے لئے لگایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو الہام کیا کہ موسیٰ کو دریا میں ڈال دیں۔ اِس سے اُن کے دل میں ڈر پیدا ہوا تو کہا گیا: ﴿لَا تَخَافِی وَلَا تَحْزَنِی اِنَّا رَادُّوہُ اِلَیْکَ وَجَاعِلُوہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾[قصص: ۷]...... (نہ ڈر اور نہ غم کھا! ہم تو اُس کو تیرے پاس واپس لانے والے ہیں اور اُس کو رسول بنانے والے ہیں)...... یعنی خوف مت کھا! تیرے دل کو مطمئن رہنا چاہئے اور تیری تنہائی کو سکون ملنا چاہئے، بچے کے ڈوبنے اور ہلاک ہونے کا خوف مت کر! جلد ہی ہم اُسے تیرے پاس واپس لائیں گے اور تیری محتاجی کو دور کر کے اُس کے ذریعہ مالا مال کر دیں گے۔ تب اُنھوں نے ایک صندوق کا استعمال کیا اور بچے کو اُسی میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ تو وہ صندوق تیرتا ہوا فرعون کے گھر کی طرف جا نکلا، جب اور آگے بڑھا تو فرعون کی لونڈیاں اور اس کی بیٹی اُدھر متوجہ ہوئیں، صندوق کھول کر دیکھا تو اُس میں ایک بچہ پایا، سبھوں نے اُسے پسند کیا، سب کے دل میں اُس کا پیار جاگ اٹھا، اُسے خوشبو میں بسایا، اُس کے کپڑے اور قمیص کو بدلا۔ فرعون کی لونڈیوں اور اُس کی بیٹی کی نظروں میں سب سے پیارا وہی بچہ تھا۔ فرعون کی قوم کا جو شخص بھی دیکھتا، اُسے پیار کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَاَلْقَیْتُ عَلَیْہِ مَحَبَّۃً مِّنِّی﴾[طٰہٰ: ۹۳] ...... (اور میں نے اُس پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی) کا یہی معنی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ موسیٰ کی آنکھ ایسی تھی کہ جو بھی ایک نظر اُنھیں دیکھتا، شیدا ہو جاتا۔ پھر اللہ نے بچے کو ماں کے پاس (دایہ بنا کر) لوٹا دیا، فرعون کے گھر میں (نومولود بچے کی) مخالفت کے باوجود اُس کی پرورش کرائی اور وہ اُسے ہلاک نہ کر سکا۔

جسے رب تعالیٰ نے اپنے لئے چُن لیا ہو وہ کیسے ذبح ہوگا اور کیسے ہلاک ہوگا؟ اور کیونکر پانی اُسے ڈبوئے گا؟ جب کہ وہ اُسے محفوظ رکھنے اور اُس سے کلام کرنے والا ہے...... حق تعالیٰ جسے محبوب بنائے کون اُس سے بغض رکھے گا؟ اور وہ جس کی مدد کرے کون اُسے رسوا کر سکے گا؟ وہ جسے بے نیاز کرے کون اُسے محتاج بنائے گا؟ جسے وہ بلند کرے کون اُسے گرا سکے گا؟ جسے وہ حاکم مقرر کرے کون اُسے معزول کرے گا؟ جسے وہ قریب رکھے کون اُسے دور کرے گا؟

اے اللہ! ہمارے لئے اپنے قرب کا دروازہ کھول دے اور ہمیں اُس قُرب کا اہل بنا دے! ہمیں طاعت بجالانے والے ''مُفرَدِین'' بندوں میں اور اپنے لشکر میں شامل کرلے! ہمیں اپنے فضل کے نئے دسترخوان پر بٹھا! ہمیں اپنے اُنس کی شراب پلا!

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۱۵)

اے اللہ کے بندو! ظلم سے پرہیز کرو، کیونکہ وہ روزِ قیامت کی ظُلمت ہے...... ظلم سے دل اور چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے...... مظلوم کی دعا سے ڈرو...... مظلوم کی آہ سے بچو...... مظلوم کے دل کی سوزش سے حذر کرو...... مومن تب مرتا ہے جب وہ ظالم سے چھٹکارا پالیتا ہے اور ظالم کی موت، اُس کے گھر کی بربادی، اُس کی اولاد کی یتیمی، اُس کے مال کی لوٹ اور اُس کی چودھراہٹ پر دوسرے کا قبضہ دیکھ لیتا ہے...... مومن جب صاحبِ دل بنتا ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی کا محکوم نہیں رہ جاتا، بلکہ اُسی کا حکم مانا جاتا ہے...... وہ رسوا نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے لوگ رسوا ہوجاتے ہیں...... اُس کی مخالفت نہیں کی جاتی، بلکہ اُس کے لئے مخالفت مول لی جاتی ہے...... اُس کی بیوی دوسرے کے نکاح میں نہیں جاتی...... نہ وہ ذلیل ہوتا ہے نہ ظالم کے ہاتھ لگتا ہے...... وہ لوگ ''آحادافراد'' ہیں۔ اگر اُن کے کچھ گناہ رہ جاتے ہیں تو وہ آفتوں اور مصیبتوں سے دُھل جاتے ہیں...... آخرت میں اُن کو اتنے درجے اِسی سبب سے حاصل ہوتے ہیں۔

حکیم (اللہ) کے احکام کو ماننے کے ساتھ ساتھ رضا بالقضا تمھیں ضروری ہے...... پسند، ناپسند، سختی اور نرمی کی تمام حالتوں میں نیک اعمال کی پابندی ضروری ہے...... بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ: ''جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے راضی نہیں تو اُس کی اِس بیوقوفی کا کوئی علاج نہیں...... جو فیصلہ کیا جاچکا ہے وہ ہوکر رہے گا، چاہے بندہ ناراض ہو یا راضی۔

تباہی ہو! قضا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ناراض ہونے والے! بیکار کی بکواس مت کرو...... قضا کو نہ تو کوئی لوٹانے والا لوٹا سکتا ہے اور نہ کوئی پھیرنے والا اُسے پھیر سکتا ہے...... مان لینے میں راحت ہے...... یہ رات ہے اور وہ دن، کیا اِن دونوں کو پھیرنا ممکن ہے؟ جب رات ہوگی تو آکر رہے گی چاہے تم پسند کرو یا ناپسند...... یوں ہی دن کا معاملہ ہے...... یہ دونوں مرضی کے خلاف آئیں گے...... ایسے ہی قضا وقدر ہے، چاہے تمھارے حق میں ہو

یا تمھارے خلاف...... جب محتاجی کی رات آئے تو سر جھکا لو اور بے نیازی کے دن کی آرزو چھوڑ دو...... جب بیماری کی رات آئے تو مان لو، عافیت کے دن کے پیچھے مت پڑو...... جب ناپسندیدگی کی رات آئے تو مان لو، اپنی پسند کے دن کی تلاش میں مت پڑو...... بیماری، خرابی، محتاجی اور ناامیدی کی رات کا آرام بھرے دل سے استقبال کرو......قضاوقدر کو ذرا بھی پھیرنے کی کوشش مت کرو ورنہ ہلاک ہو گے......ایمان رخصت ہو گا اور دل پراگندہ ......اور تمھاری تنہائی مر جائے گی ......اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض کلام میں ارشاد فرمایا: ''میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، جو میری قضا کا تابعدار ہو گا، میری بلا پر صبر کرے گا، میری نعمتوں کا شکر بجالائے گا تو میں اُسے اپنے پاس ''صدیق'' قرار دوں گا اور اُس کا حشر صدیقوں کے ساتھ کروں گا اور جو میری قضا کا تابعدار نہ ہو گا، میری بلا پر صبر نہ کرے گا اور میری نعمتوں پر شکر نہ بجالائے گا تو اُسے چاہیئے کہ میرے سوا اپنا کوئی دوسرا رب تلاش کر لے''۔یعنی اگر تم قضا پر راضی نہیں، بلا پر صابر نہیں، نعمتوں پر شکر گذار نہیں تو تمھارا کوئی رب نہیں ......کسی دوسرے کو اپنا رب بنا لو اور دوسرا کوئی رب نہیں......اگر چاہو تو قضا سے راضی ہو جاؤ اور اچھی بری، تلخ و شیریں تقدیر پر ایمان لے آؤ......تمھارا درست کام ڈر کے مارے غلط نہ ہو جائے گا اور تمھاری غلطی کوشش اور طلب سے درست نہ ہو جائے گی۔ جب تمھارا ایمان پختہ ہو جائے تو ولایت کے در کی طرف قدم بڑھاؤ ......تب اُس وقت تم مردانِ خدا میں شمار ہو گے جو خدا کی بندگی میں پکّے ہو چکے ہیں......ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہر حال میں رب تعالیٰ کی موافقت کرے گا ...... اوامر و نواہی پر عمل کرتے ہوئے بغیر کسی چون و چرا کے وہ پورے طور پر اللہ کے موافق ہو گا......لامحالہ خدا کے ساتھ اُس کی صحبت رہے گی......وہ ایک سینے کے مانند ہو گا جس کی کوئی پیٹھ نہیں ......وہ سراپا قرب ہو گا جس میں کبھی کوئی دوری نہیں......وہ مجسّم پاکیزگی ہو گا جس کے اندر گدلاپن نہیں......وہ سراسر خیر ہو گا جس میں کوئی شر نہیں۔

اے نوجوان! تم نے اپنا اسلام مضبوط نہیں کیا ہے تو مومن کیسے بنو گے؟ تم نے اپنا ایمان پختہ نہیں کیا ہے تو مُوقِن (یقین کرنے والا) کیسے بنو گے؟ تم نے اپنا یقین ٹھوس نہیں کیا ہے تو

عارف، ولی، اَبدال کیسے بنو گے؟ تم نے معرفت، ولایت اور بدلیت کا علم پختہ نہیں کیا ہے تو کیسے خودفراموش محبّ، خدا کے ساتھ موجود رہنے والے بنو گے؟ تم خود کو کیسے مسلمان کا نام دو گے جبکہ کتاب وسنت نے تم پر ایک حکم نافذ کیا تو تم نے اُس کے حکم پر عمل نہ کیا اور نہ کتاب وسنت کی پیروی کی؟ جو خدا کو ڈھونڈے گا، اُسے پالے گا...... جو اُس کے لئے کوشش کرے گا، اُس کی طرف راہ پائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں ارشاد فرمایا:
﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[عنکبوت:٦٩]
(جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم اُنھیں ضرور اپنے راستوں کی رہنمائی کریں گے۔ بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔)...... نہ وہ ظالم ہے اور نہ ہی ظلم کو پسند کرتا ہے...... وہ بندوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا...... وہ تو کچھ لئے بغیر دیتا ہے تو کچھ لے کر کتنا دے گا؟ کیا ہی خوب یہ ارشاد ہے: ﴿هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانِ﴾[رحمٰن:٦٠]...... (نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے)...... جو دنیا میں اچھا عمل کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا...... تمھارے گناہ، تمھاری جہالت، تمھارے دین کی بربادی اور تمھاری محرومی ہی تمھیں اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اُس کی توحید سے روکتی ہے...... جلد ہی تمھیں شرمندگی اٹھانی پڑے گی...... قرآن کی آیتوں کو گوشِ دل سے سنو...... ہر دروازہ چھوڑ کر اُس کی طرف بھاگو...... سارے دروازے چھوڑ دو...... رب تعالیٰ کے در پر جم کر بیٹھ جاؤ وہ مصیبت دور کرنے والا ہے...... وہی بے قراروں کی پکار کا جواب دیتا ہے...... اس کے ساتھ صبر کرو گے تو خیر پاؤ گے...... جب وہ تمھاری پکار کا جواب دے تو اُس کا شکر بجالاؤ ...... جواب میں تاخیر ہو تو اُس کے ساتھ صبر کرو...... وقت پر صبر کرنا بہادری ہے...... اے دُکھ درد دور کرنے والے! ہمارے دُکھ درد کو دور کر، کیونکہ تو بے قراروں کی پکار کا جواب دینے والا ہے...... تو ہماری قضا پر قادر ہے...... تو ہمارے عیب اور گناہ سے آگاہ ہے...... تو اُنھیں مٹانے اور بخشنے پر قادر ہے...... ہمیں دوسرے کے کاندھے پر مت ڈال...... ہمیں دوسرے کے بھروسے مت چھوڑ...... ہمیں غیر کے در پر نہ پہنچا...... ہمیں غیر کے پاس نہ پھرا! آمین!
......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس:(۱۶)

اے لوگو! رب تعالیٰ کی عبادت میں دیر تک لگے رہو، کیونکہ اُس نے اپنی بارگاہ میں خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑے رہنے والوں کو سراہا ہے...... نبی علیہ وسلم صلی اللہ سے مروی ہے: ''جب بھی بندہ اپنے رب تعالیٰ کے حضور نماز میں دیر تک قیام کرے گا...... اُس کے گناہ اس طرح جھڑیں گے جیسے تیز ہوا کے موسم میں درخت سے سوکھے پتے جھڑتے ہیں''۔ جب کبھی بندہ طاعتِ الٰہی میں سچا ٹھہرے، اُس کے گناہ اُس کے ظاہر و باطن اور اُس کے سراپا سے جھڑ جائیں گے...... اُس کا دل روشن ہوگا اور اُس کی تنہائی پاکیزہ ہوگی۔

اے نوجوان! صحیح رہو تاکہ فصیح بنو۔ تم اپنی خلوت میں صحیح رہو گے تو اپنی جلوت میں فصیح بنو گے...... اگر تم دنیا میں صحیح رہو گے تو آخرت میں رب تعالیٰ کے حضور کلام کرنے کے لئے فصیح بنو گے ...... اُس کے حکم واجازت سے تم جس کی چاہو گے شفاعت کرو گے اور تمھاری شفاعت قبول کی جائے گی...... تمھیں اِعزاز دینے اور تمھارے مرتبہ کے اظہار کے لئے تمھاری بات مانی جائے گی...... تم اپنے اور اپنے رب کے درمیان صحیح رہو گے تو مخلوق کی تعلیم کے سلسلے میں فصیح بنو گے...... تم اُن کے لئے مؤدِّب استاذ ہو جاؤ گے۔

افسوس! تم اِس مقام پر فائز ہو...... لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہو، پھر اُن کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو...... اور ہنسی کے چٹکلے سناتے ہو...... لامحالہ نہ تم کامیاب ہو گے اور نہ وہ کامیاب ہوں گے...... واعظ مؤدِّب استاذ ہوتا ہے...... سامعین بچوں کے مانند ہیں...... بچہ سختی، رُعب اور تُرش روئی سے ہی سیکھتا ہے...... اُن میں جو آحاد افراد ہوتے ہیں وہ اُس کے بغیر ہی اللہ کی عطا سے سیکھ جاتے ہیں۔

اے لوگو! دنیا فانی ہے...... دنیا قید وبند، رنج وغم اور رب تعالیٰ سے حجاب ہے...... اُسے اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو نہ سر کی آنکھوں سے...... دل کی آنکھ مقصود کو دیکھتی ہے اور سر کی آنکھ صورت کو...... مومن سراپا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے...... اس میں مخلوق کے لئے

ایک ذرہ نہیں ......وہ اپنے ظاہر و باطن کے ذریعہ اُس کے ساتھ ہے......وہ حرکت کرتا ہے تو اُسی کے لئے اور ٹھہرتا ہے تو اُسی کے لئے ......اُس کی حرکت اُسی کے ذریعہ ہے اور اُس کا ٹھہرنا اُسی کے ذریعہ، چنانچہ وہ اُسی سے ،اُس کی طرف اور اُسی میں ہے ......مومن کی روزی اُس کے دروازے تک چل کر آتی ہے اور وہ سویا ہوا رہتا ہے ...... وہ آ کر اُس کی خدمت میں رُکی رہتی ہے اور تم لوگوں نے روزی کے پیچھے بھاگنا اور اُس کا لالچ کرنا اپنا مشغلہ بنالیا ہے ......تم موت اور اُس کے بعد کے واقعات کو فراموش کر چکے ہو......تم نے حق تعالیٰ اور اُس کی تغییر و تبدیل کی قدرت کو بُھلا دیا ہے......تم نے اُسے پسِ پشت ڈال رکھا ہے......تم اُس سے منہ پھیر کر؛ دنیا، مخلوق اور اسباب کے ساتھ لگے ہوئے ہو...... اکثر لوگ دینار و درہم کی پوجا کرتے ہیں اور خالق و رازق کی عبادت کو چھوڑ بیٹھے ہیں ...... یہ ساری بھیانک آفتیں تمھارے نفس کی طرف سے ہیں ،لھٰذا تم پر ضروری ہے کہ اُنھیں مجاہدات کی جیل میں بند کرو اور اُس کے مواد کو کاٹ پھینکو، یہاں تک کہ اُس کی خواہش روٹی کے ایک ٹکڑے اور ایک گھونٹ پانی سے پوری ہو جائے ......اُس کی لذت و شہوت بس اتنی ہی ہو......اگر تم اُسے قسم قسم کی لذتوں سے موٹا تازہ بناؤ گے تو وہ تمھیں ہی کھا جائے گا......وہ ویسا ہو جائے گا جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے : اگر تم کتے کو موٹا تازہ کرو گے تو وہ تمھیں کاٹ کھائے گا......اُس سے کس خیر کی امید کی جاسکتی ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے حق میں ارشاد فرمادیا ہے:﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ﴾ [یوسف:۱۲/۵۳]......(بے شک نفس برائی کا بہت زیادہ حکم دینے والا ہے، مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے)......

اے لوگو! نصیحت مانو اور اللہ کو یاد کرو ......عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں......اللہ والے، عقل والے ہیں ......اُنھوں نے دنیا کے معاملے کو اپنی عقل سے سمجھا تو اُس سے کنارہ کش ہو گئے پھر آخرت کے معاملے کو اپنی عقل سے سمجھا تو اُس طرف چل پڑے یہاں تک کہ آخرت کے پھلدار درخت اُن کے لئے اُگ آئے اور آخرت کی نہریں

اُن کے لئے جاری ہوگئیں اور وہ سوتے جاگتے وہیں جمے رہے......پھر حق تعالیٰ کی محبت اُن کے پاس آئی تو وہ آخرت کو چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے نکل پڑے...... اپنے دلوں کو مضبوط کیا اور آستانۂ الٰہی کی طرف متوجہ ہوگئے، چنانچہ وہ اُن لوگوں میں شامل ہوگئے جو اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں جنھیں غیر سے مطلب نہیں......اِن اللہ والوں سے برکت حاصل کرو......اُن کے پاس جاؤ، اُن کی خدمت کرو......اُنھیں اپنے بارے میں واقفیت دو......اُن کی صحبت میں رہ کر مؤدَّب بنو......اے اللہ! ہمیں ہر حال میں اپنے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ حسن ادب رکھنے کی توفیق عطا کر۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۱۷)

اے دنیا کے بندے! اے مخلوق کے بندے! اے قمیص وعمامہ، روپے پیسے اور تعریف و مذمّت کے بندے! تمھیں ہلاکت ہو۔

افسوس! تم سراسر دنیا کے لئے ہو...... تم سراپا رب تعالیٰ کے علاوہ کے لئے ہو...... تمھاری جلوت وخلوت میں اُس کا حصہ کہاں ہے؟ جبکہ اُس نے تمھیں صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے...... جس کے پاس بھی عقل وشعور اور کچھ پانے کا جذبہ ہے وہ اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور اپنے سارے اہم کاموں میں اُسی کی طرف رجوع لائے گا ...... اور جسے کچھ عقل ہی نہیں، وہ ایسا کرے گا بھی نہیں ...... اُس کا دل تو مخلوق کی وجہ سے بگڑا ہوا ہے...... اُسے دنیا کی محبت ہے ...... بہت سارے لوگ اسلام کا زبانی دعویٰ کرتے ہیں اور کافروں کی بولی بولتے ہیں کہ: ﴿اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ﴾ [جاثیہ:۲۴] ...... (ہماری تو بس دنیاوی زندگی ہے اور ہم مرتے جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ) ...... یہ بات کافروں نے کہی تھی ...... تم میں سے بہت سارے لوگ ایسا کہتے ہیں مگر اُسے چھپاتے ہیں...... یہ بات اُن کے کردار سے جھلکتی ہے ...... میرے نزدیک نہ اُن کی کوئی قدر ہے اور نہ مکھی کے پر برابر کوئی وزن تو خدا کی بارگاہ میں اُن کی خاک حیثیت ہوگی...... نہ اُنھیں عقل ہے اور نہ تمیز کہ اپنا نفع نقصان سمجھ سکیں۔

اے اللہ کے بندے! موت اور موت کے بعد آنے والے واقعات کو یاد کرو...... حق تعالیٰ کو یاد کرو اور یہ بھی یاد کرو کہ خلقت وربوبیت اور عظمت کے سارے کام اسی کے سپرد ہیں ...... جب اہل وعیال سے علیٰحدہ ہو اور لوگ سو جائیں تو اُس کے بارے میں سوچو...... جب دل اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح ہو جاتا ہے تو وہ اُس دل کو خرید وفروخت اور اسباب اکٹھا کرنے کے لئے نہیں چھوڑتا...... وہ اُسے ممتاز کر لیتا ہے اور نجات دلاتا ہے ...... اگر وہ دَھم سے گرتا ہے تو فوراً اُسے اٹھاتا ہے...... اُسے اپنی چوکھٹ پر بٹھاتا ہے اور

اُسے اپنے لطف کے سمندر میں سلاتا ہے۔

اے رب تعالیٰ سے رُخ پھیرنے والے! اگر غبار چھٹا تو جلد ہی دیکھ لوگے...... عنقریب تم اپنے گھر کی ویرانی دیکھ لوگے...... اگر تم نہ لوٹے، توجہ نہ دی اور آگاہ نہ ہوئے تو پھر حق تعالیٰ کی گرفت دیکھنا۔

افسوس! تمھارے اسلام کی قمیص پھٹی ہوئی ہے اور تمھارے ایمان کی قمیص ناپاک ہے ...... تمھارا ایمان برہنہ ہے...... دل جاہل ہے اور تنہائی میلی ...... تمھارے اسلام کا سینہ کشادہ نہیں ...... تمھارا باطن ویران اور ظاہر آباد ہے...... تمھارے اوراق مسوّدہ کی شکل میں ہیں ......تم جس دنیا سے محبت کرتے ہو، وہ کوچ کرنے والی ہے...... قبر اور آخرت آنے والی ہے ......تم اپنے معاملے اور اپنی منزل سے عنقریب آگاہ ہو جاؤ گے...... ہوسکتا ہے کہ تم آج ہی یا ابھی مرجاؤ...... تمھارے اور تمھاری امیدوں کے درمیان دیوار کھڑی ہو جائے...... جسے اپنی کمائی کی خبر ہے، اُسے خرچ کرنے میں آسانی ہوگی...... سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب کے سوا کسی کے پاس نہ ٹھہرے گا...... جب ایک شخص نے پوچھا کہ: میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے ذریعہ: ﴿وَمَافِيْهِ مَا تَشْتَهِيْهُ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ﴾[زخرف:۷۱] ......(اور جنت میں وہ چیز ہے، مَن جسے چاہے گا اور آنکھیں جس سے لطف اندوز ہوں گی) ...... جنت اور جنت کی نعمتوں کے بارے میں سُن رکھا ہے تو اُس جنت کی کیا قیمت ہے؟ تو ہم نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾[توبہ:۱۱۱] ......(اللہ نے مومنوں کی جانوں اور اُن کے مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے) ...... جان و مال اللہ کے حوالے کردو تو جنت تمھاری ہو جائے گی ...... دوسرے نے پوچھا: میں تو اُن لوگوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں جو رضائے الٰہی کے طلبگار ہیں...... میرا دل قرب کی دہلیز تک پہنچ چکا ہے...... میں اُس میں مُحبّین کو آتے جاتے دیکھتا ہوں جو شاہی جوڑے پہنے ہوتے ہیں تو اندر جانے کی کیا قیمت ہے؟ ہم نے کہا: تم اپنے کو سرتاپا خرچ کرو...... اپنی لذتوں اور شہوتوں کو چھوڑ و اور اُس (خدا) میں خود کو گم

کر دو...... جنت اور جنت کے عیش و آرام کا خیال دل سے نکالو...... نفس، خواہش اور طبیعت کو بُھلا دو ...... پھر اندر جاؤ ، وہاں وہ دیکھو گے جو نہ آنکھوں نے دیکھا ہوگا نہ کانوں نے سنا ہوگا اور نہ کسی کے دل میں جس کا خیال گذرا ہوگا۔

اے نوجوان! اللہ کا نام لو پھر لوگوں کو بھول جاؤ...... کہو: جس نے مجھے پیدا کیا ہے، وہی میری رہنمائی کرے گا۔ اے دنیا کے زاہدو! اگر تمھارا دل دنیا سے نکل کر آخرت طلب کر رہا ہے تو کہو: جس نے مجھے پیدا کیا ہے، وہی میری رہنمائی کرے گا...... اور تم اے حق تعالیٰ کا ارادہ کرنے ، اُس میں دلچسپی لینے اور ماسوا سے بیزار رہنے والے! اگر تمھارا دل جنت کے دروازے سے نکل کر اپنے مولیٰ کا طلبگار ہے تو کہو: جس نے مجھے پیدا کیا ہے، وہی میری رہنمائی کرے گا ...... منحوس ہمراہیوں سے اُس کی رہنمائی کی پناہ مانگو۔ اے لوگو! میری آواز پر لبیک کہو، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا داعی ہوں ...... دلوں کے سہارے اپنے خالق کی طرف پلٹو...... کچھ ہی دن میں تم لوگ مُردَہ ہو جاؤ گے...... اپنے لئے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاؤ...... اُس کے روبرو اپنا عذر بیان کرو...... اُس سے ڈرتے رہو! آگاہ رہنا کہ وہ تم سے باخبر ہے...... تمھارا نگہبان، تم سے قریب اور تم پر گواہ ہے۔ اے لوگو! تم میری پکار کا جواب دو، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا داعی ہوں۔ اپنے دلوں کے ساتھ خالق کی طرف لوٹو! کچھ ہی دیر بعد دیکھو گے کہ تم لوگ مردے ہو...... اُس کی طرف توبہ کا دروازہ کھلواؤ اور اُس کی بارگاہ میں عذرخواہی کرو ...... اُس کا دھیان رکھو...... جان لو کہ وہ تم سے باخبر، تمھارا نگراں، تم سے قریب اور تم پر گواہ ہے۔ کیا تم نے اُس کا قول نہ سنا؟: ﴿مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوىٰ ثَلَاثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كَانُوْا﴾ [مجادلہ:۷] ...... (تین لوگوں کی سرگوشیوں میں وہی چوتھا ہوتا ہے اور پانچ کی سرگوشیوں میں وہی چھٹا اور اس سے کم اور زیادہ میں بھی وہی اُن کے ساتھ ہے چاہے وہ جہاں کہیں ہوں) ......

اُس کے ذکر کا کھانا کھاؤ...... اُس کے اُنس کی شراب پیو...... اُس کے قرب کی

مدد چاہو۔اے مردہ دل !اے ٹیلے پر چڑھنے والے !ڈوبنے سے پہلے اُتر آؤ! ہلاک ہونے سے پہلے اٹھ جاؤ......اے بھاٹا (سمندر کا پانی اترنا) پر بیٹھنے والے ! جوار (سمندر کا پانی چڑھنا) آنے سے پہلے بھاگ لو، اٹھ کھڑے ہو......کہیں تمھارے نیچے پانی نہ آ جائے......شرک کی زمین چھوڑ کر توحید کی سرزمین پر آ جاؤ! اے رب! ہمیں ایسے راستے پر رکھنا جو تجھے ہم سے راضی رکھے! رہنمائی کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا! ہمیں حق سے ملول خاطر نہ بنانا! ہمیں کتاب وسنت کی پیروی اور اُن پر عمل کرنے کے دائرے سے باہر نہ رکھنا! ہمیں انبیاء ومرسلین اور شہداء وصالحین کی رَوِش سے نہ ہٹانا! ہماری روحوں کو اُن کی روحوں کے ساتھ رکھنا! آخرت سے پہلے دنیا میں ہمیں اپنے قرب کے دروازے کے پاس پہنچانا!

اگر روزِ قیامت جنت میں نہ جانے کی کوئی راہ محبین کے پاس ہوگی تو وہ اُس میں نہ جائیں گے، کیونکہ وہ کہیں گے کہ ہم تکوین (جنت) کو لے کر کیا کریں گے؟ ہم تو مکوّن (اللہ) کو چاہتے ہیں......ہم جنت کا کیا کریں گے؟ ہم تو خالق کو چاہتے ہیں......ہم کاریگری کو لے کر کیا کریں گے؟ ہم تو کاریگر کو چاہتے ہیں......ہم حادث کو لے کر کیا کریں گے؟ ہم تو قدیم کو چاہتے ہیں...... جب دُنیا اور ساری مخلوق صحیح طریقے پر چھٹ جائے گی تو قُرب بھی صحیح ہوگا۔تباہی ہو! میں حق تعالیٰ کی دہلیز پر بچپن سے اب تک کھڑا ہوا ہوں......اور تم نے اب تک اُسے دیکھا بھی نہیں ......تمھارے دل نے نہ دَر دیکھا نہ دَر والا......تم پورب میں ہو اور میں جدھر اشارہ کر رہا ہوں وہ پچھّم میں ہے......میں جو تربیت اور تہذیب دے رہا ہوں ......اُسے سمجھو! مجھے عقل لگانے کی ضرورت پیش نہیں آئی......میں تو خاصانِ خدا کے ساتھ پہلے ہی سے اُس کے در پر تھا......کہو کہ امیر نے سچ کہا ورنہ وہ تمھاری گردن مار دے گا......اے یوسف کے پیمانے! جو تیرے اندر ہے اُسے باہر کر اور جو تیرے پیچھے ہے اُسے بتا۔

اے نوجوان! دل اور سچ کی روشنی میں بات کرو ورنہ گونگے رہو......اپنے خزانے ،اپنی پونجی اور اپنے گھر سے خرچ کرو ورنہ چوری کر کے خرچ مت کرو......لوگوں کو اپنی پلیٹ

سے کھلاؤ اور اپنے چشمے سے پلاؤ...... عارف مومن اُس چشمے سے پیتا ہوتا ہے جس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا...... وہ چشمہ جسے اُس نے مجاہدوں اور سچ کی کُدال سے کھودا۔

اے نوجوان! دنیا کمانے سے نہ جنت ملے گی اور نہ جنت کا قرب...... بندہ دنیا کو چاہتے ہوئے اُس سے قریب ہوتا ہے پھر جب اُس کے عیب ظاہر ہوجاتے ہیں تو وہ اُس سے کنارہ کشی (زہد) اختیار کرتا ہے اور اپنے ضروری اخراجات پر قناعت کرتا ہے جسے وہ شریعت، تقویٰ اور پرہیزگاری کے ہاتھ سے، زہد اور دل کے ہاتھ میں لیتا ہے نہ کہ نفس، خواہش اور شیطان کے ہاتھ میں...... جب وہ اس معیار پر پورا اترتا ہے تو جنت پاتا ہے، کیونکہ اُس کا زُہد فی الدنیا جنت اور اس کی کنجی کی قیمت ہے...... جب اُس کا دل وہاں پہنچتا ہے، اُس کے قدم وہاں ٹھہرتے ہیں، اُس کی تنہائی وہاں رکتی ہے اور اُس کے معاملات آسان ہوجاتے ہیں تو اُسی اَثنا میں وہ مردانِ خدا کو دیکھتا ہے کہ جو خدا کی طرف چلے جارہے ہوتے ہیں...... اُن سے وہ پوچھتا ہے: کہاں جارہے ہو؟ وہ کہتے ہیں: بادشاہ (اللہ) کے دروازے پر۔ پھر تو وہ لوگ اُسے اشتیاق دلاتے ہیں، اُسے آگاہ کرتے ہیں اور اُسے جنت اور جنت کے عیش و عشرت سے لاتعلق بناتے ہیں اور اُسے کہتے ہیں: ہم اُن لوگوں کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ﴾ [کہف: ۲۸]...... (وہ لوگ اُس کی رضا چاہتے ہیں)...... تو جنت اپنی کشادگی کے باوجود اُس پر تنگ ہوتی ہے ...... وہ اُس سے رہائی چاہتا ہے اور اُسے پکارتا ہے کہ مجھے آستانۂ الٰہی کا بہتر راستہ دکھا! تاکہ میں یہاں سے نکلوں...... میں اُس پرندے کی طرح ہوچکا ہوں جو پنجرے میں بند ہو ...... میرا دل تیری قید میں آچکا ہے، کیونکہ دنیا مومن کی جیل ہے اور تو عارف کی جیل ہے ...... تو وہ دَندناتا ہوا وہاں سے بھاگے گا اور لپک کر اُن لوگوں سے جاملے گا جو آگے جاچکے تھے ...... یہ سالکوں کی رَوِش ہے...... مجذوبوں کا معاملہ یہ ہے کہ قربِ الٰہی کی بجلی پہلے ہی قدم پر بغیر کسی واسطہ کے اُنھیں تیزی سے اُچک لیتی ہے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو تو اپنی طرف کھینچ لے۔

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۱۸)

اللہ والوں کے اعمال خیر پہاڑ کے مانند ہیں پھر بھی وہ اُنھیں کوئی اہمیت نہیں دیتے ...... وہ تواضع کرتے ہیں اور خود کو حقیر سمجھتے ہیں ...... عاجزی وانکساری کے پاؤں پر کھڑے ہوکر عقلمندی کا ثبوت دو! خاکساری و پرہیز کے قدم پر جمے رہو ...... نیز ڈرتے رہو کہ ایمان زائل نہ ہو جائے ...... شفاف تنہائی، پراگندہ اور سینہ، تنگ نہ ہو جائے ...... اگر تم اِن چیزوں کے پابند بنو گے تو منجانب اللہ اَمن حاصل ہوگا، تمہارے دل اور تنہائی پر مہر لگا دے گا اور تمھاری خلوت کی دیواروں پر نقش ہو جائے گا ...... وہ اُس خلوت کے لئے اور تمھارے اعضا کے لئے اشارے، زبان، تسبیح اور ذکر ہو جائے گا ...... تمھارا دل عجائبات سنے گا اور تمھاری زبان پر اُس کے بارے میں ایک لفظ نہ آئے گا ...... تمھارا ظاہر اور یہ مخلوق اُس کا ایک لفظ بھی نہ سُن سکیں گے ...... وہ ایک ایسی چیز ہوگا جو تم پر زیادتی نہ کرے گی ...... وہ ایک ایسی نعمت بنے گا جسے تم پہچانو گے اور مَن ہی مَن اُس کا چرچا کرو گے ......﴿وَاَمَّابِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾[ضحیٰ:۱۱] ...... (اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو) ...... اے ولی! اِس چھپی ہوئی نعمت کا چرچا کرو ...... تم اور تمھارا نفس اور تم اے بیٹے! اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو اور اُس اعزاز کا بھی جو تمھاری جلوت میں ہے، کیونکہ ولی کے لئے چھپانا شرط ہے اور نبی کے لئے ظاہر کرنا شرط ہے ...... ولی کے معاملے (کرامات) کو ظاہر کرنا خدا کے سپرد ہے ...... اگر ولی خود اپنا معاملہ ظاہر کرے گا تو آزمائش میں پڑے گا اور اُس کا حال سلب کر لیا جائے گا ...... اگر وہ اپنی مرضی کے بغیر صرف اللہ کے کرنے سے اپنا معاملہ ظاہر کرے گا تو اُس پر کوئی مواخذہ اور کوئی عتاب نہیں، کیونکہ دراصل کرنے والا اللہ ہی ہے، وہ نہیں۔ مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ: میں دیکھتا ہوں کہ ہر ولی اپنا معاملہ چھپاتا ہے مگر آپ ظاہر کرتے ہیں؟ میں نے اُسے جواب دیا: تباہی ہو! ہم تو کچھ ظاہر نہیں کرتے ...... یہ جو ظاہر ہوتا ہے وہ غلبہ حال کی وجہ سے ہے جس میں اپنا کوئی دخل نہیں ...... جب کبھی میرا حوض بھر جاتا ہے تو میں

اُس کا پانی کم کر دیتا ہوں، مگر جب سیلاب آتا ہے تو اُس حوض پر غالب آجاتا ہے (اُسے لبالب بھر دیتا ہے۔) وہ حوض بے اختیار اِردگرد بہنے لگتا ہے تو اب میں کیا کروں؟ افسوس! (اے معترض!) تم نذر و نیاز وصول کرنے کے لئے گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہو...... خانقاہ میں چپکا بیٹھنے سے کیا ہونے والا ہے جبکہ تمھارا دل مخلوق کی محبت سے سرشار ہو؟! تم جنگلوں اور بیابانوں کی راہ لو! وہاں قربِ الٰہی کا خزانہ ملے گا، پھر مخلوق کے درمیان اٹھنا بیٹھنا کرو......تب تم لوگوں کے مسیحا بنو گے...... جو میری بات مانے، میرے لفظوں کی چاشنی پائے اور اپنی خلوت وجلوت میں اُس پر عمل کرے، ایسے پر اللہ رحم فرمائے!

اے لوگو! مجاہدہ کرو، کوشش کرو، مایوس مت ہو......راہ سے راہ نکلتی ہے......کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟: ﴿لَعَلَّ اللّٰهُ يُحدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْراً﴾ [طلاق:۱] ......(امید کہ اس کے بعد اللہ کوئی نیا معاملہ پیدا فرمائے!)......اللہ تعالیٰ سے خوف بھی رکھو اور امید بھی......کیا تم نے اُس کا یہ ارشاد نہ سنا؟: ﴿وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ [آل عمران: ۲۸]......(اللہ خود تم کو اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔)......تم جتنا ڈرو گے اور چوکنا رہو گے اتنا ہی امان پاؤ گے......اپنے رب پر بھروسہ کرو اور ڈرتے رہو......کیا تم نے اُس کا یہ ارشاد نہ سنا: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَحَسْبُهٗ﴾ [طلاق:۳]......(اور جو اللہ پر بھروسہ کرے وہ اُسے کافی ہے)......اے اللہ! تو ہمیں مخلوق سے بے نیاز کر دے۔تو ہمیں اُن لوگوں سے بے نیاز کر دے جنھوں نے لوگوں کا مال ہڑپ کر اپنے پیروں تلے داب رکھا ہے اور اُن کے سامنے سینہ پُھلا رہے ہیں، وہ اپنے غرور کے نشے میں دُھت ہیں ......فقیر لوگ اُن سے مانگ رہے ہیں اور مدد کی کہہ رہے ہیں، مگر وہ لوگ بہرے بنے بیٹھے ہیں۔اے اللہ! ہمیں اُن لوگوں میں شامل کر لے جو اپنی ضرورت تیرے سامنے پیش کرتے ہیں اور اپنے اہم کاموں میں تجھ سے فریاد کرتے ہیں۔سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: جاہل کون ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا: وہ جو اللہ تعالیٰ کو اتنا نہیں پہچانتا کہ اپنی ضرورت اُس سے مانگے۔اُس کی کہاوت اُس آدمی کی ہے جو بادشاہ کے گھر میں ڈیوٹی کرتا ہے، بادشاہ نے

اُسے اپنا ایک کام لگایا تو وہ کام چھوڑ کر بادشاہ کے کسی پڑوسی کے دروازے پر چلا گیا اور اُس سے کھانے کو ایک لقمہ مانگنے لگا۔ کیا ایسا نہیں کہ جب بادشاہ کو معلوم ہوگا اُس سے ناراضگی کا اظہار کرے گا اور اپنے گھر آنے سے روک دے گا؟

اے مردہ دلو! سنو میں تو تمھیں اُس آدمی کی صفت دِکھا رہا ہوں۔ اپنے رب کو پہچانے بغیر کیسے مرے جا رہے ہو؟! اے اللہ! تو ہمیں اپنی معرفت، اخلاص عمل اور ترک ِریا کی توفیق دے۔ اے اللہ! ہمیں علمِ ظاہر اور علمِ باطن عطا فرما۔ ہمیں صبر دِلا اور ہمیں خوش کر۔ تلخ آزمائش کو جو تجھے پہلے ہی سے معلوم ہے، ہمارے لئے شیریں کردے۔ ہمارے دلوں کے غم کو ماردے تاکہ تیری مبہم قدرت ہمیں اَلم نہ ہو، تاکہ تیری صحبت ہمارے لئے دائمی ہوجائے۔ آمین!

اے نوجوان! جو تمھارے لئے ہے وہ نہ ہاتھ سے جائے گا اور نہ کوئی دوسرا اسے کھائے گا اور جو دوسرے کے لئے ہے وہ تمھارے لالچ اور رغبت سے مل نہ جائے گا...... ''تمھارا وہ کل جو گذر گیا اور یہ آج جس میں تم ہو اور وہ کل جو آئے گا''...... گذرا ہوا کل تمھارے لئے ایک نصیحت ہے اور یہ آج تمھارا حال ہے جس میں تم ہو اور آنے والا کل تمھاری موت ہے...... یا تو تم کل رہوگے یا نہ رہوگے، کیونکہ تمھیں نہیں پتہ کہ کل تمھاری کیا نوبت ہوگی؟ جلد ہی تم میری باتیں یاد کر کے شرمندہ ہوگے۔

افسوس! میرے پاس اپنی حاضری کو دانے دودانے فائدے کے لئے بیچ دے رہے ہو (تم میرے پاس تجارت میں مصروف ہونے کی وجہ سے نہیں آتے) میں کیا کہہ رہا ہوں اور کس چیز کے بارے میں بتارہا ہوں، تمھیں اُس کا پتہ نہیں؟! اِسی چیز نے تمھیں مجھ سے دور کردیا ہے...... تم اُس کی اصل وفرع سے ناواقف ہو...... تم اُس کی نہر، اُس کے پہاڑ اور اس کے چشمے سے ناآشنا ہو...... اگر تم جان اور پہچان لیتے تو مجھ سے علیٰحدہ نہ ہوتے ...... ایک وقت ایسا آئے گا جب تم میری نصیحت یاد کروگے...... مرنے کے بعد جلد ہی میری گفتگو کا نتیجہ تمھارے سامنے آجائے گا...... ﴿فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اُفَوِّضُ

اَمۡرِیۡ اِلَی اللّٰہِ ﴾[غافر:۴۴] ......(میں تم سے جو کہہ رہا ہوں جلد ہی اُسے یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں)......کہو:''**لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ**''۔

مومن کی پسندیدہ چیز عبادت ہے......اُس کی پسندیدہ چیز نماز میں قیام کرنا ہے...... وہ گھر بیٹھا ہوتا ہے مگر دل مؤذن کی طرف لگا رہتا ہے جو حق تعالیٰ کا داعی ہے...... جب وہ اذان سنتا ہے تو اُس کا دل خوشی سے بھر جاتا ہے......وہ چھوٹی بڑی مسجدوں کی طرف بھاگنے لگتا ہے......وہ سائل کی آمد پر خوش ہوتا ہے......اگر اُس کے پاس کچھ ہوتا ہے تو اُسے دے دیتا ہے، کیونکہ اُس نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہوا ہے:''سائل بندے کی طرف اللہ کا تحفہ ہے''۔وہ کیسے نہ خوش ہوگا جبکہ رب تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ فقیر کے ہاتھ میں اُس سے اپنا قرض واپس مانگتا ہے...... نبی ﷺ سے مروی ارشاد ہے:''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے مومن بندوں سے فرمائے گا کہ تم نے اپنی آخرت کو اپنی دنیا پر فوقیت دی اور میری عبادت کو اپنی شہوتوں پر۔میری عزت وجلالت کی قسم! میں نے جنت تمہی لوگوں کے لئے بنائی ہے''۔اُس کا یہ فرمان تو اِن مومن بندوں کے لئے ہوگا،لیکن اپنے محبین کے لئے اُس کا فرمان ہوگا:تم نے مجھے اپنی دنیا وآخرت سب پر فوقیت دی یعنی تم نے اپنے دل کو مخلوق سے علیٰحدہ کیا اور اپنی تنہائی سے اُنہیں دور رکھا۔یہ لو! میری رضا،میرا قرب اور میرا اُنس تمھارے لئے ہے۔تم لوگ حقیقت میں میرے بندے ہو''۔

کچھ اولیا ایسے بھی ہیں جو نیند میں جنت کا کھانا پینا کرتے ہیں اور جنت کے سارے مناظر کو دیکھتے ہیں اور کچھ وہ بھی ہیں جو کھانے پینے سے دور،مخلوق سے کنارہ کش اور روپوش ہوتے ہیں......وہ زمین میں الیاس وخضر کی طرح بے موت زندگی گزارتے ہیں (۱)......اللہ تعالیٰ کے بہت سارے ایسے ولی ہیں جو زمین میں روپوش ہوکر رہتے ہیں...... وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور لوگ اُنہیں نہیں دیکھ پاتے......اولیا تو اُن میں بہت ہیں......آحاد، افراد،مفرد اور سارے اولیا،اُن خواص کے پاس آکر اُن کا تقرّب حاصل کرتے ہیں...... یہ

---

(۱) لمبی زندگی پاتے ہیں۔

وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے زمین سرسبز وشاداب ہوتی ہے......آسمان بارش برساتا ہے اور مخلوق سے بلا دور رہتی ہے۔

فرشتوں کا کھانا پینا اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح وتہلیل ہے......اولیا میں آحاد افراد کی غذا بھی وہی (تسبیح وتہلیل) ہے۔اے صحتمند، فارغ البال! تمھارا زیادہ نقصان کاہے میں ہے؟ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ:''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ بہت سارے لوگ اُن میں دھوکا کھاتے ہیں۔ایک صحت دوسرے فارغ البالی۔

اس سے پہلے کہ بیماری آکر تمھاری صحت کو برباد کرے اور کوئی مشغلہ تمھاری فرصت کے اوقات کو ختم کرے، اپنی صحت وفراغت کو طاعت الٰہی میں لگا دو......اپنی دولت کو محتاجی سے پہلے غنیمت جانو، کیونکہ دولت ہمیشہ نہیں رہتی۔فقرا کی عزت کرو اور اُنھیں اُس چیز میں شریک رکھا کرو جو تمھارے ہاتھ میں ہے، کیونکہ جو کچھ تم اُنہیں دو گے اپنے رب کے پاس واپس پاؤ گے اور آخرت میں تمھیں اُس سے نفع ہوگا۔

افسوس! زندگی کو موت سے پہلے غنیمت شمار کرو......موت سے نصیحت حاصل کرو ...... نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:''واعظ ہونے کے لئے موت ہی کافی ہے''۔موت ہر نئے کو پرانا کرتی ہے، ہر دور کو قریب کرتی ہے اور ہر صاف کو پراگندہ کرتی ہے......موت سے کسی کی رہائی نہیں......ہوسکتا ہے کہ وہ ابھی آجائے یا آج کسی وقت......فیصلہ تمھارے ہاتھ میں نہیں، کسی اور کے ہاتھ میں ہے......تم جس حال میں ہو سب منگنی کا ہے......تمھاری جوانی، تمھاری صحت، تمھاری فارغ البالی، تمھاری دولت اور تمھاری زندگی جو کچھ تمھارے پاس ہے، منگنی کا ہے...... تمھیں اُس کام کا فکرمند ہونا چاہئے جو سب سے اہم ہے۔تباہی ہو! تم دوسرے کو صبر کا حکم کرتے ہو جبکہ تم خود ہی بے صبرے ہو۔

کیسے تم نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا حکم کرتے ہو جبکہ تم ناشکرے ہو......تم دوسرے کو رضا بالقضا کا حکم دیتے ہو جبکہ خود غصے سے لال پیلے ہوجاتے ہو......تم دوسرے کو دنیا سے بے پروا ہونے کا حکم دیتے ہو جبکہ تمھیں اُس سے رغبت ہے......تم دوسرے کو آخرت کی

رغبت دلاتے ہو جبکہ تم اُس سے بے پرواہو......تم دوسرے کوتوکل علی اللہ کی تلقین کرتے ہو جبکہ تم دوسرے کے بھروسے ہو......تم حق تعالیٰ اور فرشتوں کو ناپسند ہو اور صدیقین وصالحین کے دلوں کو ناپسند ہو......کیا تم نے کسی شاعر کا یہ شعر نہ سنا:

لَاتَنْہِ عَنْ خَلْقٍ وَّتَأْتِیْ مِثْلَہٗ عَارٌ عَلَیْکَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِیْمٌ

لوگوں کو ایسی بات سے مت روکو جسے تم خود کر رہے ہو۔

اگر تم ایسا کر رہے ہو تو یہ تمھارے لئے بڑے شرم کی بات ہے۔

تم سراسر افترا ہو......تم سراپا نفاق ہو......لامحالہ اللہ کے نزدیک مکھی کے پر برابر تمھارا وزن نہ ہوگا......تم منافقوں کے ساتھ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں رہو گے......میری بات پر جم جانا ایمان کی نشانی ہے اور راہِ فرار اختیار کرنا نفاق کی۔

اے اللہ! ہماری توبہ قبول کر اور ہمیں دنیا وآخرت میں رسوا نہ کر۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۱۹)

اے لوگو! قیل وقال، دنیا کمانا اور اُس کے لئے جھگڑنا چھوڑ دو۔تمھارے ہاتھ میں جو کچھ ہے، اگر اُس میں سے فقیروں اور مسکینوں کا حق ادا نہ کیا اور بقیہ کو اللہ کی طاعت و عبادت میں صرف نہ کیا تو اُس پر تم سزا پاؤ گے۔

افسوس! تم ان دولتوں کے وکیل ہو۔کیا اپنے فقیر پڑوسیوں سے حیا نہیں جو بھوکوں مر رہے ہیں اور تم اُن سے منھ پھیرے ہوئے ہو۔کیا تم نے اپنے رب کا یہ ارشاد نہ سنا؟: ﴿وَ اَنۡفِقُوا مِمَّا جَعَلَکُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡهِ﴾ [حدید:۷]......(اور اُس میں سے خرچ کرو جس میں تمھیں جانشین مقرر کر دیا)......اللہ نے تو یہ بتایا کہ تم اُس دولت کے امین ہو جبکہ تم اُس کے مالک بن بیٹھے اور دکھاوے کے لئے کچھ خرچ بھی کیا......اُس نے تمھیں سب خرچ کر دینے کا حکم نہیں دیا ہے، بلکہ فقیروں کا ایک حق معیّن ہے ...... جیسے: زکوٰۃ، کفارے اور نذریں۔فقیروں کے حقوق ادا کرو، پھر گھر والوں اور رشتہ داروں کے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مزید امداد مومنوں کا اخلاقی فریضہ ہے......جس نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیا، وہ فائدے میں رہا: سب سے بڑھ کر سچ بولنے والے نے اپنی محکم کتاب میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ﴾ [سبا:۳۹]......(اور تم جو کچھ خرچ کرو گے، وہ اُسے بچا کر رکھے گا)......

اے نوجوان! جو کچھ تمھارے ہاتھ میں (مال و دولت) ہے۔اُس سے اپنے دل کو لے کر برہنہ نکل آؤ۔تم سب سے کنارہ کشی کر لو تا کہ سب کا بدلہ دیا جائے۔افسوس! مخلوق نہ تمھیں نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان۔جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں میں (نفع، نقصان کا خیال) نہ ڈال دے...... یہ دل تو اُس کے ہاتھ میں ہیں، وہ جیسے چاہتا ہے اُنھیں پھیرتا ہے......کبھی دوسرے کے بس میں کر دیتا ہے اور کبھی دوسرے پر قابو دیتا ہے۔کیا تم نے سنا کہ اُس کا کیا ارشاد ہے؟: ﴿مَا یَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِکَ

لَهَا ﴾[فاطر:۲]......(اللہ جن لوگوں کے لئے جو کچھ رحمت کھول دے، اُسے روکنے والا کوئی نہیں۔)......

اے نوجوان! جب مصیبت آئے تو اُس کا ایمان، صبر اور تسلیم کے ذریعے استقبال کرو......اُس پر اور اُس کے ساتھ صبر کرو یہاں تک کہ مصیبت کے دن کٹ جائیں اور دُکھ کی گھڑیاں گذر جائیں۔ اے مُرید! مصیبت کے تیر کی وجہ سے اپنے مُراد کے دروازے سے بھاگو مت......ڈٹے رہو تو اپنی مُراد پاؤ گے...... جب مُرید کسی آزمائش میں پڑ جائے تو اُسے ایک پیر کی ضرورت درپیش ہوتی ہے جو اُس آزمائش میں اُس کا علاج کرتا ہے۔ وہ صبر و شکر کے مشروبات کی دَوا اُسے پلاتا ہے۔ اُسے ایک چیز کے استعمال کی کہتا ہے اور دوسری چیز سے پرہیز کراتا ہے...... وہ نفس سے منہ پھیرنے اور اُس کی کوئی بات نہ ماننے کا مشورہ دیتا ہے......اگر مُرید اپنے پیر کی صحبت میں سچا ہوتا ہے تو اللہ اُسے دیر سویر نفع بخشتا ہے۔ اے میٹھے اور کھارے پانی کے درمیان روک ڈالنے والے! تو ہمارے اور تقدیر سے جھگڑنے اور غصہ کرنے کے درمیان حائل ہو جا! تو ہمارے اور گناہوں کے درمیان اپنی رحمت کی دیوار کھڑی کر دے!

اے نوجوان! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے شیطان کے ساتھی اور اُس کے جانشین کو اپنے آپ سے مطمئن کر دیا ہے۔ تم اُس سے دوستی گانٹھے ہو اور وہ تمھارے دین و تقویٰ کا گوشت کھائے جا رہا ہے اور تمھاری اصل پونجی برباد کر رہا ہے۔ تمھیں کیا خبر! افسوس! تم اُسے دفع کرو اور دائمی ذکر کر کے اُسے اپنے پاس سے نکال باہر کرو۔ تم پر دائمی ذکر ضروری ہے، کیونکہ وہ شیطان کو ہلاک کرے گا اور اُس کے غول کو گھٹائے گا! کبھی حق تعالیٰ کا ذکر زبان سے کرو اور کبھی دل سے......کھانے پینے میں خوشگوار تبدیلی لاؤ......ہر حال میں پرہیز گاری ملحوظ رکھو اور شیطان کو شکست دینے کے لئے ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ'' کے وظیفے سے مدد لو......اِسی سے وہ مغلوب ہوگا

......اُس کی شان وشوکت ٹوٹے گی اور اُس کے لشکر کو شکست ہو گی۔ ابلیس کا تخت سمندر پر بچھتا ہے......وہ اپنے لشکر کو زمین پر اُتارتا ہے۔ اُس کے نزدیک وہ شیطان سب سے زیادہ قابل احترام ہوتا ہے جو ابن آدم کو سب سے زیادہ فتنے میں ڈالے ہوتا ہے۔ عارف کے حق میں ''ادب'' ایک فریضہ ہے جیسے عام آدمی کے لئے توبہ......وہ کیسے نہ ادب ملحوظ رکھنے والا ہو گا؟ وہ تو مخلوق میں سب سے زیادہ خالق سے قریب ہے......جاہل شخص بادشاہوں سے میل جول رکھے گا تو اُس کی جہالت اُسے اپنے قتل سے قریب کرتی رہے گی......ہر وہ شخص جس کے پاس اَدب نہیں وہ خالق ومخلوق کا ناپسندیدہ ہے......ہر وہ وقت جس میں ادب نہیں، ناپسندیدگی ہے......اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ادب ضروری ہے۔

اے نوجوان! اگر تم مجھے پہچان لو تو میرے سامنے سے نہ ہٹو......میں جدھر توجہ کروں تم اُدھر آ جاؤ! تم میرے سامنے سے ہٹ ہی نہ سکتے، چاہے میں تم سے خدمت لوں یا یوں ہی چھوڑ رکھوں......میں تم سے لوں یا تمھیں دوں......میں تمھیں محتاج رکھوں یا بے نیاز کروں......میں تمھیں تھکاؤں یا آرام دوں......اِن سب کی اصل، حسنِ ظن اور نیک نیتی ہے......تم اُن دونوں کو کھو چکے ہو تو کیسے میری صحبت سے کامیاب ہو گے اور میری گفتگو سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ اے اللہ! اِس گفتگو کی سماعت کو اُن کے خلاف حجت نہ بنا، بلکہ اُن کے حق میں حجت بنا۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۲۰)

جو نیک عمل کرے گا، اُس کا عمل نور بن کر اُس کے آگے دوڑے گا اور وہ نور اُس کی سواری ہوگی۔ اُس کے دل کے اعمال چہرے سے ظاہر ہوں گے...... اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا...... وہ گویا ایک فرشتہ ہو جائے گا جس کا دل اللہ تعالیٰ کا اعزاز دیکھ کر خوش ہو رہا ہے...... اُس کا عمل بشارت دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اُس کے لئے کیا تیار رکھا ہے؟

عمل صالح کو ایک روپ دے دیا جائے گا جو کہہ رہا ہوگا: میں تیری گریہ وزاری ہوں...... میں تیرا صبر ہوں...... میں تیرا تقویٰ ہوں...... میں تیرا ایمان ہوں...... میں تیرا شوقِ الٰہی ہوں...... میں تیرا یقین ہوں...... میں تیری نماز ہوں...... میں تیرا علم ہوں...... میں تیرا حسنِ عمل ہوں اور میں تیرا بارگاہِ الٰہی کا ادب ہوں...... تو اُس کا بوجھ اُتر جائے گا...... گھبراہٹ جاتی رہے گی اور ڈر اطمینان میں اور سختی نرمی میں تبدیل ہو جائے گی۔

البتہ جس نے نیک عمل نہ کیا اور سخت مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول لی تو اُس کے گناہوں کے بوجھ اُس کی پیٹھ پر ہوں گے...... اُس کے اندر بھوک، پیاس اور خوف ہوگا...... آگے آگے رسوائی ہوگی اور فرشتے اُسے پیچھے سے ہانکتے ہوں گے اور وہ سُرین کے بل گھسٹ رہا ہوگا۔ وہ خود اپنے آپ کو کھینچتا ہوگا یہاں تک کہ میدان قیامت آئے گا، پھر اُس کی جانچ پڑتال ہوگی اور سختی سے تفصیلی حساب لیا جائے گا، سخت سے سخت حساب ہوگا پھر اُسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ وہیں عذاب جھیلے گا۔ اگر وہ موحِّد ہوگا، اعمال کے مطابق سزا ہوگی اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اُسے جہنم سے نکالے گا اور اگر وہ کافر ہوگا تو ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے کافر ساتھیوں کے ساتھ جہنم میں رہے گا۔

اے نوجوان! اگر تم توبہ اور فکر صحیح کی پابندی کرو گے تو تم دنیا چھوڑ کر آخرت کے کام سے لگ جاؤ گے...... مخلوق کو چھوڑ کر خالق کے کام سے لگ جاؤ گے...... برائی چھوڑ کر

بھلائی کروگے۔ اے تفکّر وتوبہ کے چھوڑنے والے! تم گھاٹے میں ہواور تمھیں خبرنہیں! تم گھاٹے میں ہو، نفع نہیں اٹھارہے ...... تمھاری کہاوت اُس آدمی کی سی ہے جو خرید و فروخت کرتا ہے، مگر اپنے خرچ کا حساب نہیں رکھتا اور کھرے کھرے سکّے نہیں دیتا تو کچھ ہی دن بعد دیکھوگے کہ اُس کی اصل پونجی ختم ہوچکی ہے اور اُس کے پاس خراب چاندی جیسی چیز رہ گئی ہے۔

تباہی ہو! تمھاری اصل پونجی: تمھاری عمر جا چکی ہے اور تمھیں خبر نہیں ...... تمھاری ساری کمائی ردّی ہے جبکہ تمھارے علاوہ دوسرے مومنوں کی ساری کمائی جوہر ہے ...... عنقریب مومن اپنا کیا پائے گا اور تمھاری دَھر پکڑ ہوگی ...... تمھارا ایک ذرہ بھی قبول نہ ہوگا ...... ہاں! حق تعالیٰ تو اخلاص کو قبول کرتا ہے اور تمھارے پاس اخلاص نہیں ...... کیا تم نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا کہ؟: ''اس سے پہلے کہ تمھاری جانچ پڑتال ہو، تم خود اپنے نفس کی جانچ پڑتال کرلو، اُسے تول لو، اِس سے پہلے کہ تمھیں تولا جائے اور بڑی پیشی کے لئے فِٹ فاٹ رہو''۔

جس کسی کو اللہ تعالیٰ اپنا عارف، اپنا ولی، اپنا محبّ اور اپنا مُراد بنانا چاہتا ہے، اُس کے ساتھ اُس کی خلوت وجلوت میں ایک فرشتہ لگا دیتا ہے جو اُس کے دل کی تربیت کرتا ہے جیسا کہ نبی کی تربیت ہوتی ہے ...... صبر کا الہام کرتا ہے اور برائی سے اُس کو پھیرتا ہے جیسا کہ اُس نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے: ﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ﴾ [یوسف:۲۴] ...... (ہم نے اِسی طرح کیا تا کہ اُس سے برائی اور بے حیائیوں کو دور رکھیں، بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے) ...... خدا کا یہ فعل انبیا، مرسلین، اولیا، صالحین اور صادِقین کے ساتھ ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بچوں کے پاس سے گذرے جو کھیل رہے تھے۔ سبھوں نے اُن سے کہا کہ آؤ ہمارے ساتھ کھیلو۔ تو اُنھوں نے کہا: سبحان اللہ! ہم کھیل کود کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں۔

اللہ والوں کے نفس، خیر پر اُکسانے والے ہیں نہ کہ برائی پر ...... مجاہدے کے

بعد وہ (نفس) دل سے جا ملتے ہیں...... جب کبھی اُنھیں مجاہدے میں ڈالا جاتا ہے تو وہ مطمئن ہو جاتے ہیں اور رفیقِ اعلیٰ (اللہ) کے مشتاق بن جاتے ہیں ......اُن کی ساری خواہشیں قرآن سننے میں سمٹ آتی ہیں...... پہلے بھی وہ قرآن سنا کرتے تھے مگر ظاہراً، یہ اُن کا مقصود نہ ہوتا تھا...... نہ زیادہ بکواس سنو اور نہ بک بک کرو...... بے شک قرآن سے دلوں کی زندگی ہے، تنہائیوں کی پاکیزگی ہے...... جنت میں خدائے رحمٰن کے پڑوس کی بنیاد ہے ......مومن مخلوق کو پہچانتا ہے......اُس کے پاس اُن کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں......اُس کا دل حساس ہوتا ہے جو نورِ الٰہی سے دیکھتا ہے وہ نور اُس کے دل میں گھر کیئے ہوتا ہے۔ وہی دلوں کا نور ہے ......طہارت ؛ دلوں ،تنہائیوں اور خلوتوں کی طہارت ہے ......اگر تمھارا دل اور تمھاری خلوت پاک نہ ہوگی تو تمھیں جسم کی طہارت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا......اگر تم روزانہ ہزار مرتبہ بھی نہاؤ گے تو ذرا بھی تمھارے دل کا میل دور نہ ہوگا...... گناہ، دل کی سڑی ہوئی بدبو ہے......نورِ الٰہی سے دیکھنے والے مومن بندے اُسے پا لیتے ہیں، لیکن وہ مخلوق کا پردہ رکھتے ہیں اور اُن کی فضیحت نہیں کرتے۔

افسوس! تم کاہل ہو ......تمھارے ہاتھ کوئی چیز آنے والی نہیں...... تمھارے پڑسیوں، ساتھیوں اور رشتے داروں نے سفر اختیار کیا، اِدھر اُدھر نکلے اور تلاش کیا تو خزانے پا گئے ......ایک درہم کے بدلے دس اور بیس کا منافع ہوا اور مفت مالا مال ہو کر لوٹے اور تم اپنی جگہ بیٹھے ہو...... یہ جو تمھارے ہاتھ میں تھوڑا بہت ہے، عنقریب وہ بھی نکل جائے گا اور پھر تم لوگوں سے بھیک مانگتے پھرو گے۔

افسوس! راہِ الٰہی میں کوشش کرو......تقدیر کو سوچ کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہ رہو ......کیا تم نے نہ سنا کہ اللہ تعالیٰ کیسا ارشاد فرماتا ہے؟: ﴿وَالَّذِیْ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ [عنکبوت:٦٩] ......(جنھوں نے ہمارے لئے کوشش کی، ہم اُنھیں اپنی راہ ضرور دکھائیں گے)......کوشش کرو تو راہ نکل آئے گی...... بے کوشش تم سے وہ راہ نہیں نکل سکتی جو تمھارے لئے ضروری ہے......نہ تمھارے غصہ کرنے سے وہ راہ نکلے گی۔

جلدی کرو، دوسرا آیا اور کام تمام کرلیا...... ہر چیز تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، لھٰذا غیر اللہ سے کچھ نہ مانگو......کیا تم نے نہ سنا کہ اُس نے اپنے محکم کلامِ قدیم میں کیسا ارشاد فرمایا ہے؟: ﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ﴾[حجر:۲۱] ......(ہمارے پاس ہر ایک چیز کے خزانے ہیں اور ہم اُسے ایک معلوم اندازے کے مطابق ہی اُتارتے ہیں)......اب اِس آیت کے بعد کون سی بات رہ جاتی ہے؟

اے دنیا و آخرت کے طلبگار! یہ دونوں ایک ''چیز'' ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔تو تم اِن دونوں کو مخلوق سے کیوں مانگتے ہو؟! کیوں اِن دونوں کی طلب میں شرک کی زبان استعمال کرتے ہو اور اَسباب پر اعتماد رکھتے ہو......اے مخلوق کے خالق! اے مُسبِّبُ الاَسباب! ہمیں مخلوق کو شریک ٹھہرانے اور اسباب پر اعتماد رکھنے کی قید سے بچا۔

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۲۱)

اے اللہ کے بندو! تم لوگ حکمت کے گھر میں ہو جہاں ایک واسطے کی ضرورت ہے ...... اپنے معبود سے ایک ڈاکٹر طلب کرو جو تمھارے دلوں کی بیماریوں کا علاج کرے اور ایک مَداوا چاہو جو تمھیں دَوادِیا کرے اور ایک رہنما مانگو جو ہاتھ پکڑ کر تمھاری رہنمائی کرے ......اُس کے مقرّب اور مفرد بندوں کا تقرّب حاصل کرو اور اُس کے قرب کے دربانوں اور اُس کے دروازے کے چوکیداروں کا تقرّب بھی ......تم اپنے نفس کی خدمت اور اپنی خواہشوں اور طبیعتوں کی پیروی کر کے خوش ہو......تم اپنے نفس کو خوش کرنے اور اُس کا پیٹ دنیا سے بھرنے میں پوری کوشش کر رہے ہو......وہ ایک ایسی چیز ہے جو تمھیں لمحہ بہ لمحہ، دن بدن، ماہ بہ ماہ اور سال بسال کبھی ہاتھ نہ آئے گی اور جب موت آجائے گی تو تم اُس کے چنگل سے بچ نہیں سکتے......وہ تمھاری گھات میں ہے اور تمھیں خبر نہیں ......تم اُس کا انتظار کرنے سے بھاگ رہے ہو، جبکہ وہ تمھارے سامنے کھڑی ہے......عنقریب وہ تمھارے آنگن میں یعنی تمھارے انجام اور تمھاری زندگی کے آنگن میں اتر آئے گی......روح پرواز؛ اور جسم کسی مردہ بکری کی طرح پڑا رہ جائے گا......اِس سے پہلے کہ تمھیں زمین کے درندے اور شیر کھائیں، تمھارے ہمدرد لوگ تمھیں مٹی میں چھپا دیں گے، پھر تمھارے گھر والے اور تمھارے دوست اپنے کھانے پینے اور آسودگی میں لگ جائیں گے۔اب چاہے وہ تم سے ہمدردی رکھیں یا نہ رکھیں ......بہت سارے بادشاہوں کو اُن کے دشمنوں نے مار ڈالا اور اُنھیں دفن نہ کر کے لے جا کر جنگلوں میں پھینک دیا تا کہ کتّے اور کیڑے مکوڑے اُن کی لاشوں کو نوچ کھائیں......وہ کیسے برے بادشاہ ہیں جو اِس انجام کو پہنچے۔کسی کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے: جو کچھ تقسیم ہو چکا ہے، اُس کی طلب میں مشغول مت ہو، کیونکہ مشغولیت کھیل اور حماقت ہے۔بادشاہت وہ نہیں جس کو موت ختم کر دے۔ ہاں! بادشاہت وہ ہے جو نہ مرے......دانشمند وہ ہے جو موت کو یاد رکھے اور تقدیر سے جو کچھ ہو

اُس پر راضی رہے……وہ اپنی پسندیدہ چیزوں پر شکر کرتا ہے اور ناپسندیدہ چیزوں پر صبر……
تم لوگ شہوتوں اور لذتوں کی سوچنے کے بجائے اپنے دینی معاملات اور اپنی موت کے بعد
ہونے والے واقعات کے بارے میں سوچو! اللہ تعالیٰ تو قسمت بانٹ کر فارغ ہو چکا ہے
…… نہ وہ اُس میں ایک ذرہ زیادہ کرے گا اور نہ اُس سے ایک ذرّہ کم کرے گا……
نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ پیدا کرنے، رزق اور زندگی دینے کے کام سے فارغ
ہو چکا ہے۔ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، قلم اُسے لکھ لکھا کر خشک ہو چکا''۔ تمھارے
تمام احوال پر اللہ تعالیٰ نے سوچ بچار کر لیا ہے اور اُس پر ایک مقررہ تاریخ ڈال رکھی ہے
…… جب تک نفس مجاہدے کے بغیر مطمئن رہے گا، تب تک وہ اِسے نہ مانے گا اور اطمینان
سے پہلے وہ اپنا لالچ اور جھگڑا نہ چھوڑے گا……تم اِسے ماننے کا صرف زبانی دعویٰ کرتے ہو
…… دانشمند بنو! میں جو کہہ رہا ہوں اُسے ماننے کا صرف زبانی دعویٰ کرتے ہو؟ دانشمند بنو!
میں جو کہہ رہا ہوں اُسے مان کر شائستہ ہو جاؤ۔ مقدر سے جس کا ملنا اور علم الٰہی کے مطابق
مقررہ تاریخ پر جس کا آنا تمھارے لئے ضروری ہے، اُس کی طلب کے پیچھے نہ پڑو۔
نبی ﷺ سے مروی یہ ارشاد ہے: ''اگر بندہ کہے: اے اللہ! تو مجھے رزق نہ دے تو اللہ تعالیٰ
اُس کی ناک خاک آلود (رسوا اور ہلاک) ہونے تک اُسے رزق دیتا رہے گا''۔ پانی کا
ایک چلّو اور ایک لُوبیا (ماش کی قسم کا پودا جس کی کچی پھلیوں اور دالوں کو پکا کر کھاتے
ہیں) بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اُس میں مخلوق کا کچھ نہیں……تم توحید سے کتنی دور
ہوا ے مشرک؟! تمھاری صفائی کہاں ہے اے پراگندے؟! تمھاری رضا کہاں ہے اے
ناراض ہونے والے؟! تمھارا صبر کہاں ہے اے مخلوق سے شکایت کرنے والے؟! تم جس
نظریہ پر آج ہو وہ تمھارے اگلے بزرگوں کا دین نہیں ہے…… میں اُس وقت تک غیرت
دلاتا رہوں گا جب تک کسی کو زبان سے اللہ اللہ کہتا ہوا سنوں گا اور اُس کا دھیان دوسری
طرف لگا ہوا ہو گا……اے ذکر کرنے والے! اللہ کا ذکر کرو اور تمھارا دل دماغ بھی وہیں
حاضر رہے……صرف زبان سے اُسے یاد نہ کرو، جبکہ دل دوسرے کی طرف ہو……مخلوق کو

چھوڑ کر اُس کے دروازے پر بھاگ آؤ...... دنیاوآخرت اور ماسوا کو دل سے نکال دو......
پہلے اُسے اپنے دل، اپنی تنہائی اور اپنے مقصود کی زبان سے یاد کرو، پھر چمڑے کی زبان سے۔
افسوس! تم کہتے ہو: اللہ اکبر ہے۔ تم جھوٹ بولتے ہو، کیونکہ تمھارے نزدیک روٹی اکبر ہے۔
سالن اور گوشت اکبر ہے۔ تمھارے پڑوس کا مالدار اکبر ہے۔ گلی کا پہریدار اور محلے کا
چودھری اکبر ہے اور تمھارے شہر کا بادشاہ اکبر ہے۔ تم اُنہی لوگوں سے ڈرتے ہو اور اُنہی
سے امید رکھتے ہو اور اُن کی چاپلوسی کرتے ہو اور اُن کا پردہ رکھتے ہو...... تمھارے کپڑے،
تمھاری ستر پوشی کرتے ہیں اور تم ہر بری بات کے پیش آنے پر اپنے پروردگار سے لڑنے
نکل آتے ہو...... تم اپنے اہم کاموں میں اُن پر اعتماد کرتے ہو...... نفع نقصان، دینے اور نہ
دینے میں تم اُنہی کو سمجھتے ہو...... اگر میں تمھیں صاف صاف حق نہ سناؤں تو تمھارے دین کا
دیوالیہ نکل جائے اور تم یوں ہی رہ جاؤ...... نہ مسلمان بچو اور نہ مومن۔

بندہ پردہ پوشی کرتا ہے اور قرب (یعنی خدا سے قرب رکھنے والا) اُسے فاش
کرتا ہے...... خدا کے مقرّب بندوں کو اُن سب کا پتہ چل جاتا ہے، مگر وہ پردہ ڈالتے ہیں
اور کچھ نہیں بولتے، جبکہ غلبۂ حال نہ ہو...... پاک ہے وہ جو بندوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔
پاک ہے وہ جو اپنے خاصوں کو بندوں کے احوال کا پتہ دیتا ہے، پھر اُنھیں پردہ پوشی کا حکم
کرتا ہے۔

اے لوگو! جہاں تک ہو سکے دنیا کی فکر سے خالی ہو جاؤ...... اُس چیز سے دل نہ لگاؤ
جو ابھی تم سے جدا ہو جائے گی...... مومن اگر قدرت پائے تو کھانے پینے پہننے اور اپنی بیوی سے
بے رغبتی اختیار کرے...... اگر قدرت پائے تو اپنے نفس، اپنی طبیعت اور اپنی خواہش سے
یہاں تک جنگ کرے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طلب نہ رہ جائے...... لایعنی باتوں
سے اپنی زبان کو روکو...... رب تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو...... گھروں کو لازم پکڑو...... کوئی
ضروری کام پڑنے پر ہی نکلو...... یا جمعہ و جماعت میں حاضری دینے کے لئے یا مجلس ذکر
کے لئے...... جو اپنے گھر میں رہ کر پیشہ چلا سکتا ہے وہ گھر ہی میں چلائے۔

تباہی ہو! تم محبت الٰہی کا دعویٰ کرتے ہو، جبکہ خود اُس کی طاعت نہیں کرتے ...... محبت تو بعد کی چیز ہے، پہلے اَوَامر ونواہی کی پیروی، اُس کی عطا پر قناعت اور قضا پر رضا ہے ...... اُس کی نعمتوں پر اُس سے محبت کرو پھر بغیر کسی چیز کے بدلے اُس سے محبت کرو پھر اُس کے مشتاق بنو...... محبت کرنے والا حق تعالیٰ کو اپنی زبان، اپنے اعضا، اپنے دل اور اپنی تنہائی سے یاد کرتا ہے ...... جب وہ اُس کی یاد میں کھو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے سامنے اُس پر فخر کرتا ہے اور اُسے سب میں ممتاز کر لیتا ہے...... وہ حق الحق ہو جاتا ہے...... وہ فنا ہو جاتا ہے اور اول وآخر وظاہر و باطن میں باقی رہ جاتا ہے...... تم اُس کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور مخلوق سے اُس کی شکایت کرتے ہو...... تم اُس کی محبت میں جھوٹے ہو...... جو مالداری کی حالت میں اُس سے محبت رکھے گا وہ کیسے محتاجی کی حالت میں اُس کی شکایت کرے گا...... اگر محتاجی کچھ دل پر آئے گی تو ایمان وایقان اُس میں رُک نہ پائیں گے۔ لامحالہ دل کی صحبت میں کفر ہوگا...... محتاجی تو پرہیزگار، صابر مومن ہی کو سزاوار ہے...... وہ کیسے نہ محتاجی پر صبر کرے گا، جبکہ دنیا جیل ہے؟ کیا تم نے کسی ایسے قیدی کو دیکھا ہے جو جیل میں آسودگی طلب کرتا ہو...... مومن دنیا سے رہائی کی اور چھٹکارے کی تمنا کرتا ہے...... اُس کے اور اُس کے نفس کے درمیان دشمنی چلتی ہے...... وہ دشمنی میں بھوک، پیاس، گوشہ نشینی اور خاکساری کا آرزومند رہتا ہے تاکہ طاعت الٰہی پر وہ اپنے نفس کی مدد کر سکے۔ لٰهذا محتاجی اُس کے لئے مناسب ہے اور وہ اُس پر صبر کر سکتا ہے...... اے کھجوروں کے سوداگر! اپنی کھجور کی حفاظت کرو تو اُس کے منافع پاؤ گے۔

تباہی ہو! تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو، پھر مجھے چھوڑ کر روانہ ہو رہے ہو...... تم کہاں جا رہے ہو؟! تم دیواروں کی پرورش کرتے ہو! اور ایسے اعمال کی پرورش کرتے ہو جس میں اخلاص نہیں...... ایسے شروع کی (پرورش) جس کے لئے پورا ہونا نہیں...... ایسے ظاہر کی جس کا باطن نہیں...... ایسے مخلوق کی جو خالق کو بھولی ہوئی ہے...... عبادتوں میں ایسی کوشش کی جو علم سے خالی ہے...... بہت سارے عبادت گذار رات دن عبادت میں

مصروف ہیں جبکہ وہ علم اور قضاوقدر سے جاہل ہیں ......وہ حقیقت کے عنوان پر بغیر شریعت سیکھے ہوئے گفتگو کر کے بے دین ہو جاتے ہیں ......اسی لئے کہا گیا ہے کہ: ہر وہ حقیقت جس کی شریعت گواہی نہ دے، بے دینی ہے...... اِس گفتگو کی بنیاد، اِس گفتگو کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔ پھر اُس کے بعد تعمیر ہوگی ......توبہ و استغفار کی کثرت کرو، کیونکہ وہ دونوں دنیاوآخرت کے معاملات کے لئے اصل عظیم ہیں ......اسی لئے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کا حکم دیا اور اُس کے نتیجے میں مغفرت کا اور دنیا کے اُن کے بس میں ہونے کا اور دنیا کے اُن کا خدمت گزار ہونے کا وعدہ کیا تو اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا: جس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے: ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً. يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً. وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَّيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَاراً.﴾ [نوح:۱۰،۱۱،۱۲]......(تو میں نے کہا اپنے رب سے استغفار کرو بے شک وہ بہت مغفرت فرمانے والا ہے، وہ تم پر زوردار بارش بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمھاری مدد فرمائے گا، تمھارے لئے باغ اگائے گا اور تمھارے لئے نہریں بنائے گا)......اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور اپنے شرک سے باز آؤ جس پر اب تک تم قائم ہو! تا کہ اللہ تعالیٰ دنیاوآخرت کی وہ تمام چیزیں عطا کرے جو تم چاہتے ہو......تم نے وہ جرم کیا ہے جو تمھارے باپ آدم علیہ السلام سے سرزد ہوا تھا تو اُسی طرح توبہ بھی کرو جیسے اُنھوں نے کی تھی...... جب اُنھوں نے اور اُن کی بیوی حوا علیہما السلام نے اُس درخت کا پھل کھایا جس کے کھانے سے پروردگار نے روکا تھا تو اُس نے اُن دونوں کو سزا کے طور پر اپنے سے دور کر دیا......اُن کے اعزازی جوڑے اتار لئے اور اُنھیں برہنہ کر دیا......وہ دونوں جنت کے درخت کے پتوں کو لے کر اپنی ستر پوشی کر رہے تھے، مگر وہ پتے تیزی سے جھڑ کر گر پڑے اور وہ ایک بار پھر برہنہ ہو گئے تب اُنھیں زمین پر اُتار دیا گیا...... یہ سب اُن کی لغزش اور بات نہ ماننے کی بے برکتی تھی۔

لغزش کا زہر اُن کے جسموں میں سرایت کر گیا اور وہ اللہ سے دور ہو گئے۔ پھر اُن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے توبہ واستغفار کی بات ڈال دی، چنانچہ دونوں نے توبہ واستغفار کیا

تو اللہ نے اُن کی توبہ قبول کر لی اور اُنھیں معاف کر دیا۔

دوست اور دشمن میرے لئے برابر ہیں ......روئے زمین پر نہ کوئی میرا دوست ہے اور نہ کوئی دشمن ...... یہ اُس صورت میں ہے جب کہ میں توحید کی صحبت میں رہوں اور مخلوق کو عجز کی آنکھ سے دیکھوں، البتہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ میرا دوست ہے اور جو اُس کی نافرمانی کرتا ہے، وہ میرا دشمن ہے......وہ میرا ایمانی دوست ہے اور یہ میرا ایمانی دشمن ......اے اللہ! تو اِسے میرے لئے واجب اور ثابت کر دے اور مجھے اُس پر ثابت قدم رکھ...... اِسے تو مجھے ہبہ کر دے...... منگنی میں نہ دے...... بلاشبہ تو جانتا ہے کہ میں تیرے دین کی اور تیری ارادت کی رسی بانٹ رہا ہوں......تیری حمد بیان کرنے والوں اور ماسوا سے بے رغبت ہونے والے زاہدوں کا خدمت گذار ہوں، تیری رضا کا طلبگار رہوں۔

افسوس! اے دولتیے! تم یہ نہ سمجھو کہ دولتمندوں کی شکر گذاری '' اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ '' پڑھ لینا ہے اور بس...... بلاشبہ خدا کی شکر گذاری تو یہ ہے کہ تم خدا کی دی ہوئی دولت سے محتاجوں کی کچھ مدد کرو......فرض زکوٰۃ اُنھیں ادا کرو، پھر جہاں تک ہو سکے اُن کی مدد کرتے رہو اور اُسے احسان سمجھے بغیر اُنھیں دیتے رہو، کیونکہ احسان رکھنا دلوں کو اذیت دیتا ہے اور نوازش کو پراگندہ کرتا ہے...... بہت سارے محتاج، محتاجی کی آگ برداشت کر لیتے ہیں لیکن احسان کی آگ اُن سے برداشت نہیں ہوتی......اگر تم دے رہے ہو تو احسان رکھے بغیر دو، ورنہ دو ہی مت۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہ سُنا؟: ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ﴾[بقرہ:۲۶۴]......(اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان اور ایذا سے ضائع مت کرو)......ضائع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کا ثواب جاتا رہتا ہے، چنانچہ احسان کرنے والا اپنے مال اور ثواب دونوں میں گھاٹا اُٹھاتا ہے اور دل الگ سیاہ ہوتا ہے، کیونکہ احسان جتانا شرک ہے......مومن دیتا ہے مگر احسان نہیں جتاتا، بلکہ احسان کی توفیق ملنے پر وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے......اُس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی عطا کرنے والا ہے، وہ نہیں......وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

بے شک وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں ...... وہ اُسی سے لیتا ہے اور اُسی سے دیتا ہے ...... اُس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ جو کچھ اُس کے ہاتھ میں ہے سب اُسی کا دِیا ہوا ہے جسے وہ خدا سے لے کر دوسرے کو دیتا ہے۔

اے خوشحال دولتیو! اپنی دولت پر اتراؤمت اور نہ فخر کرو اور نہ محتاجوں کو گھمنڈ دکھلاؤ، کیونکہ وہی تمھاری محتاجی کا سبب بن جائے گا ...... اے جوانو! اپنی جوانی اور اپنی طاقت پر اتراؤمت اور نہ رب تعالیٰ کی نافرمانی میں اُس کا ساتھ لو...... گناہ تمہارے دین کے جسموں کے لئے زہر ہے ...... یہ درندہ ہے جو تمھارے دین، تمھاری صحت اور تمھاری دولت کو کھا جائے گا...... کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے: اگر تمھارے پاس کوئی نعمت ہو تو اُس کی حفاظت کرو ورنہ گناہ اُسے چَٹ کر جائیں گے۔

میرے پاس حسن ظن لے کر اور شک کا مزاج بالائے طاق رکھ کر آؤ...... جب اپنے گھروں کو لوٹو تو میری باتیں یاد رکھو، اُنھیں فراموش نہ کرو...... موت اور موت کے بعد ہونے والے واقعات کو یاد کرو...... رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور قلب کے ساتھ قیام اللیل کرنا ضروری ہے ...... تم پر روزہ بھی ضروری ہے، کیونکہ وہ دل کو روشن کرتا ہے خاص کر افطار حلال غذا سے کیا جائے ...... کچھ خرچ کرو جبھی کچھ پاؤ گے۔ حکما اور علما متّفقہ طور پر کہتے ہیں کہ عیش و آرام اُسی وقت حاصل ہو گا جب عیش و آرام چھوڑ دیا جائے گا ...... کسی بزرگ کا قصہ ہے کہ وہ چالیس سال سے صرف سجدے کی حالتوں ہی میں سوئے ...... سجدے، اُن کا اوڑھنا بچھونا اور تکیہ تھے ...... یہ اُس شخص کا حال ہے جو دنیا سے بیزار تھا، آخرت کی طرف راغب اور موت اور اُس کے خونریز حملوں سے خائف۔ یہ اُس شخص کا حال ہے جو مخلوق اور اپنی دولت سے بیزار، خالق کی طرف راغب۔ اُس (خالق) کے پاس جو کچھ ہے اُس سے آشنا۔ اُس سے واقف، اُس کا عابد...... اور اُس کا نفس اُس (خالق) کی راہ میں کوشاں تھا۔ جو اللہ سے آشنا ہو گا، اُس سے محبت کرے گا اور جو اُس کی محبت رکھے گا، اُس کی موافقت کرے گا۔ اے نوجوان! تم اس دنیا کا کیا کرو گے؟ اگر وہ سامنے آئے گی تو تم فکر مند

ہو جاؤ گے اور اگر پیٹھ پھیر کر چلی جائے گی تو تم گھاٹا سہو گے ......اگر تم اُس میں بھوکے رہو گے تو کمزور ہو جاؤ گے اور اگر اُس سے پیٹ بھرا کرو گے تو بھاری ہو جاؤ گے ......ایک شخص دنیا میں آسودگی کے ساتھ گذر بسر کرتا ہے اور پھر اُسے بیماریاں، خرابیاں اور رنج و غم لاحق ہو جاتے ہیں ...... دنیا میں کوئی بھلائی نہیں، مگر اُس شخص کے لئے جس نے اُسے طاعتِ الٰہی میں خرچ کر دیا ہے۔

نفس جاہل ہے، اُسے تعلیم دو......وہ بدتمیز ہے، اُسے ادب سکھاؤ......وہ بیماری اور دوا، حلال اور حرام، مصلح اور مفسد کا فرق نہیں جانتا......وہ اپنے رب سے برابر جھگڑ رہا ہے......شہوتوں اور لذتوں سے تر لقمہ اُسے نہ کھلاؤ......روکھی بغیر سالن کی روٹی سے زیادہ حق اُسے نہ دو......جب اِس پر وہ مطمئن ہو جائے تو اُسے زمین کی سوکھی گھاس دو یہاں تک کہ وہ تم سے اُسی روٹی کی پُر زور خواہش کرے، چنانچہ جب اُس کو اطمینان وسکون ہو جائے گا اور اُس کی شرارت ختم ہو جائے گی تب اُسے طرح طرح کی روزی ملے گی...... رب کی جانب سے یہ شاہی فرمان آئے گا کہ: ﴿لَاتَقْتُلُوا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا﴾ [نساء:۲۹] ......(اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے) ......﴿یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً﴾ [فجر:۸۹/۲۷،۲۸] ......(اے نفس مطمئنّہ! ہنسی خوشی اپنے پروردگار کی طرف پلٹ)...... اُس کی روزی سامنے آئے گی ......نوشتہ تقدیر اُسے حکم دے گا کہ وہ پورے طور سے اپنی روزی لے لے......تو وہ نفس ثابت قدمی کے ساتھ زاہدانہ طریقے پر اپنی پوری روزی لے گا ......تب اُس وقت نفس کا تعلق اُسے ضرر بھی نہ دے گا......اِس معیار پر کھانے پینے سے شرحِ صدر ہو گا اور دل میں روشنی اور پاکیزگی پیدا ہو گی......نفس ایک مریض کی طرح ہے جسے ڈاکٹر کھانے سے پرہیز کراتا ہے اور اُس کے حسب حال اُسے غذا اور پانی دیتا ہے۔ جب اُسے عافیت ہو جاتی ہے تو کسی مخصوص کھانے کا مشورہ دیتا ہے اور پھر دھیرے دھیرے اُسے کھانے کی چھوٹ ہو جاتی ہے......وہ مخصوص کھانا اُس کے حق میں دوا کا کام کرتا ہے

اور اُس کے جسم کی اِنرجی کو بڑھاتا ہے......ایسے ہی اِس زاہد کا معاملہ ہے۔ جب یہ (مجاہدہ کرکے) آخری مرحلے میں کھانا پینا کرتا ہے تو اُس کے دین کو عافیت پہنچتی ہے اور اُس کے دل اور اُس کی تنہائی میں نور پیدا ہوتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں ماسوا سے بیزار کر، تمام احوال میں اپنا آرزومند بنا۔

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۲۲)

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ﴾ [آل عمران:۱۹]......(بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے)......''اسلام'' کی حقیقت ''اِسْتِسْلَام'' (تابعداری) ہے...... اسلام کی تصدیق کرنا اور پھر اِسْتِسْلَام کو پایۂ ثبوت تک پہنچانا ضروری ہے......اپنے ظاہر کو اسلام سے پاکیزہ کرو......اور اپنے باطن کو اِسْتِسْلَام سے......اپنے آپ کو رب تعالیٰ کے سپرد کرو اور اپنے حق میں اُس کی تدبیر کرلو......تمھارا رب تعالیٰ، تمھارے بارے میں تم سے زیادہ جانکار ہے......اسے خوشی خوشی مدبر اور حاکم مان لو......اس کے کلام کو مؤنس سمجھ لو...... اُس کے اوامر ونواہی کا استقبال قبولیت کے ہاتھ سے کرو......اُس کے دین کو پورے طور پر دل سے مان لو......اُسے اندر (جسم سے لگا ہوا) اور اوپر (جو اندر والے کپڑے کے اوپر ہو) کا لباس بنا لو......(یعنی محبت اور قربت حاصل کرو) موت سے پہلے اپنی زندگی کو غنیمت شمار کرو......اور اُس دن کے آنے سے پہلے جس کو اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں اور وہ قیامت کا دن ہے......امید چھوٹی کرنا ضروری ہے......جو شخص بھی کامیاب ہوا وہ چھوٹی امید کی وجہ سے کامیاب ہوا......دنیا کا لالچ کم کرو، کیونکہ لالچ نہ کرو تو بھی تمھیں تمھارا نصیب ملے گا ......تم دنیا سے اُسی وقت روانہ ہوگے، جبکہ اپنا سارا نصیب پورے طور پر حاصل کرلو۔

افسوس! دیوانگی چھوڑو......موت کے چنگل سے چھٹکارا نہیں ......موت سے چھوٹ نہیں ہوتی......تمھارا دھیان کدھر ہے؟ تم اِدھر اُدھر کیا دیکھ رہے ہو؟ وہ تو تمھارے سامنے اور تمھارے آس پاس ہے......وہی تمھاری قیامت ہے......تمھاری موت کا دن، خاص تمھاری قیامت ہے اور قیامت کا دن تمھارے لئے اور دوسرے کے لئے قیامت ہے ......پہلی قیامت (موت) دوسری قیامت کو چاہتی ہے ...... جب تم ملک الموت اور اُس کے ساتھیوں کو دیکھو کہ ہنستے مسکراتے چہرے لے کر آئے ہیں اور تمھیں سلام پیش کر رہے ہیں اور ملک الموت تمھاری روح نرمی کے ساتھ نکال رہا ہے، جیسا کہ انبیا، شہدا اور صالحین کی

روحیں نکالتا ہے تو تمھیں قیامت میں خیر کی بشارت ہو ...... پہلا دن دوسرے دن کو چاہتا ہے......اس مضمون کا عنوان یہ ہے کہ اگر تم پہلے دن خیر دیکھو تو دوسرا دن بھی خیر ہوگا اور پہلے دن شر دیکھو تو آئندہ بھی شر ہوگا......ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو اُن کے ہاتھ میں ایک سیب تھا......اُنھوں نے وہ سیب موسیٰ علیہ السلام کو سونگھایا، اُسی سونگھنے میں اُنھوں نے روح قبض کر لی ......خدا کے ہر مقرّب بندے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے ......ملک الموت اُس کی روح آسان طریقے سے اور اچھی حالت میں قبض کرتے ہیں۔

اے لوگو! مرنے سے پہلے اپنے نفس اور اپنے ارادے کو مار ڈالو......موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو......اُس کی آمد سے پہلے اُس کی تیاری کرلو......اگر تم مرنے سے پہلے مر جاؤ گے تو موت تم پر آسان ہو جائے گی ......نہ اُس کا کوئی بوجھ رہے گا اور نہ درد......موت کا دن اور قیامت کا دن آنا ضروری ہے......لھٰذا دونوں کا انتظار کرو...... یہ دونوں دن منجانب اللہ ہیں جو ٹلنے والے نہیں ......تم لوگ دانشمند بنو......میں تم لوگوں کے پاس نہ (صحیح) دل دیکھتا ہوں اور نہ دل کی معرفت۔

افسوس! تم زُہد کا دعویٰ کرتے ہو اور زاہدوں جیسا لباس پہن کر بادشاہوں اور دَولتیوں کے دروازے پر جاتے ہو جو دنیا کے بیٹے ہیں، چنانچہ تمھارا نفس اُن کی طرف رجوع لاتا ہے اور دنیا طلب کرتا ہے اور جس عیش میں وہ ہیں، اُس کی تمنا کرتا ہے۔ کیا تم نے نہ جانا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے؟: ’’جو دوسرے کی چراگاہ کے اردگرد پھرے گا، قریب ہے کہ وہ اُس میں گھس جائے‘‘۔

دنیا کا مشغلہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کی رہزنی کرتی ہے، اُن پر اپنا جادو چلاتی ہے اور اُن کی عقل ماؤف کرتی ہے......اُس کا ہتھکنڈہ سب کے لئے عام ہے، الا ماشاء اللہ۔ ’’آحاد افراد‘‘ بندوں کے دلوں اور اُن کے اعمال کی اللہ تعالیٰ نگرانی کرتا ہے اور خلوت و جلوت میں اُن کی حفاظت فرماتا ہے اور تقدیر کے ہاتھ سے اُن کا کھانا پینا اور پہننا صاف ستھرا

بناتا ہے...... اللہ والوں نے رسول کی شریعت پر عمل کیا، رسول اُن سے راضی ہوئے، اُن کے ذمے دار بنے اور اُن سے محبت رکھی ......گھر خریدنے سے پہلے پڑوسی تلاش کرلو...... سفر سے پہلے ہمسفر بنالو...... یہ پڑوسی، قرب الٰہی، معرفتِ خداوندی، ایمان، توکل اور اُس کے وعدے پر بھروسہ کرنے کے سوا اور کیا ہے ......یہ بات اُن کے دلوں نے سمجھی تو دنیا وآخرت کے گھر سے کنارہ کش ہوگئے اور ہٹ کر ایک کنارے کھڑے ہوگئے۔

اے غافلو! یہ جس کی میں نے ابھی تشریح کی ہے، وہ عمل سے اور اُس میں غور کرنے سے ہی حاصل ہوگا......کبھی اعضا سے عمل کرکے اور کبھی دل سے، کبھی دل سے دھیان لگا کر اور کبھی اُسے کرکے، یعنی کبھی بول کر اور کبھی چپ رہ کر......کبھی عمل اور کبھی ترکِ طلب ......عمل کرنا اور حیا بھی رکھنا ......عمل سے آنکھ بند کرلینا اور کسی وقت آنکھیں جھکا لینا کہ اعمال کو نہ دیکھے......کسی وقت دل کی آنکھ بند کرلو کہ وہ عمل کو نہ دیکھے...... چنانچہ جب یہ معیار پورا ہوجائے گا تو منجانب اللہ تحریک ہوگی ......اُس سے کہا جائے گا : چلو بڑھو! اپنی آنکھیں کھولو اور اپنے سر اور اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو کہ تقدیر کے ہاتھ سے تمھارے پاس کیا آیا ہے؟

اللہ والے ہمیشہ حقیر اور خاکسار بنے رہتے ہیں ......وہ اپنے اِس مزاج پر سختی سے قائم رہتے ہیں یہاں تک کہ اُنھیں وہ ذات سر بلند کردیتی ہے جس کے لئے یہ خاکساری کیا کرتے تھے۔ مومن اپنے ہاتھ کی کمائی خرچ کرنے اور اُسے ایثار کردینے کی پوری کوشش کرتا ہے، کیونکہ اُسے معلوم ہے کہ وہ ایک محفوظ پونجی ہے جو بوقت حاجت اُسے مل جائے گی ......وہ پرہیزگار بنا رہتا ہے، وہ ہاتھ میں آنے والی ہر چیز کو پاک صاف نہیں سمجھ بیٹھتا۔

وہ بہت ساری چیزوں کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ وہی چیز لیتا ہے جس کی اصل وفرع سے واقف ہوتا ہے......وہ ہر چیز کو ایک بہانے سے خرچ کردیتا ہے...... ماں باپ کی وراثت بھی اُس کے ہاتھ لگتی ہے، مگر وہ خیال کرتا ہے کہ کہیں اُنھوں نے اِسے پرہیزگاری کے بغیر تو نہیں کمایا؟! یہ سوچ کر وراثت کے اُس مال کو فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کردیتا ہے۔

اے ارادت کے مدّعی ! تمھاری ارادت صحیح نہیں۔ کوئی چیز ہے جو تمھیں ''مُراد'' تک پہنچنے سے روک رہی ہے...... تم کہتے ہو کہ یہ میرا ہے، یہ میرا مال ہے...... محبّ کا نہ تو مال ہوتا ہے نہ ہی اُس کی کوئی غرض ہوتی ہے...... نہ اُس کے پاس خزانہ ہوتا ہے اور نہ محبوب کے ہوتے اُس کا کوئی گھر ہے۔

سب کچھ اُس کے مراد اور اُس کے محبوب کا ہے...... محبّ غلام ہے...... غلام اپنے محبوب کے روبرو حقیر ہے...... غلام اور غلام کا سب کچھ اپنے آقا کے لئے ہے...... جب محبّ اپنے آپ کو پورے طور محبوب کے حوالے کر دیتا ہے تو محبوب اُس کی لی ہوئی ہر چیز اُس کے حوالے کر دیتا ہے اور اُسے سونپ دیتا ہے، پھر معاملہ اُلٹ جاتا ہے...... غلام آزاد ہو جاتا ہے، ذلیل پیارا ہو جاتا ہے...... دور قریب ہو جاتا ہے...... محبّ محبوب ہو جاتا ہے ...... جب مجنوں نے لیلیٰ کی محبت پر صبر کیا تو محبت لیلیٰ کی طرف پلٹ آئی تو لیلیٰ مجنوں ہو گئی اور مجنوں لیلیٰ ہو گیا...... جس نے اللہ تعالیٰ سے سچی محبت رکھی اور اُسے برداشت کیا اور اُس کا دَر چھوڑ کر نہ بھاگا، زخم دینے کے لئے آفتوں کا تیر آیا تو اُس نے کھلے دل سے اُس کا استقبال کیا تو وہ محبوب، مُراد اور مطلوب ہو گیا...... جس نے اُس کا مزہ چکھا اُس نے خدا کو پہچان لیا ...... یہ وہ بات ہے جس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا ہے ...... یہ وہ چیز ہے جو ''آحاد افراد'' کے سوا سارے لوگوں کی عقل سے ماورا ہے ...... وہ سب سے زیادہ سمجھدار ہیں ...... اُنھیں پَل پَل کی خبر ہوتی ہے...... ادنیٰ اشارے سے سمجھ جاتے ہیں ...... وہ خدا کی بارگاہ میں رجوع لاتے ہیں اور ادب ملحوظ رکھتے ہیں...... اُنھیں معلوم ہے کہ اُن سے کیا چاہا جاتا ہے۔

اے لوگو! ایمان کماؤ اور اپنے نفس کو مجاہدے کی لاٹھی سے پیٹو...... اور اُسے ایمان کو سِدھانے والے کے سپرد کرو ...... حق تعالیٰ کی راہ میں'' میں، میرا اور میرا ساتھ'' کچھ نہیں ...... یہ ساری راہیں محو اور فنا ہیں ...... ابتدا میں ضعفِ ایمان کے وقت ''لَا اِلٰـــــہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' (نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ) کہا جاتا ہے اور انتہا میں قوت ایمان کے ساتھ'' لَا اِلٰـہَ

اِلَّا اَنْــــتَ ‘‘ (نہیں ہے کوئی معبود مگر تو) ہوتا ہے، کیونکہ (اس وقت بندۂ مومن) حاضراور مشاہد کو مخاطب کرتا ہے ...... یہ باطن کا معاملہ ہے......تنہائی میں تنہائی ہے ...... یہ اُس کی رحمت کے جھونکوں میں سے ایک جھونکا ہے۔اسی لئے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے:’’ بے شک زمانے بھر میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے کچھ جھونکے ہیں......آگاہ رہو! آؤ اُن جھونکوں کا لطف اٹھاؤ!‘‘۔

اے منافق !ظاہر ہے کہ تم میری بات سمجھو گے نہیں ،کیونکہ تم میری بات جھٹلا رہے ہو......اگر تم میری بات سمجھنا بوجھنا چاہتے ہو تو اپنے نفاق سے توبہ کرو......عمل میں اخلاص اور دنیا و ماسوا سے سے بیزاری پیدا کرو......اس معاملے کا آغاز’’لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰـهِ ‘‘ ہے اور آخر پتھر اور ڈھیلے کو برابر سمجھنا ہے۔پتھر سے میری مراد سونا ہے جو مخلوق کا محبوب و مراد ہوتا ہے۔

اللہ کا نام لے کر اُٹھو اور پختہ عزم کرو......میں دیکھ رہا ہوں کہ نہ تمھاری ابتدا ہے اور نہ انتہا ......نہ تم ڈھنگ سے بات ماننے والے ہو اور نہ اُس کی شرطوں کو پورا کرنے والے !اور نہ تم خاصانِ خدا کے ساتھ ہو کہ تمھاری نظر میں سونا اور ڈھیلا برابر ہو تب تم کہاں ہو؟ ہم تمھیں کیسی نصیحت اور کیسے وعدے کر رہے ہیں مگر تم نہ شروع مرحلے میں قدم رکھ رہے ہو اور نہ اخیر مرحلے میں ......تم اِس بات کے خواہشمند ہو کہ میں تمھاری وہ تعریف کروں جس کے تم لائق نہیں تا کہ تمھارا نفس خوش ہو جائے ...... مجھے ماننے لگے اور ہدیہ پیش کرے......تمھاری کوئی عزت نہ رہے......میں حق بولتا ہوں اور برا بھلا کہنے والوں کی پروا نہیں کرتا......میں خالق مخلوق ، دانا اور نادان ، ماننے اور نہ ماننے والوں کے درمیان بڑے کرّ وفر سے رہتا ہوں ......تم جاہل ہو......تمھاری کیا حالت ہے؟اور میری کیا شان ہے؟ مجھ سے دشمنی مول نہ لو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے؟تم اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اپنی جہالت کے دشمن ہوتے ہیں......تم میری شان سے جاہل ہو تو مجھ سے دشمنی کرتے ہو...... مجھ کو تمھاری اور تمھاری دشمنی کا کوئی غم نہیں۔

اے نوجوان! اگر اللہ تعالیٰ تمھیں تنگی یا مصیبت میں ڈال دے تو اُس کے سوا کوئی نجات دلانے والا نہیں ......تو پھر تم اپنے جیسے عاجز بندے سے یہ کیوں کہتے ہو کہ میری مصیبت دور کردو......اگر تمھیں کوئی بیماری یا لوگوں سے کوئی تکلیف پہنچے اورتمہاری آبرو اور مال خطرے میں پڑ جائے تو اُس کے سوا کوئی بچانے والا نہیں...... اگر تمھارا مالی نقصان ہو جائے ...... پیٹ بھوکا ہو، دوست اور پڑوسی تمھیں یہاں تک چھوڑ دیں کہ ایک لقمہ اور ذرہ برابر کچھ نہ دیں......دنیا اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تنگ ہو جائے تو تم دل میں اِس بات کی گرہ لگالو کہ بلاشبہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے......ان سب سے نجات دلانے والا وہی ہے......اسے اٹھانے والا وہی جس نے اسے بچھایا ہے......اُسی نے تم پر یہ سب کچھ ڈالا ہے، وہی اِسے لے جائے گا......اُسی نے تم کو یہ لباس پہنایا ہے، وہی اِسے اُتارے گا۔

دانشمند بنو، مخلوق اور اسباب کو شریک مت ٹھہراؤ......اپنا ایک ہی رب قرار دو چند رب نہیں ......وہی تسخیر کرنے والا ہے...... وہی تسلط جمانے والا، وہی حاکم، وہی قاضی اور وہی فاعل۔ اُسی کا لکھا ہوتا ہے اور اُسی کے ہاتھ بیماری ہے تو وہ عافیت کے دروازے کو کھٹکھٹاتی ہے اور اُسی کے ہاتھ میں رنج وغم ہے تو وہ خوشی کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے...... اُس کا لکھا ہوتا ہے اور اُسی کے ہاتھ میں خوف پیدا کرنا ہے تو وہ امن کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے...... یہ سب اُسی کی جانب سے ہے......اُس کے سوا کوئی حل نکالنے والا نہیں ...... دنیا مومن کی جیل ہے...... جب وہ اُس میں ایک عرصے تک رہ لیتا ہے، اُس کے قدم دوسری جانب بڑھنے لگتے ہیں اور وہ احوال ومعرفت کی طرف نکل پڑتا ہے تو اُس جیل کی دیواریں گر پڑتی ہیں اور اُس کے سامنے دروازے کھل جاتے ہیں......اُس کے دل کو پر لگ جاتے ہیں ...... وہ علمِ الٰہی کی فضا میں اُڑان بھرتا ہے اور وہاں کی روحوں سے جاملتا ہے...... یہ باتیں تمھاری سمجھ سے بالاتر ہیں...... اللہ والوں کے دل اور اُن کی روحیں، فضلِ الٰہی کی طشتری سے کھاتے ہیں جیسا کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں کھاتی ہیں ...... یہاں وہ مخلوق سے

بے نیاز، دنیا کے بھی رئیس ہوتے ہیں اور آخرت کے بھی۔

اے جاہل! اے دینار و درہم کو گلے لگانے والے! مخلوق کی تعریف وستائش سے خوش ہونے والے! تم تعریف وستائش اور نذر و نیاز کے بندے ہو......اگر تمھارے پاس دل ہوتا تو تم اپنے آپ پر روتے......اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اے اللہ! تو ہمیں اپنی صحیح بندگی اور اپنی سچی طلب کی توفیق دے!

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۲۳)

اے نوجوان! سچا آدمی پیچھے نہیں ہٹتا وہ برابر آگے بڑھتا رہتا ہے ......اُس کا سینہ بغیر پیٹھ کے ہوتا ہے......وہ اپنی طلب میں سچ کے معیار پر برابر قائم رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کا ذرہ پہاڑ بن جاتا ہے......قطرہ سمندر، تھوڑا زیادہ، چراغ سورج اور چھلکا مغز ہو جاتا ہے...... جب تمھیں کوئی سچا مل جائے تو اُس کا ساتھ پکڑ لو...... جب تمھیں وہ شخص مل جائے جس کے پاس تمھاری بیماری کا علاج ہو تو اُس کا ساتھ پکڑ لو...... جب تمھیں وہ شخص مل جائے جو تمہارے عیب کی نشاندہی کرے تو اُس کا ساتھ پکڑ لو...... جب تمھیں وہ شخص مل جائے جو تمھاری گمشدہ چیز کا پتہ بتائے تو اُس کا ساتھ پکڑ لو......ظاہر ہے کہ تم اُن لوگوں کو نہیں پہچانتے...... بلاشبہ وہ لوگ ''آحاد افراد'' ہیں.......... چھلکا زیادہ ہے اور مغز تھوڑا...... چھلکے کوڑے دان میں ہیں اور مغز بادشاہ کے خزانے میں...... ہر وہ دل جو دنیا، شہوتوں اور لذتوں سے بھرا پُرا ہے، وہ چھلکا ہے جو صرف آگ کے کام آسکتا ہے...... جب تم اپنے دل میں مخلوق کی کچھ بھی جگہ پاؤ تو تم سزا کے حقدار ہو......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴾......﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴾[ذاریات:۵۶،۵۷، ۵۸]......(اور میں نے جن اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا نہ میں اُن سے کچھ رزق چاہتا ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں)......(بے شک اللہ ہی رزّاق ہے، قوت والا، مضبوط)......اکثر لوگوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور اُس کی حقیقت کا ایک حصہ بھی اُن کے پاس نہیں۔

افسوس! بس نام کا اسلام تمھیں فائدہ نہ دے گا، جب تک کہ اُس کے شرائط پر عمل نہ کرو...... وہ بے باطن کا ایک ظاہر ہوگا۔ باطن کی کوئی چیز تمھارے عمل کے موافق نہیں...... تمھارا ظاہر محرابِ مسجد میں ہے اور باطن نمائش اور منافقت کر رہا ہے......تم ظاہر میں زاہد

خشک ہو اور باطن حرام سے بھرا پڑا ہے ......تم گھر میں بوریا نشین ہو......شریعت ظاہری اعتبار سے تمھیں کوئی سزا نہیں دے سکتی، کیونکہ تم نے خلافِ شریعت کچھ نہیں کیا ہے، لیکن علمِ الٰہی تمھارے باطن پر ناپسندیدگی دکھلائے گا اور سرزنش کا حکم عائد کرے گا۔ مان لو! تم آج سزا سے بچ گئے ہو، مگر کل تمھیں کون چھڑائے گا؟ مان لو! تم علم ظاہر رکھنے والوں سے چھپ گئے ہو، مگر باطن کا علم رکھنے والوں سے کیسے چھپ سکتے ہو؟ جو اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں اور مخلوق کو اپنی جانی پہچانی نشانیوں سے پہچان لیتے ہیں......تم عوام کے نزدیک: نمازی، روزے دار، اطاعت شعار، ، لاغر، حاجی، پارسا، متقی اور زاہد ہو، لیکن علمِ حقیقت رکھنے والوں کے نزدیک منافق، دجال، جہنمی ہو......اگر تم اِن کے پاس آؤ گے تو یہ تمھارے دین کے گھر کی ویرانی دیکھ لیں گے ......تمھارے چہرے پر نفاق کے آثار پڑھ لیں گے ......تم کو تمھاری پیشانی سے پہچان لیں گے، مگر کچھ بولیں گے نہیں ......اُن کے منہ پر حق تعالیٰ کی مہر لگی ہے......اُس کا پردہ اور اُس کے پردے کا ہاتھ اُن کی زبانوں کو روکے ہوئے ہے...... اُس کے کرَم و بُردباری کی زبان اُنھیں منع کر رہی ہے......اگر یہ نہ ہوتا تو تمھارے پردے پھٹ جاتے۔

اے منافقو! اسلام کو ڈھنگ سے مانو تا کہ تمھیں ایمان، ایقان، معرفت، راز و نیاز اور اللہ سے ہمکلام ہونے کا موقع فراہم ہو۔

دانشمند بنو! مغز چھوڑ کر چھلکوں پر قناعت نہ کرو......اخلاص کے ساتھ عمل کرو تا کہ خلاصی پاؤ......عالم باعمل کی خدمت کرو......خدمت گذار مخدوم بنتا ہے......تواضع کرنے والا سربلند ہوتا ہے ...... خدمت کرو گے تو سردار بنو گے ......کیا تم نے نہ سنا کہ: قوم کا سردار خادمِ قوم ہوتا ہے؟! تم اپنے نفس، اپنی بیوی اور اپنے بچوں کی تو خوب خدمت کرتے ہو اور فقیروں سے اپنا مال چھپاتے ہو ......اُسے اپنی خواہش اور ناپائیدار غرضوں میں خرچ کر دیتے ہو......جلد ہی تمھیں اپنا پتہ چل جائے گا......تم خدا کے خوف سے زیادہ اپنی گلی کے پہریدار اور محلے کے سردار سے خوف رکھتے ہو......اُنھیں تحفے تحائف پیش کرتے ہو،

کیونکہ وہ تمھارے گھر کی خرابی اور گڑبڑی سے باخبر ہیں......عنقریب تمھارا مال ختم ہو جائے گا، تمھارے برے ساتھی ساتھ چھوڑ جائیں گے اور تمھارے دشمن ہو جائیں گے...... جب تمھارے تحفے تحائف بند ہو جائیں گے تو تمھاری گلی کا پہریدار اور محلے کا سردار تمھاری فضیحت کر ڈالے گا...... کیسے اللہ تعالیٰ تمھیں برکت دے گا؟ تم تو اُس کی نعمتوں کو گناہوں میں بہا دیتے ہو......عنقریب بھیک مانگتے پھرو گے اور تمھیں بھیک تک نہ ملے گی، پاخانے پیشاب خانے اور کوڑے دان تمھارے ٹھکانے ہوں گے...... ہوسکتا ہے کہ اِس برے حال میں موت بھی آجائے، پھر تم ایک اذیت سے دوسری اذیت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

دانشمند بنو اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرو! دنیا ہمیشہ کی نہیں ......آخرت ہمیشہ رہے گی ...... دنیا کی خواہشات ہمیشہ نہیں ......آخرت کی خواہشات ہمیشہ ہوں گی ......مومن دنیا کو آخرت کے بدلے اور خلق کو خالق کے بدلے بیچ ڈالتا ہے...... کچھ اللہ والے وہ ہیں کہ جب وہ اپنے اللہ کو پا کر مخلوق سے اور روئے زمین کی ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتے ہیں تو اُن کے بال بچوں کے اخراجات کی ذمہ داری بال بچوں پر ڈال دی جاتی ہے تا کہ وہ خالق کی طرف رجوع کریں اور لوگوں کے ہاتھ سے اخراجات حاصل کریں تا کہ اُن کا یہ لینا لوگوں کے حق میں رحمت ثابت ہو......تو وہ ظاہر میں محتاج ہوتے ہیں اور باطن میں بے نیاز۔ تنہائی میں بے نیاز ہوتے ہیں اور کھلے عام محتاج ......اُن کے پہلے مُرَبی کتاب وسنت ہیں...... وہ اُن پر عمل کر کے متقی ہو جاتے ہیں، پھر رسول اُن کی خواب میں تربیت کرتے ہیں......آپ اُن سے کہتے ہیں: یہ کرو اور یہ یہ نہ کرو۔ پھر وہ خواب میں رب تعالیٰ کو دیکھتے ہیں جو اُنھیں کسی کام کا حکم دے رہا ہوتا ہے اور کسی کام سے روک رہا ہوتا ہے......وہ درجہ بہ درجہ ترقی کرتے ہیں.........ایک کتاب سے دوسری کتاب......ایک گھر سے دوسرے گھر اور ایک ذکر سے دوسرے ذکر کی طرف۔

مومن کی نظر میں ساری مخلوق ایک ایسے بے چارے کی طرح ہے جو بیمار، عاجز اور فقیر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان......وہ نافرمان لوگوں سے بغض رکھتا ہے اور

اطاعت شعار لوگوں سے محبت ......وہ اپنے بغض اور محبت میں رب تعالیٰ کے ساتھ ہے...... وہ تحفے تحائف کی بنیاد پر نہ لوگوں سے محبت کرنے لگ جاتا ہے اور نہ تحفے تحائف بند کردینے پر اُن سے بغض رکھتا ہے ......وہ اپنے نفس اور اپنی خواہش کے لئے نہ محبت کرتا ہے اور نہ بغض رکھتا ہے......وہ ہمیشہ کے لئے نفس کا معزول ہے......بس طاعت الٰہی میں وہ اپنے نفس کا ساتھ دیتا ہے، جب تک اللہ کے دین پر قائم، اُس کا نگراں اور اُس کی مدد کے لئے تیار رہے۔

افسوس! دل زاہد ہوتا ہے نہ کہ جسم ......اے ظاہر میں زاہد بننے والے! تمھارا زُہد تمھارے منہ پر مار دیا جائے گا......تم نے اپنا عمامہ اور قمیص چھپا رکھا ہے......اپنا سونا زمین میں دفن کردیا ہے......موٹے بالوں کا کمبل اوڑھ لیا ہے اور میل کچیل اکٹھا کرلی ہے...... اگر تم نے اِس سے توبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ تمھاری کھال اُدھیڑ لے گا اور تمھارا سر قلم کرلے گا...... تم نے نفاق بیچنے کی ایک دُکان کھول رکھی ہے ......اگر تم نے اپنے ہاتھ سے اُسے نہ اُجاڑا، توبہ نہ کی اور زُنّار نہ توڑ پھینکا تو اللہ تعالیٰ تمھاری دکان تمھارے اوپر پلٹ دے گا اور تمھیں اُسی کے نیچے داب کر مار ڈالے گا۔

تباہی ہو! مومن کا زہد اُس کے دل میں ہوتا ہے ......رب تعالیٰ کا قرب اُس کی تنہائی میں ...... اور دنیا و آخرت اُس کے خزانوں کی چوکھٹ پر ہوتی ہیں نہ کہ دل کے اندر......ماسوا سے اُس کا دل خالی ہوتا ہے......وہ دوسرے کی کیسے سنے، جبکہ اُس کا دل مولیٰ سے، مولیٰ کی یاد اور اُس کے قرب سے سرشار ہوتا ہے؟ وہ اپنے مولیٰ کے لئے دل شکستہ اور مطمئن ہے تو لامحالہ مولیٰ اُس کے پاس ہوگا، کیونکہ اُس نے اپنے بعض کلام میں ارشاد فرمایا ہے: ''میں اُن لوگوں کے پاس ہوں جو میرے لئے دل شکستہ ہیں''۔ اُن کا نفس، ترکِ دنیا کی وجہ سے شکستہ ہے اور وہ اپنے مولیٰ کے لئے شکستہ دل ہیں۔

جب اُن کی یہ شکستہ دلی پورے طور پر ثابت ہوجاتی ہے تو وہ اُن کے پاس آکر اُن کی شکستگی کی مرہم پٹی کرتا ہے......ڈاکٹر آکر اُنھیں اچھا کرتا ہے......یہی تو آسائش ہے، دنیا و

آخرت کی آسائش کچھ نہیں۔

اللہ والے بیمار ہیں اور اُن کا ڈاکٹر اُن کے پاس ہے......وہ اپنے ڈاکٹر کے سامنے ہیں ...... وہ اُس کے لطف وکرم کی آغوش میں محوِخواب ہیں...... وہ اپنی رحمت و رافت اور احسان کے ہاتھ سے اُن کی کروٹ بدلتا ہے......جس نے کامیاب شخص کو نہ دیکھا، وہ کامیاب نہ ہوگا۔اللہ والوں کے ساتھ بیٹھواور اُن کی گفتگو سنو۔اللہ تعالیٰ کے لئے اُن کی صحبت اختیار کرو نہ کہ دنیا کے لئے ......تب تم اُن سے نفع اٹھاؤ گے......علم سیکھو، کیونکہ اِس میں بُہتیر ی بھلائیاں ہیں ......سیکھواور عمل کروتا کہ علم کا فائدہ ہو......علم تلوار ہے اور عمل ہاتھ ۔تلوار بغیر ہاتھ کے نہیں کاٹے گی اور ہاتھ بغیر تلوار کے نہیں کاٹے گا......ظاہر میں سیکھو اور باطن میں اخلاص پیدا کرو......بغیر اخلاص کے تمھیں ذرہ برابر ثواب نہ ملے گا......قرآن سنواور اُس پرعمل کرو......حق تعالیٰ نے تو اُسے اِسی لئے اُتارا ہے کہ اُس کے ذریعے تم لوگ اُس تک رسائی حاصل کرو......اُس (قرآن) کے دوسِرے ہیں: ایک سِرا اللہ کے ہاتھ میں ہے، دوسرا ہمارے ہاتھ میں ...... جب تم اُس پرعمل کرو گے تو وہ تمھارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لے گا ...... وہ تمھارے دلوں کو اپنے قرب کے گھر کی اُور اُچک لے گا، حالانکہ تم آخرت سے پہلے دنیا ہی میں رہو گے ......اگر تم اُس تک رسائی چاہتے ہوتو دنیا اور مخلوق سے بیزار (زاہد) ہوجاؤ......اپنے نفس، اہل وعیال، دولت، شہوت، موج مستی، لوگوں کی تعریف وستائش اور اپنے پاس اُن کی آمدورفت کی محبت سے بیزار ہوجاؤ...... جب یہ درست ہوجائے گا تو تم سب سے بے نیاز ہوجاؤ گے......تمھارا باطن سیر اور کلیجہ تر ہوجائے گا اور تمھارا باطن اور تمھاری خلوت آباد ہوجائے گی ...... دل اور تنہائی روشن اور نفس مطمئن ہوجائے گا...... یہ سب قرآن پرعمل کرنے کی برکت سے ہوگا...... یہ قرآن روشن سورج ہے ......اِسے اپنے دل کے گھروں میں رکھ چھوڑو تا کہ وہ تمھیں روشنی دے۔ افسوس! اگر تم چراغ بجھا دو گے تو رات کی تاریکی میں کیسے اپنے آگے دیکھو گے؟ رسول کی پکار کا جواب دو، کیونکہ وہ تمھیں زندگی بخشتے ہیں......مردہ دل کیا سنے گا! دل جو دنیا اور اُس کی محبت، مخلوق کی

محبت اور اُن سے وابستہ امید کی وجہ سے مر چکا ہے، وہ کیسے دیکھے گا؟ کیسے سنے گا اور کیسے دیکھے گا؟ دنیا کو پہچانو تو اُس سے بیزار ہو جاؤ گے...... میں دنیا کو پہچانتا ہوں، اس لئے اُس سے کنارہ کش ہوں ...... میں نفس کو پہچانتا ہوں، اِس لئے اُس کا مخالف ہوں ...... میں لوگوں کو پہچانتا ہوں، اِس لئے اُن سے نفرت ہے۔ اے مردہ دلو! تمھیں دنیا کی طلب، اُس سے دلچسپی اور اُس کی محبت ہے اور تم اے زاہدو! تمھیں جنت کی طلب نے بیڑی ڈال دی ہے کہ رب تعالیٰ کے پاس نہ جاسکو۔

افسوس! تم راستہ بھٹک گئے ہو...... گھر بنانے سے پہلے پڑوسی بناؤ۔ سفر سے پہلے ہم سفر ڈھونڈو۔ اے واعظو! بغیر کچھ کئے تم لوگ نبیوں کی جگہ (منبر) پر چڑھ بیٹھے ہو۔ تم لوگ پہلی صف میں آ دھمکے ہو، حالانکہ تم اپنے کرّ وفر اور بردباری کو آراستہ نہیں کرتے۔ اترو! علم سیکھو، عمل کرو، مخلص بنو، پھر اِس منبر پر چڑھو...... اِس معاملہ کا آغاز؛ نفس، خواہش، طبیعت، شیطان، دنیا، شہوت اور لذت کے ساتھ کشتی لڑنا، مخلوق اور اُن کے نفع نقصان کا خیال چھوڑ دینا ہے۔ مخلوق سے کنارہ کشی اور اُن کے نفع نقصان کے خیال کے ساتھ بردباری اختیار کرنا ہے...... جب تم اِن سب کو اپنے بس میں کرلو گے، اپنے ایمان کی قوت اور یقین و توحید کے بَل پر دَبا لو گے تو تمھارے دل اور تمھاری تنہائی کو حق کا جوڑا ملے گا اور قربِ الٰہی کے گھر میں مہمانی رہے گی۔ پھر وہ اُنھیں اپنی مخلوق کا اَفسر بنادے گا اور دنیا و آخرت اُنھیں واپس کردے گا۔ تب مخلوق کے ساتھ ٹھہرنے اور اُن کے لئے تکلیف اٹھانے کے میدان میں بہتر کرّ وفر ہوگا۔

اے اللہ! ہمیں اُس کام میں لگا جو تجھے راضی کرے۔

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۲۴)

رمضان میں پانچ حروف ہیں: ر،م،ض،ا،ن۔

'ر'......رحمت ورأفت (مہربانی) کی ہے۔'م'......مجازات ومنت (بخشش و احسان) اور محبت کی ہے۔'ض'......ضمانتِ ثواب کی ہے۔'ا'......الفت وقرب کی ہے اور''ن'......نور ونوال (عطیہ) کی ہے۔جب تم اِس مہینے کے حق ادا کرو گے اور پورے طور پر عمل پیرا ہو جاؤ گے تو یہ ساری چیزیں حق تعالیٰ کی بارگاہ سے تمھیں حاصل ہوں گی...... دنیا میں تمھارے دل کو تقویت، روشنی اور ظاہر و باطن کی بخشش ملے گی اور آخرت میں وہ ملے گا جسے آنکھوں نے دیکھا ہوگا، کانوں نے سنا ہوگا اور نہ کسی آدمی کے دل میں جس کا خیال گذرا ہوگا۔

اکثر لوگوں کو روزے کی خبر نہیں......حکم کا احترام، حکم دینے والے کے احترام کے مطابق ہوتا ہے۔لھٰذا جس کسی کو اللہ تعالیٰ کی خبر نہ ہوگی، نہ رسولوں کی، نہ نبیوں کی اور نہ صالح بندوں کی تو اُسے اِس مہینے کی بھی خبر نہ ہوگی۔

اکثر لوگ اپنے باپ داداؤں، اپنی ماؤں اور اپنے پڑوسیوں کو روزہ رکھتے دیکھتے ہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ روزے رکھ لیتے ہیں۔یہ عادت کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ عبادت کے طریقے پر......وہ سمجھتے ہیں کہ بس کھانے پینے سے رک جانے کا نام روزہ ہے، جبکہ وہ روزہ کے شرائط وارکان ادا نہیں کرتے......اللہ تعالیٰ کے لئے روزے رکھو......اِس مہینے کے روزے اور عبادت کی وجہ سے بے چین نہ ہو جاؤ......عمل کرو اور اخلاص پیدا کرو...... نمازِ تراویح کی پابندی کرو......اپنی مسجدوں میں (تلاوت وعبادت کے لئے) چراغاں کرو، کیونکہ وہ قیامت کا نور ہے۔اگر تم اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے اور اُس کا احترام بجالاؤ گے تو یہ مہینہ قیامت کے دن تمھارا سفارشی ہوگا۔تم روزہ کا حق ادا کرو تا کہ وہ تمھارا حق ادا کرے......تم اُس کا حق پورا کرو تا کہ وہ تمھارا حق پورا کرے......حق تعالیٰ کے

حضور تمھارے حق میں گواہی دے، تمھاری تعریف کرے.....تمھارے لئے خدا کا فضل و کرم، نعمت و منت، لُطف و مہربانی، حفظ و نگہبانی و نگرانی طلب کرے۔

افسوس! تمھیں کیا چیز نفع پہنچائے گی......تم حرام کھانوں سے سحری وافطار کرتے ہو اور اِن مبارک راتوں میں گناہ کر کے سوتے ہو......افسوس! تم، لوگوں کو دکھانے اور نفاق کی وجہ سے روزہ رکھتے ہو...... جب اکیلے ہوتے ہو تو کھا پی کر (روزہ دار جیسا منہ بنا کر) باہر نکل آتے ہو اور کہتے ہو: میں روزے سے ہوں۔ دن بھر گالی گلوج اور پھکڑ بازیاں کرتے پھرتے ہو اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہو، ماپ تول میں گھپلا کر کے، حیلے بہانے سے اور لوٹ کر لوگوں کا مال حاصل کرتے ہو۔

ایسے روزے سے تمھیں کوئی فائدہ نہیں، بلکہ وہ روزہ ہی نہیں شمار ہوگا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کتنے روزہ دار ایسے ہیں جن کو اپنے روزوں سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا اور کتنے قائم اللیل ایسے ہیں جنھیں اپنے قیام سے تھکن اور رَت جگائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا''۔ ایسے لوگ بظاہر مسلمان ہیں مگر باطن میں بت پرستوں کی طرح ہیں۔ افسوس! تم اسلام، توبہ، عذر خواہی اور اخلاص کی تجدید کرو تا کہ مولیٰ تعالیٰ تمھیں مقبول بنائے اور تمھارے گذشتہ گناہوں کو معاف کرے۔

اے روزے دارو! رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو......اُس نے تمھیں کیسا روزہ رکھنے کی اہلیت اور قدرت دی؟! روزے دار کے کان، آنکھ، ہاتھ، پیر، تمام اعضا اور دل کو روزہ رکھنا چاہئے ...... جب روزہ رکھو تو جھوٹ، جھوٹی گواہی، غیبت، چغلی، لوگوں کی بدگوئی اور لوگوں کا مال ہڑپنے سے پرہیز کرو......روزہ اس طرح رکھو کہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاؤ......اگر تم گناہوں میں پڑ گئے تو روزے سے کوئی فائدہ نہیں، کیا تم نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا؟: ''اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ'' ......(روزہ ڈھال ہے)......جُنَّةٌ کا مطلب ہے کہ روزہ روزہ دار کو گناہوں سے بچاتا اور ڈھانپ لیتا ہے۔ اِسی لئے ڈھال کو ''مِجَنَّةٌ'' کہتے ہیں، کیونکہ ڈھال سپاہی کو بچاتی ہے اور اُس سے تیروں کو روکتی ہے۔ پاگل کو ''مَجْنُوْن'' کہتے ہیں،

کیونکہ اُس کی عقل چھپ جاتی ہے۔روزہ اُس شخص کے لئے ڈھال ہے جو پرہیز گاری، تقویٰ اور اخلاص کے ساتھ روزہ رکھے،جبھی وہ روزہ اُسے دنیاوآخرت کی آفتوں سے بچائے گا۔اے روزے دارو! فقیروں اور مسکینوں کو بھی کچھ افطاری دے کر بھلا کرو، کیونکہ اِس میں بہت زیادہ ثواب اور تمھارے روزوں کے مقبول ہونے کی نشانی ہے۔

سب کچھ ختم ہو جائے گا......جو کچھ تم نے آخرت کے لئے ایڈوانس کرر کھا ہے، وہی باقی رہے گا،لھٰذا جہاں تک ہو سکے،آخرت کے لئے ایڈوانس کرتے رہو......قیامت کے دن تم بھوکے پیاسے، ننگے خوفزدہ، شرمسار اور سہمے ہوئے اٹھائے جاؤ گے......جس نے دنیا میں کھلایا ہوگا اُسے اُس روز کھلایا جائے گا......جس نے دنیا میں پلایا ہوگا، اُسے اُس روز پلایا جائے گا......جس نے دنیا میں پہنایا ہوگا، اُسے اُس روز پہنایا جائے گا...... جس نے دنیا میں حق تعالیٰ کا خوف رکھا ہوگا اور اُس سے حیا کی ہوگی، وہ اُس روز مامون ہوگا اور جو دنیا میں رحم کھایا ہوگا، اُس پر اللہ تعالیٰ اُس دن رحمت فرمائے گا۔

اس مہینے میں شب قدر ہے۔سال بھر میں یہ سب سے عظیم رات ہے...... خدا کے نیک بندوں کو اُس کی پہچان ہے۔خدا کے کچھ ایسے نیک بندے ہیں جن کی آنکھوں کے پردے کھول دیئے جاتے ہیں تو فرشتوں کے ہاتھ میں اُلوہیت کا نور، فرشتوں کے چہرے کا نور، آسمانوں کے دروازے کا نور اور وجہِ حق تعالیٰ کا نور دیکھتے ہیں، کیونکہ حق تعالیٰ اُس رات زمین والوں کے لئے تجلی بار ہوتا ہے۔

اے لوگو! کھانے پینے ہی کی نہ سوچتے رہو، کیونکہ یہ گھٹیا سوچ ہے......تم کھانے پینے میں پڑ گئے ہو، جبکہ رزق کا معاملہ تمھارے لئے کافی ہے۔لھٰذا پوری محنت اُسی میں نہ لگا دو، پاک بے نیاز ہے وہ جو نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے اور نہ سوتا ہے......تمھارا حرص بڑھ چلا ہے اور پرہیز گاری اور امانتیں گھٹ گئی ہیں۔افسوس! دنیا ایک گھڑی کی ہے، اُسے طاعت میں لگا دو۔اے نوجوان! دنیا وآخرت کے سارے معاملات میں پرہیز گاری اختیار کرو؛ کامیاب رہو گے......جب تم پرہیز گاری اپناؤ گے تو تمھارے خلاف کوئی حجت نہ رہ جائے گی

......اور تمھیں رضائے الٰہی حاصل ہوگی ...... کسی صالح بندے کو خواب میں دیکھا گیا تو اُن سے پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا کہ: بخش دیا۔ پوچھا گیا: وہ کیوں؟ بتایا: میں ایک دن غسلخانے میں وضو کر کے مسجد چلا، جب مسجد کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دِرہم برابر میرا پاؤں خشک ہے، جہاں پانی نہیں پہنچ سکا ہے تو میں واپس گھر آیا اور اُسی غسلخانے میں جا کر اُسے دُھویا تو اللہ تعالیٰ نے کہا: میں نے تجھے شریعت کے اِس احترام کی وجہ سے بخش دیا۔

تم اُن اللہ والوں سے کہاں غافل پڑے ہو جو اپنی خوابگاہوں سے پہلو تہی کرتے ہیں اور نہیں سوتے۔ وہ سوئیں بھی تو کیسے؟ خوف الٰہی اُنھیں بے چین کیئے رہتا ہے اور آنکھوں سے نیند اُڑا دیتا ہے ...... جو اُنس وہ اپنے قیام اللیل میں پاتے ہیں اُس کی اُنھیں ضرورت ہے ...... سجدوں میں جھپکی لگ جانے کے سوا وہ نہیں سوتے ...... پاک ہے وہ جس کا احسان ہے کہ اُس جھپکی کی وجہ سے اُن کے جسم آرام پا جاتے ہیں ...... اُس وقت وہ بستر پر بے چین رہتے ہیں، ایک پل اُس پر ٹھہرنا نہیں چاہتے ...... کبھی خوف سے کبھی اُمید سے۔ کبھی حیا کے مارے کبھی شوق کی وجہ سے۔ کم طاعتِ الٰہی کے باوجود تمھارے اندر خوفِ الٰہی کس قدر کم ہے ...... زیادہ طاعتِ الٰہی کے باوجود صالحین کو کس قدر زیادہ خوف رہتا ہے ...... ہمارے نبی ﷺ جب نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ کے سینے سے ہانڈی گڑگڑانے کی طرح آواز نکلتی تھی۔

ابراہیم علیہ السلام جب نماز پڑھتے تھے تو آپ کے سینے کی گڑگڑاہٹ کم وبیش ڈھائی کلومیٹر تک سنی جاتی تھی ...... وہ لوگ اس قدر خدا کا خوف رکھتے تھے، جبکہ وہ صدیق، خلیل، محبّ اور مستجابُ الدعوات ہوا کرتے تھے۔ لٰہذا مجھے بتاؤ کہ تم جس رَوش پر ہو اُس کی کیا وجہ ہے؟

میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ بیچ ہی میں چکر کھا رہے ہو اور تمھاری عمر نکلی جارہی ہے ...... تمھیں طاعت سے لگاؤ کم اور وحشت زیادہ ہے ...... تم تھوڑی سی نیکی پر قناعت کر چکے ہو

مگر ڈھیر ساری دنیا سے بھی تمھارا پیٹ بھر نہیں رہا...... یہ اُس آدمی کا کام نہیں جو جانتا ہے کہ اُسے مرنا ہے، رب تعالیٰ سے ملاقات کرنی ہے اور قیامت کے دن اُس کے اعمال پیش ہونے ہیں...... یہ اُس آدمی کا کام نہیں ہے جو جانچ پڑتال اور سخت حساب سے ڈرتا ہے ...... یہ اُس آدمی کا کام نہیں جو قبر میں جانا تو چاہتا ہے، مگر نہیں جانتا کہ وہ قبر جہنم کا گڑھا ہوگی یا جنت کی کوئی کیاری۔

اللہ والے دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات میں نماز پڑھتے ہیں۔ جب تھک جاتے ہیں تو فرش پر لیٹ جاتے ہیں۔ اِس طرح آرام کرتے ہیں پھر وہ اپنے بستروں سے پہلو تہی کرتے ہوئے اُٹھ بیٹھتے ہیں اور دوبارہ اُسی حالتِ نماز پر لوٹ آتے ہیں...... وہ خوف ورَجا (امید) کے ساتھ اپنے رب سے دعا کرتے ہیں...... خوف اِس بات کا کہیں دعا رَد نہ ہو جائے اور امید اِس کی کہ دعا قبول ہوگی...... وہ دعا میں کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اخلاص کے ساتھ، نفس کے خیال اور خود پسندی سے خالی ہو کر کوئی صحیح، کامل عمل نہیں کیا۔ اِس لئے خوف کھاتے ہیں کہ دعا رَد نہ ہو جائے اور قبولیت کی اُمید اِس لئے رکھتے ہیں کہ جانتے ہیں، وہ بڑا کریم ہے۔ تھوڑے کو زیادہ دیتا ہے۔ گھٹیا اور کھوٹا لے کر عمدہ دیتا ہے۔ کم پونجی لے کر پورا پورا دیتا ہے۔

خوف عزیمت ہے اور امید رخصت۔ اللہ والے خوف ورَجا کے درمیان ہوتے ہیں، تردُّد کرتے ہیں...... کبھی اِس میں اور کبھی اُس میں...... کبھی ظاہر کے ساتھ اور کبھی باطن کے ساتھ...... کبھی صفائی کے ساتھ اور کبھی پراگندگی کے ساتھ...... کبھی عزت میں کبھی ذلت میں...... کبھی دینے میں اور کبھی روک لینے میں...... وہ برابر اِسی انداز پر زندگی گذارتے ہیں، یہاں تک کہ لکھی ہوئی موت آجاتی ہے اور اُن کے دل اپنے خالق سے جا ملتے ہیں، پھر اُس وقت اُن کے پاس نہ کوئی رخصت رہ جاتی ہے اور نہ پراگندگی، بلکہ عزیمت اور پوری صفائی ہوتی ہے۔ (مرنے کے بعد) تمھارا مال دروازے تک رہ جائے گا اور تمھارے گھر والے قبر تک ساتھ رہیں گے اور پھر چھوڑ کر لوٹ آئیں گے اور عمل تمھارے ساتھ

ساتھ رہے گا اور تمھارے ساتھ قبر میں جائے گا، وہ تم سے جدا نہ ہوگا۔

اے غافلو! جو بے وفا ہیں، اُن کی تعداد گھٹاؤ اور جو ساتھ نبھانے والے (اعمال) ہیں اور چھوڑ کر جانے والے نہیں ہیں، اُن کی تعداد بڑھاؤ...... زیادہ سے زیادہ عمل صالح کرو...... روزے رکھو اور روزوں میں اخلاص پیدا کرو...... نماز پڑھو اور نماز میں اخلاص پیدا کرو...... حج کرو اور حج میں اخلاص پیدا کرو...... زکوٰۃ دو اور زکوٰۃ میں اِخلاص پیدا کرو...... رب تعالیٰ کا ذکر کرو اور ذکر میں اِخلاص پیدا کرو...... صالحین کی خدمت کرو اور اُن کا تقرّب حاصل کرو اور اُن کی خدمت میں اِخلاص پیدا کرو...... خود اپنے عیب پر نظر رکھو دوسروں کے عیب نہ ٹٹولو...... بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو...... لوگوں کے بھید نہ ٹٹولو اور نہ اُن کے راز کا پردہ چاک کرو...... جو (عیب) ظاہر ہو اُسے ناپسند رکھو اور جو پوشیدہ ہے، تمھیں اُس سے کیا لینا؟ تم اپنے آپ کو دیکھتے رہو، دوسرے سے کیا لینا؟ زیادہ لایعنی گفتگو نہ کرو، کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''اچھا مسلمان وہ ہے، جو لایعنی باتوں کو چھوڑ دے''۔ تمھارے عیب (اصلاح کے) کام کے ہیں اور دوسرے کے عیب تمھارے لئے لایعنی ہیں...... فرمانبرداری کرو، نافرمانی مت کرو...... موحّد بنو، مشرک نہ رہو...... خلق اور اسباب پر اعتماد کرلینا شرک ہے۔

افسوس! تم پاگل ہو...... ناراضی اور اعتراض تمھیں کچھ نہ دیں گے...... تمھاری ہی کچھ چیزیں چھن جائیں گی...... غصہ نہ کسی چیز کو آگے کرسکتا ہے اور نہ پیچھے...... مصیبت ڈالنا اور مصیبت دور کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے...... اُسی نے بیماری اور دوا پیدا کی ہے۔ جس نے بیماری پیدا کی، اُسی نے دوا بھی پیدا کی...... اُس نے تم پر مصیبت اِسی لئے ڈالی ہے کہ وہ تمھیں تمھارے نفس کی پہچان کرائے...... مصیبت ڈال کر اور مصیبت دور کرکے اپنی نشانیوں اور اپنی قدرتوں کو دکھائے...... اپنے پردے کا اٹھانا اور گرانا دکھائے...... مصیبتیں دروازۂ حق تعالیٰ کو کھٹکھٹانے والوں کی رہنما ہیں...... دل کو حق تعالیٰ کے ساتھ اکٹھا کرنے والی ہیں...... منزلوں تک پہنچانے والی ہیں...... مصیبتوں پر غصہ نہ کرو، کیونکہ چون و چرا

کرکے تم جو باتیں ناپسند کررہے ہو، اُن میں تمھارے لئے کچھ مصلحتیں ہیں ...... اگر مصیبتوں پر صبر کروگے تو ظاہری و باطنی گناہوں سے پاک ہوجاؤگے ...... نبی ﷺ سے مروی ارشاد ہے: ''مومن پر مصیبت اُترتی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ زمین پر ایسے چلتا ہے کہ اُس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا''۔ فرشتے اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی ہوئی خطاؤں کو مٹادیتے ہیں اور بھلادیتے ہیں۔ ایک بزرگ کہا کرتے تھے: الٰہی! لوگ تجھ سے تیری نعمتوں کی وجہ سے محبت کرتے ہیں اور میں تجھ سے تیری اُتاری ہوئی مصیبتوں کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔

اور ایک بزرگ تھے جب کسی دن اُن پر مصیبت نہ آتی تو کہا کرتے: الٰہی! مجھ سے آج کیا گناہ ہوگیا کہ تو نے مجھے مصیبت سے محروم کردیا؟

افسوس! اگر تم اس کے فیصلے سے راضی نہیں تو اُس کا رزق مت کھاؤ اور اُس کے سوا کوئی اور رب تلاش کرلو...... اللہ تعالیٰ نے اپنے دوسرے کلام میں ارشاد فرمایا: ''اے ابن آدم! اگر تم میرے فیصلے پر راضی نہیں اور میری لائی مصیبت پر صبر نہیں تو میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرلو''۔ اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ صبر کرو، کیونکہ اُس کے سوا تمھارا اور کوئی رب نہیں...... کوئی اور دوسرا رب نہیں...... اُس کے علاوہ دوسرا دروازہ نہیں...... نہ دوسرا خالق ہے اور نہ دوسرا رازق...... اس اکیلے (اللہ) کے ساتھ اُس کے ارادے پر صبر کرو۔

اے اللہ! ہمیں مطمئن، راضی، موافق، تابعدار مسلمان بنادے۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۲۵)

اے نوجوان! بندہ جب حق تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو وہ اُس کے دل کو پورے طور پر قریب کر لیتا ہے...... اُسے بھرپور دیتا ہے...... اُس پر مکمل مہربانی کرتا ہے اور اُسے بالکل عزیز بنالیتا ہے...... جب وہ وہاں سکون پالیتا ہے تو اُسے اپنے سے دور کر دیتا ہے اور تنگدست بنا دیتا ہے...... اُس کے اور اپنے درمیان حجاب ڈال دیتا ہے...... یہ دیکھنے کے لئے اُسے آزماتا ہے کہ آیا بھاگ جاتا ہے یا لَو لگائے رہتا ہے اور ڈٹا رہتا ہے...... اگر وہ ثابت قدم رہتا ہے تو حجاب اٹھالیتا ہے اور اُسے پرانی حالت پر لے آتا ہے...... کیا تم نے باپ کو نہ دیکھا؟ کہ وہ آزمانے کے لئے اپنے بیٹے کو گھر سے نکال دیتا ہے اور اُس پر دروازہ بند کر دیتا ہے۔ وہ انتظار کرنے لگتا ہے کہ اب وہ کیا کرتا ہے؟ جب دیکھتا ہے کہ بیٹا چوکھٹ پر پڑا ہوا ہے...... کسی پڑوسی کے پاس جا کر شکایت نہیں کر رہا اور بدتمیزی سے پیش نہیں آرہا تو دروازہ کھول دیتا ہے اور اُسے اُٹھا کر گلے سے لگالیتا ہے، پھر اور زیادہ اُس پر احسان کرتا ہے۔ جو کوئی بھی اپنے عمل میں مخلص نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کے قرب و کرامت کا ایک ذرہ بھی اُس کے ہاتھ نہ لگے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوسرے کلام میں ارشاد فرمایا: ''میں تمام شریکوں میں شرک سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اُس میں غیر کو شریک کر لیا تو اُس کا وہ عمل میرے شریک کے لئے ہے، میرے لئے نہیں، میں وہی عمل قبول کروں گا جو میری رضا جوئی کے لئے ہوگا''۔

نبی ﷺ سے مروی ارشاد ہے: ''قیامت کے دن منافق کو آواز دی جائے گی۔ اے دھوکے باز! اے گناہوں میں شرابور! جاؤ اپنا بدلہ اُس سے مانگو جس کے لئے تو نے عمل کیا تھا''۔

اے غیر اللہ کی عبادت کرنے والو! کیا تم نے نہ سنا کہ اللہ کا کیسا ارشاد ہے؟:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [ذاریات:۵۶]......(میں نے جنّ و

اِنس کوصرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا)......اورارشاد ہے: ﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾[بیّنہ:۵]......(اوراُنھیں یہی حکم دیا گیا کہ اللہ کی عبادت اُس کے دین کو خالص کرکے کریں)...... بندے پر واجب ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت، اُس کی خوشنودی حاصل کرنے اوراُس کی رضا جوئی کے لئے کرے، نہ کسی اور غرض کے لئے، نہ کسی بخشش کے لئے...... اگر کوئی جلوت میں اخلاص فی العمل نہ کر پاتا ہو تو اُسے خلوت میں اِس طرح عمل کرنا چاہئے کہ لوگ نہ دیکھ سکیں اور نہ اُس کی تلاوتِ قرآن اور تسبیح کی آواز سن سکیں...... رِیا کا معاملہ بڑا ٹیڑھا ہے......ایک اللہ والے کا کہنا ہے کہ: اگر کوئی شخص اندھیرے گھر میں نماز پڑھ رہا ہواور کوئی عاجز فقیر حبشی غلام جو کچھ نہ کرسکتا ہو، پتہ پالے تو اُس کی وجہ سے وہ اپنے اِس معمول کو بدل دے۔

ہر وہ شخص جو عمل کرتا ہو،مگر اخلاص نہیں کرتا تو اُس عمل میں اُس کا کوئی حصہ نہیں۔
اے خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہ سنا؟: ﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾[بقرہ:۳]......(اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرتے ہیں)......یعنی اپنے اہل وعیال، فقیروں اور مسکینوں پر خرچ کرتے ہیں۔بخیل، محروم دُھتکارا ہوا مردود ہے ......خلق اور خالق سے دور ہے......رب تعالیٰ سے اُس کا فضل مانگو......اُس سے مانگو چاہے تمھاری مانگ پوری کرے نہ کرے، کیونکہ اُس سے مانگنا عبادت ہے......دوری میں دُعا، قرب میں مناجات اور محبت میں اشارے ہوا کرتے ہیں...... جو دور ہوتا ہے وہ دروازے کی طرف فریاد کرتا ہے، پکارتا ہے کہ اے بادشاہ! مجھے عطا کر، مجھے قریب کر اور جو بادشاہ کے قریب چوکھٹ پر ہے، وہ اُس سے دھیمی آواز میں باتیں کرتا ہے، کیونکہ وہ قریب ہوتا ہے اور جو پہلو میں ہوتا ہے اُس پر ہیبت کا غلبہ ہوتا ہے۔لھٰذا وہ چپ رہتا ہے اور اشاروں میں کہتا ہے۔مسلمان دوری میں ہوتا ہے، اس لئے وہ پکارتا ہے اور دعا کرتا ہے اور مومن عارف قرب میں ہوتا ہے اس لئے وہ حسن ادب ملحوظ رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ باتیں کہتا ہے اور محبوب جس کا دل قرب کی کوٹھری میں پہنچا ہوتا ہے وہ اشاروں ہی اشاروں میں کہتا ہے۔

اللہ اُس پر رحم فرمائے جس نے میری بات پالی، اُس پر عمل کیا، مجھ پر اور میری گفتگو پر شک کرنے کو دل سے نکال دیا۔ جو بات سمجھ میں نہیں آئی اور جس تک علم کی رسائی نہیں، اُسے اللہ کے سپرد کر دیا۔

اللہ والے ایمان رکھتے ہیں، تصدیق کرتے ہیں اور اپنے مال کو نیک لوگوں پر خرچ کرتے ہیں...... وہ اپنا مال نفس پر حجت قائم کر کے خرچ کرتے ہیں...... کبھی فرض زکوٰۃ اور کبھی نفلی صدقہ، کبھی ایثار اور کبھی نذر...... وہ پکی قسمیں کھاتے ہیں کہ ضرور اِن چیزوں کو ادا کریں گے...... وہ اپنے دل اور یقین کو قوت دینے اور نفس پر قہر ڈھانے کے لئے اُن سب چیزوں کے ذریعہ تقرّبِ الٰہی حاصل کرتے ہیں...... کچھ اللہ والے وہ ہیں جنھیں اپنے مال میں سے ایک معین چیز دینے کا حکم ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جن کے ہاتھ سے بخشش جاری رہتی ہے اور اُنھیں اُس کا احساس تک نہیں ہوتا...... اولیا کو حکم ہوتا ہے کہ فقیروں اور مسکینوں پر خرچ کریں اور اَبدال کے ہاتھوں سے مال لیا جاتا ہے جس کا اُنھیں احساس بھی نہیں ہوتا۔ ایک اللہ والے کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کسی جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اُدھر سے عیاروں کی ایک جماعت گذری تو ایک نے کاندھے سے اُن کی چادر اُتار لی...... جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو جس نے چادر اُتاری تھی، اُس نے چادر دیتے ہوئے کہا: میں نے آپ کی چادر لی، آپ کو پریشان کیا، میرے لئے اِسے جائز کر دیجے۔ اُنھوں نے اُسے کہا: بخدا! مجھے نہیں پتہ۔ تم نے کب اِسے لیا؟ اَب لوٹا رہے ہو تب بھی نہیں پتہ (کہ یہ میری ہی چادر ہے۔) اگر تم لینا چاہو تو لے لو۔

اللہ والوں کو نہیں پتہ کہ دوسرے کیا کر رہے ہیں...... جب وہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں تو ماسوا سے رُوپوش ہو جاتے ہیں۔ معنیٰ (باطن، مراد) چھپ جاتا ہے، صورت سامنے رہتی ہے...... دل چھپ جاتا ہے، جسم نظر آنے لگتا ہے۔ مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب گھر میں داخل ہوتے تو اُن کے بچے ادب کے مارے سناٹے میں آجاتے اور کوئی ایک

بھی ہنسی نہ کر پاتا ...... اُنھیں بچوں کی اِس گھُٹن کا احساس تھا۔ چنانچہ جب وہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اُنھیں کہہ دیتے کہ اپنے مشغلے میں لگ جاؤ اور اپنی گھُٹن چھوڑ دو، کیونکہ اب مجھے پتہ نہیں چلے گا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ لٰھذا جب وہ نماز شروع کر دیتے تو بچے بے تکلف ہو کر کھیل کود میں لگ جاتے اور ہنسی کرتے، جبکہ اُنھیں بچوں کی دھما چوکڑی کا احساس نہ ہوتا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، بغل ہی میں (مسجد کا) ایک ستون چھت لے کر گر پڑا اور اُنھیں گرنے کا پتہ نہ چلا۔ ایک بار اُن کے گھر میں آگ لگ گئی، اُس وقت وہ نماز میں تھے۔ لوگ دوڑے آئے اور آ کر آگ بجھائی اور وہ اُس سے بے خبر ہی رہے۔

سارے اللہ والے حق تعالیٰ کے لئے ہوتے ہیں...... وہ خدمت خلق کے لئے ہوتے ہیں اور خالق اُن کا ہوتا ہے...... دنیا کی جو دولت اُن کے ہاتھ میں ہوتی ہے اُسے اور جو علم ان کے دل میں ہوتا ہے، اُسے خرچ کرتے ہیں...... اُنھیں ''بڑا خزانہ'' مل گیا، اَب اُن کے نزدیک دنیا کے خزانے ہیچ ہیں...... اُنھوں نے بڑی سلطنت دیکھ لی، اَب دنیا کی سلطنتیں اُن کی نظروں میں ہیچ ہیں...... وہ ہر مکوّن (دنیا) سے بیزار ہو گئے تو اُن کے دل کو تکوین جیسی خوبی حاصل ہو گئی۔ جب تک یہ ظاہری دنیا، ہاتھ اور دل میں رہے گی تب تک تم کچھ بھی تکوین کی روشنی نہ دیکھ سکو گے۔

ایک اللہ والے سے پوچھا گیا کہ: آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟

جواب دیا: بڑے کھلیان سے۔

پوچھا گیا: یہ بڑا کھلیان کیا ہوتا ہے؟

کہا: ''کُنْ فَیَکُوْنَ'' (ہو جا تو ہو جاتا ہے۔)

دنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھو اور اُخروی معاملات میں اپنے سے برتر لوگوں کو دیکھو۔ کسی اللہ والے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُنھوں نے عید کے دن ایک لوبیا (ماش کی قسم کا پودا جس کی کچی پھلیوں اور دانوں کو پکا کر کھاتے ہیں۔)) خریدی اور ویسے ہی کھانے بیٹھ گئے۔ اُنھوں نے کہا کہ آج عید جیسے دن میں کوئی میری طرح ہو گا

جو بغیر نمک مسالہ کے لوبیا کھا رہا ہو؟ پھر اُنھوں نے مڑ کر دیکھا کہ جو چھلکے وہ پھینک رہے تھے، اُنھیں ایک شخص اُٹھا اُٹھا کر کھا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ رو پڑے اور اپنی اِس بات پر اللہ تعالیٰ سے معذرت چاہی۔

اے ابن آدم! تمھارے نفس سے بڑا کنجوس کون ہوگا؟ کیا حق تعالیٰ نے تم سے قرض نہ مانگا اور تم اُسے قرض نہیں دے رہے ہو؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہ سنا؟: ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً﴾ [بقرہ:۲۴۵]......(کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے)......اگر تم قرضِ حسن دوگے اور فقیر کو دینے کا بہانہ مان لوگے تو وہ بڑھا کر کئی گنا کر دے گا اور تمھارے دینے سے زیادہ، تمھیں آج اور کل دے گا......اُس سے لین دین کرو، کیونکہ منافع تم دیکھ چکے ہو......بغیر کسی تجربے کے اُس سے لین دین کرو۔ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو اگر پانسو دینار کی ضرورت ہوتی تو اُن کے پاس جو پچاس دینار ہوتے اُسے صدقہ کر دیتے، کچھ دنوں بعد اُنہیں پانسو دینار ہاتھ آجاتے اگر ہاتھ نہ بھی آتے تو رب تعالیٰ پر نہ شک کرتے، نہ اُس سے جھگڑتے اور نہ آئندہ بخل کرنے لگتے۔

اللہ والوں نے کتاب وسنت اور یقین قلب کے معیار پر رب تعالیٰ سے لین دین کا مزاج بنالیا ہے۔ کسی بزرگ کے پاس تین انڈے تھے۔ ایک سائیں آیا تو اُنھوں نے اپنی باندی سے کہا: تینوں انڈے اُسے دے دو۔ باندی نے دو انڈے دیئے اور ایک بچالیا۔ کچھ دیر بعد اُن کا ایک دوست بیس انڈوں کا تحفہ لے کر آیا تو اُنھوں نے اپنی باندی سے پوچھا: تم نے سائیں کو کتنے انڈے دیئے تھے؟! اُس نے کہا: دو۔ میں نے ایک انڈا آپ کے افطار کے لئے بچا رکھا تھا۔ تب اُنھوں نے کہا: اے کم یقین والی! تو نے ہمیں دس انڈوں سے محروم کر دیا۔ نبی ﷺ سے مروی ارشاد ہے: ''ملعون ہے وہ شخص جو اپنی جیسی مخلوق پر فخر کرتا ہے''۔

اے مسکین! (بال بچوں کے لئے بقدر کفایت نہ رکھنے والا) اگر تم سے کوئی مانگنے آئے تو اُسے قرض دے دو......اُسے یہ نہ کہو کہ: تم مجھے ادا کیسے کروگے؟ اپنے نفس کی

مخالفت کرو ...... اُسے قرض دے دو......اور کچھ دنوں بعد اُسے ہبہ کردو......ایک فقیر ایسا بھی ہے جو بھیک مانگنا پسند نہیں کرتا، بلکہ وہ قرض اٹھاتا ہے اور ادائیگی کی نیت رکھتا ہے ......اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قرض مانگتا ہے۔اے دولتیے !اگر وہ تمھارے پاس آکر قرض مانگے تو اُسے قرض دے دو اور یہ احساس نہ ہونے دو کہ تم اُسے بھیک دے رہے ہو ورنہ وہ اور بھی شکستہ دل ہو جائے گا......اگر زیادہ دن گذر جائے تو اُس سے ملاقات کر کے گذارش کرو کہ وہ میری طرف سے قبول کرلو ......اور تم اُس سے بری ُالذِمّہ ہو جاؤ تو تمھیں ایسا ثواب حاصل ہوگا جس کی خوشی پہلے بھی ہے اور اخیر میں بھی ۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''دروازے پر آنے والا فقیر، بندے کے لئے اللہ کا تحفہ ہے''۔افسوس! کیسے نہ فقیر اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہوگا۔جبکہ وہ تمھاری دنیا سے لے کر تمھاری آخرت کو دے گا۔اور ایسی چیز بچا کر رکھے گا جو ضرورت کے وقت تمھارے کام آئے گی......تم اُسے جتنا دوگے وہ تو ختم ہو کر چلا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمھارے درجات بلند ہوں گے ۔افسوس!اے بندے کیا تم حیا نہیں کرتے ؟افسوس!اے بندے تم اپنے رب تعالیٰ کی عبادت اِس لئے کرتے ہو کہ جنت ملے اور حور و غلمان ہاتھ لگیں...... جنت گھر ہے ...... پڑوسی کہاں ؟حق تعالیٰ کی خوشنودی چاہنے والے وہ نہیں ہیں جو جنت چاہتے ہیں......وہ نہیں ہیں جو دنیا چاہتے ہیں ......وہ نہیں ہیں جو مخلوق کو چاہتے ہیں......دیدار الٰہی اور قرب الٰہی کے خواہشمند حضرات بہت کم ہیں ۔اُس کا دیدار عارفوں اور محبوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ......اِن دونوں جماعتوں میں کتنا فرق اور کس قدر دوری ہے؟!

اے دنیا کے طلبگار!حق تعالیٰ کو اک نظر دیکھنے کا سرور جنت کی تمام چیزوں: غلمان، لذت و شہوت اور آسائش سے کہیں بڑھ کر ہے تو چند نظروں اور چند گھڑیوں کا سرور کیسا ہوگا؟ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے اور سب سے بڑی مصیبت پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت ہے۔ کنوارے شخص کو کیا ہوا کہ وہ روزہ نہیں رکھتا، بازاروں میں ٹہلتا پھرتا، شہوت و لذت کی غذائیں کھاتا، شیطان طبیعت برے ساتھیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔وہ تو جیسے نفس کے

ایندھن میں شہوتوں کی آگ بھڑکا رہا ہے۔اے اللہ! ہمیں اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنے کی قوت بخش! ہمیں ہدایت نصیب کر! ہمیں ایسا روشن کردے کہ لوگ ہم سے روشنی حاصل کریں۔ہمیں اپنے اُنس کی شراب پلا، تاکہ ہم سرشار ہوں اور اُس سے ہر پیاسا سیراب ہو۔ہمیں بخشش اور خوشنودی سے نواز! بخشش پاتے وقت ہمیں شکر یہ کا مزاج دے اور دروازے بند ہوتے وقت، اور محرومی میں راضی رہنے کا...... ہمارے سچ کو اَنمِٹ بنادے اور ہمارے جھوٹ اور فراڈ کو مٹادے۔آمین!

متقی وہ لوگ ہیں جو خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور ہر حال میں اُس کا دھیان رکھتے ہیں......رات دن اُن کے دل اُس سے گھبراتے ہیں......رات کو سوتے وقت خوف کرتے ہیں کہ آفتوں پر صبر نہ کرنے کی وجہ سے خدا سے رشتہ نہ ٹوٹ جائے اور وہ کفر کی راہ میں نہ جاپڑیں......خوف کرتے ہیں کہ موت ایسے وقت نہ آجائے کہ ہم برے کام میں لگے ہوں۔وہ لوگ کھلے دل سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں اور بھلائی کے سارے کام دل کھول کر کرتے ہیں۔پھر بھی ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں اُن کا عمل ٹھکرانہ دیا جائے...... اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا علم ہے؟ یہ سوچ سوچ کر سہمے سہمے سے رہتے ہیں۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جب سفیان ثوری سے ملاقات کیا کرتے تو اُنھیں کہتے کہ آؤ! ہم اس بات پر روئیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہمارے بارے میں کیا علم ہے (جو ہمیں معلوم نہیں۔) کتنی عمدہ بات ہے! یہ اُس آدمی کی بات ہے جو عارف باللہ ہے۔اللہ تعالیٰ کو اور اُس کے تصرفات کو جاننے والا ہے۔اللہ تعالیٰ کا وہ علم جس کی طرف اُس نے خود اشارہ کیا ہے؛ وہ یہ ہے:''اللہ تعالیٰ نے جس وقت آدم کو پیدا کیا تو اُس نے اُن کے داہنے شانے کو تھپتھپایا تو موتی کی طرح سفید ذریت نکلی اور بائیں شانے کو تھپتھپایا تو کوئلے کی طرح کالی ذریت نکلی۔ داہنی والی ذریت کو دیکھ کر کہا: یہ جنتی ہیں اور میں اِن کی پرواہ نہیں کرتا۔پھر بائیں والی ذریت کو دیکھ کر کہا: یہ جہنمی ہیں اور میں اِن کی پروانہیں کرتا۔پھر اللہ نے اُن سب کو ایک

میں اس طرح گڈ مڈ کر دیا کہ پتہ نہیں چل پا رہا تھا کہ اِن میں کون جنتی ہے اور کون جہنمی ؟''۔
تم اچھے عمل سے دھوکا نہ کھا جانا، کیونکہ اعمال میں خاتمے کا اعتبار ہے۔

متقی حضرات ظاہر و باطن کے جرم و گناہ، ریا، نفاق، دکھاوے اور دنیا کمانے کے عمل کو چھوڑنے والے ہوتے ہیں۔ آج وہ طاعتِ الٰہی کی جنت میں ہیں اور کل نہروں والی جنت میں ہوں گے ...... وہ جنت کے ایسے درختوں کے سائے میں بیٹھیں گے جو نہ کبھی سوکھیں گے اور نہ اُن کے پھل کبھی ختم ہوں گے اور نہ نہروں کے پانی کبھی خشک ہوں گے ...... وہ خشک بھی کیسے ہوں؟ اُن نہروں کے سوتے تو تحت عرش ہیں۔ ہر جنتی کے لئے ایک نہر پانی کی ہوگی، ایک دودھ کی، ایک شہد کی اور ایک شراب کی۔ وہ لوگ جدھر نکلیں اُدھر ہی یہ نہریں زمین کو چیرے بغیر اُن کے ساتھ ہوں گی۔ آخرت میں دنیا کی طرح ہر چیز ہوگی، بلکہ زیادہ ہی ہوگی۔ آخرت میں جو کچھ ہے، دنیا میں اُس کا ایک نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں جو عیش فراہم کرے گا، اُسے وہ قبول کریں گے۔ یہ عیش وہ ہے جسے نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی آدمی کو جس کا خیال گذرا۔ انگور کے گچھے نیچے نیچے لٹک رہے ہوں گے۔ ایک شخص ٹیک لگائے ہوگا اور پھل اُس کے منھ تک چلے آئیں گے، وہ لیٹے لیٹے ہی کھالیا کرے گا ...... درختوں کی جڑیں اوپر کو ہوں گی اور پھل نیچے کو ...... جڑ چاندی کی ہوگی اور ٹہنیاں سونے کی ...... جب کوئی اُس میں سے کچھ کھانے کی سوچے گا تو پھل آٹومیٹک اُس کے منہ تک چلا آئے گا، پھر تو وہ اپنے من پسند کی کھائے گا۔ جب یہ کھا چکے گا تو پھلوں کی ٹہنیاں واپس چلی جائیں گی۔ جنتیوں کو جنت کی ہر چیز بے نیاز اور خوش کر دے گی۔ اُن کی بولی اچھی آواز میں مزے دار ہوگی۔ یہاں تک کہ جنت کی نہریں، درخت اور اُس میں جو کچھ ہے سب خوشنما ہوں گے۔

اے دنیا کے طلبگار! دنیا تھک کر چور ہو جانے والی ہے۔ باقی رہنے والی جنت کو طلب کرو جو عیش و آرام کا گھر ہے۔ وہ شکر کا گھر ہے۔ اُس میں روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، آفت، روگ اور بیماری پر صبر محتاجی اور جنت سے نکالے جانے کا ڈر؛ یہ سب کچھ نہ ہوگا۔

اے لوگو! عنقریب موت تمھیں آ کر اُچک لے جائے گی تو تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے پیدا ہی نہ ہوئے تھے اور نہ دیکھے گئے تھے۔

اپنے بال بچوں اور دولتوں سے دل پھیر لو! خدا کی ساری مخلوق سے بیزار رہو! تھوڑا بہت، کچھ بھی کسی پر بھروسہ نہ رکھو!

اے اللہ! ہمیں ہر حال میں اپنے اوپر بھروسہ رکھنے کی اور اپنے علاوہ کو عجز کی آنکھ سے دیکھنے کی توفیق دے۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۲۶)

اے نوجوان! مصیبت اور مصیبت پر صبر کرنے سے گریز اختیار مت کر......
مصیبت بھی ضروری ہے اور اُس پر صبر کرنا بھی...... دنیا کی فطرت اور جو کچھ اُس فطرت پر ہے، وہ کیسے تمھاری وجہ سے بدل جائے گی ......انبیا جو مخلوق میں سب سے بہتر تھے وہ بھی مصیبت میں ڈالے گئے ......یہی حال اُن کے پیروکاروں کا تھا جو اُن کا راستہ اپنانے والے اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے اور اُن کی سنتوں کی پیروی کرنے والے تھے...... ہمارے نبی محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے۔ ہر چیز اُنہی کی وجہ سے موجود ہوئی، لیکن آخری وقت تک آپ فقر وفاقہ، بھوک، مارکاٹ، جنگ اور لوگوں کی ایذا رسانی سے دوچار رہے۔ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ جنھیں اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا۔ وہ مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتے تھے اور مردے جلاتے ......وہ مستجاب الدعوۃ تھے، مگر اُن کی قوم اُن پر چڑھ دوڑی، اُنھیں گالیاں بکتی، اُن کی ماں پر زِنا کا الزام لگاتی اور اُنھیں مارتی۔ آخر کار اُنھیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ لینا پڑا، پھر بھی قوم کے لوگوں نے اُنھیں ڈھونڈ نکالا، پکڑ کر مارا پیٹا، طرح طرح سے تکلیفیں پہنچائیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو اُن لوگوں نے سولی پر چڑھانے کا پلان بنایا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُس قوم سے نجات دی۔ اُن لوگوں نے اُس آدمی کو سولی پر چڑھا دیا جو پیش پیش تھا۔ ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام تھے جن پر بھیانک مصیبتیں آئیں۔ ہر نبی کا یہی حال تھا ......اُن پر کوئی خاص مصیبت آتی......اللہ نے اپنے محبوب نبیوں اور رسولوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو پھر تم کون ہوتے ہو جو چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے اُس علم کو بدل دے جو تمھارے اور دنیا کے بارے میں ہے؟ اپنے ارادہ واختیار سے ہاتھ دھو لو۔ اپنے نفس، اپنی خواہش اور اپنی دنیا کے ساتھ بات چیت کرنے سے بیزار رہو......مخلوق کے ساتھ بات چیت کرنے اور اُن سے دل لگانے سے بیزار رہو......اگر تم یہ کام پورا کر لو گے تو تمھارا دل رب تعالیٰ کے ساتھ بات چیت کرے گا اور اُس سے انسیت حاصل کرے گا

......اُس کا ذکر تمھارے دل میں خیمہ زن ہوگا......تم اُس کے ذاکر ہو جاؤ گے اور وہ تمھارا......وہ دل کو تمھارے من اور تمھارے جسم کے ساتھ اپنی طرف شکار کر کے لے جائے گا اور اُسے اپنے پاس رکھ لے گا......تم وہی چاہو گے جو وہ چاہے گا......تم کو ماسوا سے نفرت ہو جائے گی......دل خدا رسیدہ بزرگوں میں شامل ہو جائے گا جو شہروں اور شہریوں سے کنارہ کشی اختیار کرے گا تب اُس کے وسیلے سے مخلوق آفتوں اور مصیبتوں سے دور رہے گی ......وہ وہی لے گا جو رب تعالیٰ اُسے دے گا۔یہی عطائے حقیقی ہے، باقی سب مجاز۔

دنیاوآخرت کے جن معاملات میں تم ہو اُنھیں کسی سے بیان نہ کرو......اُن معاملات کے کمرے میں کوئی سوراخ ہو تو اُسے بھی بند کردو......سب کو بند کمرے کے پیچھے ہی رکھو......اپنے حال کا چہرہ نقاب سے ڈھانپ لو......اُس کی دو آنکھوں کے سوا کسی پر کچھ ظاہر نہ کرو اور اگر وہ نقاب برقع کی شکل کا ہو تو اور بھی بہتر ہے......یہ فتنوں کی انتہا کا زمانہ ہے ......نفاق کی گرم بازاری ہے ......دلچسپی اور گھبراہٹ کے ساتھ دنیا کے معاملات طے ہو رہے ہیں ......یعنی لوگ دنیا کمانے میں دلچسپی لے رہے ہیں اور دنیا کے ہاتھ سے نکل جانے سے گھبرا رہے ہیں......لوگوں کا قرب حاصل کرنے میں دلچسپی دکھا رہے ہیں اور اُن کی جدائی سے گھبرا رہے ہیں ...... بادشاہ بہت سارے لوگوں کے لئے خدا کا درجہ اختیار کر چکے ہیں......دنیا، مالداری آسائش، زور اور قوت خدا بن چکے ہیں۔

افسوس! تم نے فرع کو اصل بنالیا ہے ......مرزوق کو رازق، مملوک کو مالک، فقیر کو غنی، عاجز کو قوی اور مردے کو زندہ......تمھیں کوئی اعزاز نہیں......ہم نہ تو تمھاری پیروی کریں گے اور نہ تمھارا مذہب اپنائیں گے، بلکہ تم سے الگ تھلگ رہیں گے......ہم سلامتی کی چوٹی پر کھڑے ہوں گے......سنت اور ترکِ بدعت پر جمے رہیں گے......توحید و اخلاص اور ترکِ ریاونفاق کی چوٹی پر چڑھیں گے ......مخلوق کو عجز، کمزوری اور قہر کی نگاہ سے دیکھا کریں گے......قضا پر راضی رہیں گے ......ناراضی کو چھوڑ دیں گے ......صبر کا دامن تھامے رہیں گے......شکوہ نہ کریں گے......دل کے پاؤں سے اپنے بادشاہ، خدائے تعالیٰ کے

دروازے پر پہنچیں گے...... قبضہ وقابو اُس کی دین ہے...... جسے پیدا کرنا اور روزی دینا اُس کا کام ہے......اگر تم دنیا کے جابروں، فرعونوں، بادشاہوں اور دولتیوں کو عظمت دو گے، اللہ تعالیٰ کو بھلا دو گے اور اُس کی تعظیم نہ کرو گے تو تمھیں بتوں کا پجاری مانا جائے گا......تم جس کو عظمت دو گے، وہ تمھارا بُت قرار پائے گا۔

تباہی ہو! بتوں کے خالق کی پوجا کرو۔ بُت تمھارے آگے جھک پڑیں گے...... اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرو، مخلوق تمھارا تقرب چاہے گی ......تم جتنی اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرو گے، مخلوق اتنی ہی تمھاری تعظیم کرے گی ......تم اللہ سے جتنی محبت رکھو گے، مخلوق اتنی ہی تم سے محبت کرے گی ......تم جتنا اللہ سے ڈرو گے مخلوق اتنا ہی تم سے ڈرے گی ......تم اُس کے اَوامر ونواہی کا جتنا احترام کرو گے، مخلوق اتنا ہی تمھارا احترام کرے گی ......تم اُس سے جتنا قریب ہو گے، مخلوق تمھارے اتنا ہی قریب آئے گی۔ تم جس قدر اللہ کی خدمت کرو گے، مخلوق اُسی قدر تمھاری خدمت کرے گی ...... پرہیزگاری ضروری ہے......دل کے ہاتھ کو اُس سے خالی مت رکھو...... اگر تم اُسے چھوڑ دو گے تو پھر رسوائی تمھارے دامن میں ہوگی ......جو پرہیزگاری چھوڑے گا، اُس کا دل مُشتبَہ اور مخلوط چیزوں میں پڑ کر سیاہ ہو جائے گا۔

تباہی ہو! تمھیں متقی ہونے کا دعویٰ ہے، جبکہ تم پرہیزگاری چھوڑے ہوئے ہو ...... پرہیزگار شخص بہت ساری چیزوں کو اس ڈر سے چھوڑ دیتا ہے کہ کہیں حرام اور مُشتبَہ میں نہ پڑ جائے ......اللہ تعالیٰ معمولی رُخصت پر بھی اُس کو سزا دیتا ہے۔ ایک دن میرا گذر ایک گاؤں پر ہوا جہاں کھیتوں میں مکئی بوئی ہوئی تھی ۔میں نے ہاتھ بڑھا کر مکئی کا ایک گچھا توڑا اور اُسے چوسنے لگا۔ اتنے میں گاؤں کے دو آدمی آئے اور دونوں کے پاس لاٹھی تھی۔ اُن دونوں نے مجھے اس قدر مارا کہ میں زمین پر گر پڑا۔ میں نے اُس وقت اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ پھر کبھی اپنے حق میں دی گئی رخصت پر عمل نہ کروں گا اور نہ اُس سے کچھ لوں گا۔ بھوکا فقیر اگر کھیتوں اور باغوں سے گذرے تو شریعت نے اُسے اتنی رخصت دی ہے کہ

بغیر اجازت ضرورت بھر اُن میں سے کھا سکتا ہے۔ یہ عام رخصت ہے، لیکن مجھے اِس رخصت پر نہ چھوڑا گیا۔ مجھ سے عزیمت اور دشوار گذار پرہیز گاری کا مطالبہ ہوا۔

جو کوئی موت کو زیادہ یاد کرے گا اُس کی پرہیز گاری زیادہ ہوگی ......رخصت کم اور عزیمت زیادہ ہوگی ......موت کی یاد، نفس کی بیماریوں کے لئے بہترین دوا ہے۔ نفس کو مارنے کے لئے میں کئی سالوں تک موت کو کثرت سے رات دن یاد کرتا رہا تو آج میں اُسے یاد کر کر کے کامیاب ہوں اور اپنے نفس پر قابو پا چکا ہوں۔ اُس زمانے میں میں ایک رات موت کو یاد کر کے صبح تک روتا رہا ۔میں اُس رات رو رو کر کہہ رہا تھا : الٰہی ! میں درخواست کرتا ہوں کہ ملک الموت میری روح قبض نہ کرے، تو خود میری روح نکالے۔ پھر صبح کے وقت میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں ایک خوش پوش شکل بوڑھے مرد کو دیکھا جن پر سکوت کا حسن چھایا ہوا ہے۔ وہ دروازے سے میرے پاس آئے، میں نے اُن سے پوچھا: آپ کون؟ جواب دیا: میں ملک الموت ہوں۔ میں نے اُن سے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ وہ میری روح نکالے آپ نہیں۔ اُنھوں نے پوچھا: یہ درخواست آپ نے کیوں کی ہے؟ مجھ سے کیا گناہ ہوا؟ میں تو حکم کا غلام ہوں۔ کچھ لوگوں کی روح قبض کرنے میں نرمی کا حکم ہے اور کچھ لوگوں کے ساتھ سختی کا۔ یہ کہہ کر وہ مجھ سے بغلگیر ہو کر رونے لگے۔ میں بھی اُن کے ساتھ رو پڑا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اور میں رو ہی رہا تھا۔

اپنی دیوانگی جانے دو۔ یہ معاملہ بننے سنورنے، آرزو کرنے اور شین قاف نکالنے سے حَل نہ ہوگا......اگر تم (پرہیز گاروں کی) اِس جماعت کے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہو اور اِس گھاٹ پر اترنا چاہتے ہو تو کھاؤ پیو اور کھلاؤ پلاؤ......اگر تم نے اُن کے بارے میں محض سن رکھا ہے تو چپ رہو......ایسی باتیں نہ کرو جو تم نے دیکھا ہی نہیں......دوسرے کے دسترخوان پر لوگوں کو مت بلاؤ......خالی گھر میں لوگوں کو نہ بلاؤ ورنہ وہ تم پر ہنسیں گے......ہمیں اپنے ترکش کا تیر مارو......اپنی جیب سے اور اپنی پیشانی کا پسینہ بہا کر اپنی کمائی سے ہم پر خرچ کرو

......(یعنی تم خود اللہ والوں کا فیض صحبت حاصل کرو اور اُن کی خدمت گذاری کرو)...... اپنے پڑوسی کا چوری کیا ہوا مال ہمیں نہ کھلاؤ...... منگنی کا لباس ہمیں نہ پہناؤ...... ہم وہی تحفہ قبول کرتے ہیں جو تمھاری اپنی کمائی کا ہو...... نہ منگنی کا ہو اور نہ لوٹ پاٹ کا۔ توحید ایک ایسی آگ ہے جو ہر چیز کو جلا دینے والی ہے۔ اے توحید کی آگ! ہم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ اے اللہ! ہمیں آج کی بھلائی عطا کر اور آج برائی سے بچا۔ بلکہ تمام رات دن ہمارے یوں ہی گذریں۔

اے دنیا اور لمبی آرزؤوں پر جمے رہنے والو! بَس اَب موت آ رہی ہے جو تمھارے اور تمھاری آرزؤوں کے درمیان روک لگا دے گی ......موت آنے سے پہلے ہی اُس کی طرف لپکو۔ اچانک آنے والی موت کے چہرے پر غور کرو......موت کے لئے بیماری شرط نہیں ......تمھارا دشمن ابلیس چاہتا ہے کہ تم غفلت، گناہ اور کفر کی موت مرو......اپنے دشمن سے غافل نہ رہو...... نہ اُس کا مشورہ مانو، نہ اُس پر بھروسہ کرو، کیونکہ وہ بھروسے کے لائق نہیں......اُس سے بچتے رہو، کیونکہ وہ صدیق کے سَر سے اپنی تلوار ہٹائے گا اور نہ زندیق کے سَر سے۔ آحاد افراد (اللہ والے) ہی اُس کے وار سے چھوٹ پاتے ہیں......تمھارے باوا آدم اور امّاں حوا علیہما السلام کو جنت سے نکلوا دیا......وہ پوری کوشش میں ہے کہ تمھیں جنت میں داخل ہونے کا موقع نہ دے......وہ جرم و گناہ، کفر اور مخالفت الٰہی پر اُکساتا ہے ...... جتنے گناہ وہ کرواتا ہے سب اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر سے ہے......ساری مخلوق اُس کی وجہ سے مصیبت میں پڑتی ہے......سوائے اللہ کے اُن کے مخلص بندوں کے جو اُس کی عبادت کو اپنے اوپر واجب کر چکے ہیں ......ان اللہ والوں پر اُس کا زور نہیں ......بعض اوقات وہ اُنھیں تھوڑی بہت اذیت دے جاتا ہے ...... جب قضا آئے گی تو آنکھ ڈھک جائے گی ......ابلیس جو کارستانی اُن کے ساتھ کرتا ہے، وہ اُن کے جسم تک ہی رہتی ہے......دل اور تنہائی کو متأثر نہیں کر پاتی......اُن کی دنیا تو متأثر ہوتی ہے، مگر آخرت نہیں.....مخلوق کا رشتہ تو متأثر ہوتا ہے مگر رشتۂ الٰہی نہیں۔ مخلوق تک اُس کی رسائی اکثر دنیا اور نفس کی راہ سے ہوتی

ہے ...... دنیا کی آگ جلاکر راکھ کردینے والی ہے۔اے نوجوانو! کام کی اور اصلاح کی باتوں میں لگو۔ موت کے بعد کی دنیا کے لئے کچھ کرنا تمھارا کام ہے...... مجاہدہ کرنا تمھارا کام ہے ......اپنے عیبوں پر نظر رکھنا تمھارا کام ہے ......لوگوں کے عیب تلاش کرنا تمھارا کام نہیں ......موت کو یاد رکھو اور موت کے بعد کے لئے کچھ کام کرو۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص اپنے نفس کو رام کرے اور موت کے بعد کے لئے کچھ کرے تو وہ ہوشیار ہے اور جو اپنے نفس کا کہا مانے اور اللہ سے مغفرت کی تمنا کرے، وہ ناکارہ ہے''۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اور اُس کے مومن بندوں کے لئے اپنے نفس کو تواضع کا پابند بنالو......اللہ تعالیٰ کے اُن حقوق کا مطالبہ کرو جو اُس (نفس) کے ذمے ہے...... جانچ پڑتال کرو اور سخت نوٹس لو جیسا کہ صالحین کرتے ہیں ......امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گہری رات میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوکر کہتے: تو نے اپنے رب تعالیٰ کے لئے کیا کیا اور کیا بنایا؟ پھر درّہ اٹھاکر اپنی رانوں کو مارتے اور اُسے جھیلنے کو کہتے ......وہ اُن اکابر صدیقین مقرّبین محدثین کی صف میں تھے جن کے لئے جنت یقینی ہے......صالحین نیکی اور طاعت کے باوجود اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے، مگر تم لوگ ایسا نہیں کرتے۔لامحالہ تم نفس سے فائدے کا کام بھی نہیں لے سکتے۔اے اللہ! ہمیں نفس، اپنی خواہش اور اپنے شیطان پر قوت دے۔ہمیں اپنے گروہ میں کر اور اپنے گروہ سے چُن لے! موت سے پہلے ہمارے دلوں کو اپنے قریب کرلے! عام ملاقات سے پہلے خاص ملاقات کا موقع دے! آمین۔

لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے سے کہا کرتے: اے بیٹے! جہنم سے کیسے بچ سکو گے جبکہ اُس پر سے گذرنا ضروری ہے؟! دنیا سے کیسے بچو گے جبکہ اُس میں رہنا ضروری ہے؟! موت کو کیسے بھلا پاؤ گے، جبکہ اُس کا آنا ضروری ہے؟! اُس سے کیسے غفلت برتو گے، وہ تو تم سے غافل نہیں؟! سارے لوگ جہنم سے گذریں گے، مگر متقی حضرات ہی اُسے پار کرسکیں گے ......جہنم سے گذرنا ایک ایسا سفر ہے جسے تقویٰ کا توشہ چاہئے اور میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے تقویٰ کا توشہ تیار ہی نہیں کیا ہے۔اے دنیا کے طلبگارو! اور اُس کے

عاشقو! جنت کے بالمقابل دنیا کمینی ہے...... جنت تو شریف زادی ہے...... وہ سراسر عیب ہے اور یہ سراسر خوبی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے: دل پر تو دنیا کی محبت کا قبضہ ہے اور سینے میں تم نے قرآن جمع کر رکھا ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ارشاد ہے: ''یہ دل زنگ آلود ہوتا ہے اُس کی قلعی قرآن اور مجلس ذکر کی حاضری ہے''۔

باعمل علما کی ہم نشینی دلوں کو روشن، صاف اور بلند کرتی ہے اور اُن کی سختی کو ختم کرتی ہے۔ ایک آدمی نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو اُنھوں نے کہا: اُسے ذکر الٰہی کے قریب لاؤ۔ ذکر الٰہی کرنے والے علما اور اولیا ہیں۔

درحقیقت بادشاہ تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے پہچان لیا ہے کہ (سب کا) بادشاہ کون ہے؟ پھر اُس سے ملنے کے لئے تیز تیز چلتے ہیں۔ نتیجۃً وہ بادشاہ (اللہ) اِن حضرات کو بادشاہ بنا دیتا ہے...... اُنھوں نے آخرت کو دیکھا تو دنیا اُن کے دلوں میں ہیچ ہوگئی...... اُنہوں نے حق تعالیٰ کو پالیا تو مخلوق اُن کی نظروں میں حقیر ہوگئی ......عزت تو طاعتِ الٰہی اور ترکِ معاصی میں ہے۔

یہ دل اُس وقت تک درست اور کامیاب نہ ہوگا، جب تک وہ اپنے ہر محبوب کو چھوڑ نہ دے، ہر رشتہ توڑ نہ دے اور ہر مخلوق سے بیزار نہ ہو جائے۔ یہ سب چھوڑو! تمھیں اِس چھوڑے ہوئے سے بہتر دیا جائے گا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ بدلے میں اُس سے بہتر دے گا''۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو غفلت کی نیند سے اپنے لئے بیدار کر دے۔

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۲۷)

سچا آدمی نعمت پر شکر کرتا ہے اور سزا پر صبر...... حکم کی پیروی کرتا ہے اور ممانعت سے باز رہتا ہے...... دل ایسے ہی نشو ونما پاتے ہیں ...... نعمت پر شکر کرنا نعمت میں اضافہ کرتا ہے اور سزا پر صبر کرنا سزا کو ختم کراتا ہے اور اُسے آسان بناتا ہے...... بال بچوں کے مرنے پر، دولت وعزت کے جانے پر، غرض پوری نہ ہونے پر اور مخلوق کے ستانے پر صبر کرو تو بہت ساری بھلائیاں پاؤ گے۔ آسائش کے وقت شکر کرو گے اور تنگی کے وقت صبر تو تمھارے ایمان کو پَر لگ جائیں گے اور وہ مضبوط ہوجائے گا ۔دل اور تمھاری تنہائی اُن (صبر وشکر) کے سہارے آستانۂ الٰہی کی طرف پرواز کریں گے ...... کیسے ایمان کا دعویٰ کرتے ہو، جبکہ تم بے صبرے ہو؟ کیا تم نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا کہ: ''صبر ایمان کے لئے ایسے ہی ہے جیسے جسم کے لئے سر''۔ چنانچہ جسم کا اعتبار نہیں ہوتا ہے...... اگر تم مصیبت زدہ کو پہچان لوگے تو اُس کی مصیبت پر صبر کرو گے...... اگر تم دنیا کو پہچان لوگے تو اُس کی طلب کی نہ سوچو گے۔

اے اللہ! ہر گمراہ کو ہدایت دے ۔ ہر گنہگار کی توبہ قبول کر! ہر مصیبت زدہ کو صبر دے اور ہر بلا سے محفوظ کو شکر کی توفیق دے۔ آمین۔

ایک سائل نے سوال کیا کہ: خوف کی آگ زیادہ بھیانک ہے یا شوق کی؟ جواب ملا: خوف کی آگ مرید کے لئے بھیانک ہے۔ شوق کی آگ مُراد کے لئے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ پر بھیانک ہیں۔ اے سائل! تمھارے اندر اِن دونوں آگ میں سے کون سی آگ بھڑک رہی ہے؟

اے اسباب پر بھروسہ کرنے والو! تمھیں نفع پہنچانے والا ایک، تمھیں نقصان پہنچانے والا ایک، تمھارا بادشاہ ایک، تمھارا سلطان ایک، تمھارا خدا ایک، تمھارا کاریگر ایک جس نے تمھیں بنایا ہے۔ تم لوگ جو کچھ کاریگری کرتے ہو، اصل میں وہی تمھارے ہاتھ سے اُسے پورا کراتا ہے۔ اُسی نے تمھیں پیدا کیا، تمھیں روزی دی ، تمھیں نقصان پہنچایا، تمھیں فائدہ

پہنچایا، اُسی نے تمھیں دھمکایا تو پھر اپنے جیسی مخلوق پر کیوں بھروسہ کرتے ہو؟ تم اُس کی عبادت کیوں کر رہے ہو جو خود سے نفع، نقصان کا مالک نہیں۔ کیا تم لوگوں نے نہ سنا کہ اُس نے کیسا ارشاد فرمایا ہے؟: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا﴾ [کہف: ۱۱۰]......(تو جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو، اُسے نیک عمل کرنا چاہئے اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے)......

اے منافق! تمھارا وقت یوں ہی گذر رہا ہے۔ اے مدبّر! تمھارا وقت ضائع ہو رہا ہے...... تمھاری پونجی گھٹ رہی ہے۔ لامحالہ تمھیں منافع حاصل نہ ہوگا۔ تمھاری پونجی تمھارا دین ہے اور تم اُس کے ذریعے دنیا کھا رہے ہو...... اگر تم اپنا دین کھاتے رہو گے تو وہ گھٹتے گھٹتے ختم ہو جائے گا...... اگر تم دِکھاوے کے لئے یا شہرت یا روپے پیسے یا منصب اور مقبولیت حاصل کرنے کے لئے عمل کرو گے تو دین اسی طرح ختم ہو جائے گا...... تم اللہ کے دشمن اور اُس کے مبغوض ہو جاؤ گے...... صدیقین کے دل اور فرشتے تم سے نفرت کریں گے ...... فرشتے تم پر لعنت بھیجیں گے ...... تمھارے پاؤں تلے جو زمین ہے لعنت بھیجے گی...... تمھارے سر پر جو آسمان ہے لعنت بھیجے گا اور تمھارے جسم پر جو پوشاک ہے، وہ لعنت بھیجے گی تو تم خالق و مخلوق کے ملعون ہو گے۔ کیا تمھیں نہیں پتہ کہ منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوگا؟ اسلام لاؤ، پھر توبہ کرو۔ اِس سے پہلے کہ موت تمھارے پاس اچانک آئے معاملے کو اچھی طرح سوچ سمجھ لو...... اِس سے پہلے کہ وہ اچانک آ کر تمھیں پکڑ لے اور شرمندگی اٹھانی پڑے، حالانکہ اُس وقت شرمندگی سے کوئی فائدہ نہیں ...... میں واقعی تمھیں واقف کرار رہا ہوں اور جہاں تک ہو سکا ہے، تمھارے لئے نشاندہی کر رہا ہوں، جبکہ شریعت میں ہمیں پردہ پوشی کا حکم ہے، مگر میں روئے سخن کسی کی طرف موڑے بغیر ایک بات کہہ رہا ہوں۔ میں تمھیں ایک مبہم اشارہ کر رہا ہوں۔ میں تمھی سے کہہ رہا ہوں۔ اے ہمراہی! میری سنو!

غلام کو ڈنڈے سے مارا جاتا ہے اور آزاد کو اشارہ کافی ہوتا ہے ...... حق تعالیٰ

لوگوں کی خلوت وجلوت اور اُن کے دلوں کو دیکھ رہا ہے...... وہ اُسی عمل کو قبول کرے گا جو اُس کے لئے اور اُس کی رضا کے لئے ہو...... تصنع اور تکبر نہ کرو، نہ دھوکے میں رکھو، کیونکہ وہ تو پوشیدہ راز کو جانتا ہے...... وہ آنکھوں کی چوری اور سینے میں چھپی باتوں کو جانتا ہے...... اِس بادشاہ کی، اِس خالق کی، اِس رازق کی اور اِس مُنعم کی خدمت کرو اور اِس کی جس نے تمھارے لئے سورج کو روشن کیا اور چاند کو چمکایا اور رات کو آرام کا وقت بنایا۔ اُس نے تمھیں اپنی نعمتوں سے آگاہ کیا ہے اور اُنھیں شمار کرایا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو، پھر اُس نے شمار کرانے کے بعد یہ بھی فرما دیا: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ﴾ [ابراہیم: ۳۴] ...... (اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرنا چاہو تو اُسے شمار نہ کر سکو گے)...... جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیقت کی نظر سے دیکھے گا، وہ شکر ادا کرنے سے عاجز اور مبہوت ہو جائے گا۔ اِسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا: الٰہی! میں تیرے شکر سے عاجز ہو کر تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ تمھاری شکر گذاری کس قدر کم ہے؟ اور اعتراض کس قدر زیادہ ہے؟ اگر تمھیں خدا کی معرفت ہوتی تو اُس کی بارگاہ میں تمھاری زبانیں گنگ ہو جائیں گی اور ہر حال میں تمھارے دل اور تمھارے اعضا مؤدب رہیں گے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی، اُس کی زبان گنگ ہوگئی''۔ عارف ہمیشہ گونگا بنا رہتا ہے...... وہ اگر اپنے اسرار کی باتیں بولتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے۔

اے نوجوان! اپنے نفس کو، اپنے اعضا کو، اپنے اہل وعیال کو اور اپنے مال ومتاع کو حق تعالیٰ کے حوالے کر دو۔ تم اُس کی امانتوں کو ضائع نہ کرو...... اُس کی طرف اپنے دل کے بل چلو...... بے شک تم اُس کے پاس ہر بھلائی پاؤ گے۔ حقِ شریعت ادا کرو...... نبی ﷺ کو راضی رکھو اور اُن کی پیروی کرو، جب تک کہ دہلیز الٰہی تک نہ پہنچ جاؤ...... جب پہنچ جاؤ تو وہیں ٹھہرے رہو اور سلامتی اور نیک بختی کی دعا مانگو! پھر اپنی تنہائی اور اپنی مُراد کے گھر میں داخل ہو۔ ایک بزرگ سے منقول ہے: مجھے ڈھول باجے کی کمائی کھانا زیادہ پسند ہے اِس بات سے کہ میں دین بیچ کر کھاؤں۔ جلد ہی ہر کوئی بغور دیکھ لے گا کہ اُس نے توحید وشرک

اور نفاق و اخلاص کے لئے کیا کیا کوششیں کی ہیں؟ اُس دن جہنم کھلم کھلا دکھائی جائے گی ...... جو بھی عرصۂ قیامت میں ہوگا، اُسے دیکھے گا......آحاد افراد اللہ والے اُسے دیکھ کر گھبرا اٹھیں گے ......جہنم جب مومن بندے کو دیکھے گی تو وہ اُس کے آگے جھک پڑے گی اور سر د پڑنے لگے گی یہاں تک کہ وہ مومن اُس سے پار ہو جائے گا، چنانچہ نبی ﷺ سے مروی ارشاد ہے: ''جہنم قیامت کے دن مومن سے کہے گی: اے مومن! تو جلد پار ہو جا کیونکہ تیرا نور میرے شعلوں کو بجھایا چاہتا ہے''۔جہنم مومن کو اپنے اوپر گذرنے سے پہلے ہی پکارے گی: جلدی کر، پار ہو جا! میرے کام میں روڑہ نہ ڈال، کیونکہ مجھے دوسرے سے کام ہے...... مسلمان، کافر، فرمانبردار، نافرمان سب کو اُس پر سے گذرنا ضروری ہے...... جب مومن جہنم کے پل (پل صراط) پر اپنا پاؤں رکھے گا تو وہ سمٹنے اور بجھنے لگے گی، کہے گی: پار ہو جا! کیونکہ تیرا نور میرے شعلوں کو بجھایا چاہتا ہے۔ کچھ مومن بندے وہ ہوں گے جو جہنم دیکھے بغیر اُس پر سے گذر جائیں گے۔ جب جنت پہنچیں گے تو کہیں گے: کیا اللہ تعالیٰ نے نہ کہا تھا کہ ہر ایک کو جہنم سے گذرنا ہے: ﴿ وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ﴾ [مریم:۷۱]...... (تم میں سے ہر ایک کو اُس پر سے گذرنا ہے)...... حالانکہ ہم لوگوں نے (گذرتے وقت) اُسے دیکھا تک نہیں! تو اُن سے کہا جائے گا: تم لوگ جہنم کی بجھی بجھی آگ سے گذر کر پار ہوئے ہو۔

گنہگار بندہ اپنے مولیٰ تعالیٰ کا بھاگا ہوا غلام ہے......فرمانبردار مومن اپنے مولیٰ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہے......وہ جانتا ہے کہ بہت جلد اُسے مولیٰ تعالیٰ سے ملنا ہے ...... وہ اُس کی اُن تمام کارکردگیوں کی بابت دریافت فرمائے گا جو اُس نے دنیا میں رہ کر کئے تھے......وہ اپنی خواہش کی پیروی نہ کرے گا، کیونکہ اُسے معلوم ہے کہ وہ اُسے گمراہ کردے گی اور رب تعالیٰ سے جھگڑا کرنے کو کہے گی......اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی کی: ''اے داؤد! اپنی خواہش کو چھوڑ رکھو، کیونکہ خواہش کے علاوہ کوئی مجھ سے جھگڑنے والا نہیں''۔ وہ نفس کی مخالفت کرتا ہے اور اُس کی دشمنی مول لیتا ہے، کیونکہ اُسے پتہ ہے کہ وہ

رب تعالیٰ کا دشمن ہے......سکون، ادب، خموشی اور حسنِ ادب کے ساتھ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں رہو......اُس کے ارادے کے آگے اپنا ارادہ، اُس کے اختیار کے آگے اپنا اختیار، اُس کے فیصلے کے آگے اپنا فیصلہ اور اُس کی مشیت کے آگے اپنی مشیت چلانا چھوڑ دو......وہ کیا کرتا ہے؟ نہیں پوچھا جائے گا، لوگوں سے پوچھا جائے گا......اُس کی بارگاہ میں اِس طرح رہو، جیسے درندوں اور سانپوں کے سامنے رہتے ہو......اِسی لئے اللہ والے ڈر اور خوف کے پاؤں پر اُس کے ساتھ ٹھہرتے ہیں......اُن کی رات رات نہیں اور دن دن نہیں ہوتا...... ہردم اُس سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ اُن کا کھانا رب کی پسند، اُن کی نیند ڈوبنے والوں کی نیند اور اُن کی گفتگو بقدرِ ضرورت، بیمار تھوڑا ہی کھا کر سیر ہو جاتا ہے، وہ کھاتا تو ہے، مگر کھانے سے ڈرتا ہے، اُسے نہیں پتہ کہ یہ کھانا سوٹ کرے گا یا نہیں......پانی میں ڈوبنے والے کی آنکھیں بوجھل ہو کر بند ہونے لگتی ہیں، مگر موجیں اُسے خبردار کیئے رہتی ہیں ......اللہ والے قدرت کے سمندر میں غوطہ زن ہیں......اپنے ارادوں میں نہیں، ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ [طارق:١٦] (وہ اپنے ارادے سے خوب کر گذرنے والا ہے) کے سمندر میں غوطہ زن ہیں......ڈرتے ہیں کہ کہیں موجیں اُنھیں ڈبو نہ دیں یا کوئی سمندری جانور حملہ کر کے اُنھیں کھا نہ جائے اور اُمید رکھتے ہیں کہ وہی موجیں اُنھیں ساحل پر پھینکیں گی تو خدا کے قرب و مناجات و مشاہدہ کے گھر میں پہنچ جائیں گے......اے ارادہ رکھنے والے! کوشش کرو کہ تم کوئی ارادہ نہ رکھو۔ ایک اللہ والے سے پوچھا گیا: آپ کیا خواہش رکھتے ہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا: میری خواہش یہ ہے کہ میں کوئی خواہش نہ کروں۔ وہ رَضا بالقضا اور ترکِ ارادہ پر گردش کرتے ہیں اور دِل پھیرنے والے اللہ تعالیٰ کے آگے اپنا دل پھینک آتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں اُن مسلمانوں کی جماعت میں شامل کر لے جو تیری تقدیر کے آگے بچھے پڑے ہیں۔

......﴿وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۲۸)

اے نوجوان! اللہ والوں نے غیر ضروری عمل یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ ماسوی اللہ جو کچھ ہے، بیکار چھلکے کی طرح ہے ......اُنھیں مغز کی تلاش ہے ......وہ مغز پا کر چھلکے سے بے پرواہو گئے ......ضروری چیز لے کر غیر ضروری چیزوں سے بے پرواہو گئے ...... جب اللہ تعالیٰ نے اُن کی سچی طلب کو دیکھ لیا تو اُنھیں عفو و عافیت اور قرب عطا فرمایا......وہیں حق تعالیٰ کی عطا کردہ ولایت ہے......جس دل میں خدا کا خوف نہیں، وہ اُس شہر کی طرح ہے جس میں کوتوالی نہیں ......یا بکریوں کے اُس ریوڑ کی طرح ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں...... ایسا شہر لٹ جائے گا اور ایسا ریوڑ بھیڑیوں کا لقمہ بنے گا......جس کو ڈر ہوگا، وہ رات بھر سفر کرے گا، کسی ایک جگہ پڑا نہ رہ جائے گا، برابر چلتا رہے گا......اللہ والوں کے سفر کی منزل قرب الٰہی کا گھر ہے ...... چلنا دلوں کا چلنا ہے اور رسائی تنہائی کی رسائی ہے......جب تنہائیاں خدا رسیدہ ہو جاتی ہیں تو بادشاہ بن جاتی ہیں اور سارا جسم اُن کا تابعدار اور حاشیہ بردار ہو جاتا ہے ...... جب دل دروازے تک پہنچتا ہے تو اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو اُسے بعد میں اندر آنے کی اجازت دے دی جاتی ہے......تم لوگوں کے پاس جتنا زیادہ علم ہے اتنا ہی کم عمل ہے۔تمھاری دلچسپیاں علمی باتیں یاد کرنے، حکایات نقل کرنے اور بغیر منزل کے چلتے رہنے میں ہے...... اِس سے تمھیں کوئی فائدہ نہیں ......تم میں کا ایک شخص اتنی اور اتنی حدیثیں یاد کرتا ہے اور ایک حرف پر بھی عمل نہیں کرتا...... یہ دلیل تمھارے خلاف پڑے گی، تمھارے حق میں نہیں......تم میں کا ایک کہتا ہے کہ: میرا شیخ فلاں ہے۔میں فلاں کا صحبت یافتہ ہوں۔میں نے فلاں سے حدیث پڑھی ہے۔فلاں عالم نے مجھ سے روایت لی ہے۔یہ سب بغیر عمل کے ایک ذرے کے برابر بھی نہیں ...... سچے عمل والا اپنے شیوخ کو بھی چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے......وہ اُنھیں اشاروں میں کہتا ہے کہ آپ حضرات اپنی جگہ تشریف رکھیں تاکہ میں اُس مقام تک ہو آؤں جہاں کی آپ نے رہنمائی کی ہے۔شیوخ

دروازہ ہیں تو کیا تمھیں پسند ہے کہ دروازہ پکڑ کر رہ جاؤ اور گھر کے اندر نہ آؤ؟ اللہ تعالیٰ یوں ہی لوگوں کو مثالوں سے سمجھاتا ہے۔

بد بخت بندے کی پہچان یہ ہے کہ اُس کا دل سخت ہو، آنکھیں خشک ہوں، امید لمبی ہو، خرچ کرنے میں بخیل ہو، امر و نہی کی بے حرمتی کرتا ہو، آفتوں میں گھر جانے کے وقت ناراضی ظاہر کرتا ہو۔ جب تم ایسا کسی کو دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ بد بخت ہے۔ سخت دل والا کسی پر ترس نہیں کھاتا اور نہ اُس کی آنکھیں نَم ہوتی ہیں، نہ خوشی میں اور نہ غم میں، کیونکہ اُس کی آنکھوں کی خشکی اُس کے دل کی سختی کی پہچان ہے۔

دل کیسے نہ سخت ہوگا؟ وہ تو جرموں اور گناہوں کی آرزو، لمبی امید، جو قسمت میں نہیں ہے اُس کا لالچ اور اُس پر حسد، زکوٰۃ میں بخل، کفاروں اور نذروں کی عدم ادائیگی، خویش و اقارب سے ناطہ نہ رکھنے، پیسے کے باوجود قرض ادا نہ کرنے، اس میں ٹال مٹول کرنے یا مکرنے، حق و نوازش ادا کرنے کو ناپسند کرنے کے جذبات سے لبریز ہے۔ یہ سب اور اس جیسی ساری چیزیں بد بختی کی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ [حدید:۱۶]...... (کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہ آیا کہ اُن کے دل اللہ کی یاد اور آسمان سے اُترے ہوئے حق کے لئے جھک پڑیں؟)...... خدا کی لکھی ہوئی تقدیر کو دلیل نہ بناؤ...... کوشش اور محنت کرتے رہو...... پابندی کے ساتھ مانگتے رہو...... دروازے پر جمے رہو، بھاگو مت...... سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں...... وہی بیدار کرنے اور ڈرانے والا ہے...... وہی جگانے اور سُلانے والا ہے...... ہمارے نبی ﷺ نے جب حق تعالیٰ کی یہ منادی سنی: ﴿يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ﴾ [مدثر:۱]...... (اے جھرمٹ مارنے والے، اٹھو!)...... آپ اپنا بستر چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اونگھتے ہوئے ہی نکل پڑے۔ یوں ہی دل جب حق تعالیٰ کی منادی سنتا ہے تو اُس کا جواب دیتا ہے اور اونگھتے ہوئے بھی اُس کی طلب کرتا ہے اور اُس کا مشتاق بنا رہتا ہے...... وہ دلوں کو بیدار کرتا ہے اور اپنی طرف رہنمائی

دیتا ہے ...... جب وہ تیرے ساتھ کوئی معاملہ کرنا چاہے گا تو وہ تجھے اُس کے لئے آمادہ کرے گا ...... یہ باطن کا معاملہ ہے ...... یہ تقدیر ہے ...... یہ پہلے کا نوشتہ ہے اور یہ علمِ الٰہی ہے ......ہمیں اُس (تقدیر،نوشتہ،علم الٰہی) پر تکیہ کرنا جائز نہیں اور نہ اُسے دلیل بنانا، بلکہ ہم محنت وکوشش کرتے رہیں گے ...... نہ ہم اعتراض کریں گے اَور نہ سستی ......اے اللہ! ہمیں اپنی قضا پر راضی رکھ ! اپنی دی ہوئی مصیبت پر صبر دے! اپنی نعمتوں کے شکریے کی توفیق مرحمت فرما! ہم تجھ سے پوری نعمت ،ہمیشگی کی عافیت اور محبت پر ثابت قدمی کا سوال کرتے ہیں ۔ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ :ایک بار میں رات بھراللہ تعالیٰ سے طرح طرح کی دعائیں کرتا رہااور روتا رہا۔صبح کے قریب میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔اُس نے کہا: اے ابراہیم !تو نے مجھ سے اچھی دعائیں نہیں مانگیں۔ دعا اِس طرح کرو: ''اَللّٰھُمَّ رَضِّ بِقَضَائِکَ ، صَبِّرْنَاعَلٰی بَلائِکَ ،اَوْزِعْنَا شُکْر نَعْمَائِکَ ، نَسْأَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَةِ وَدَوَامَ الْعَافِيَةِ وَالثَّبَاتِ عَلَى الْمَحَبَّةِ ''۔ (اے اللہ! اپنی قضا پر راضی رکھ ! اپنی آزمائش پر صبر دے ! اپنی نعمتوں کے شکر کی توفیق عطا فرما! میں تجھ سے پوری نعمت،ہمیشگی کی عافیت اور محبت پر ثابت قدمی کا سوال کرتا ہوں۔) پھر میں بیدار ہوا تو اس دعا کو دُہرایا۔وہ بندہ اپنی بندگی میں پکّا ہے جو رب تعالیٰ کو پا کر غیر سے بے نیاز ہوگیا۔اُس کے حال کو پا کر غیر کے احوال سے بے نیاز ہوگیا۔اپنے نبی ﷺ کو پا کر سارے انبیا سے بے نیاز ہوگیا۔اُسے کسی چیز کی ضرورت نہ رہی، بلکہ ساری چیزیں اُس کی ضرورتمند ہوگئیں۔

اللہ والے! غیر اللہ کی طلب نہیں کرتے ......وہ مُنعم کی طلب کرتے ہیں نہ کہ نعمت کی ...... خالق کی طلب کرتے ہیں نہ کہ مخلوق کی ......کھانے پینے ،جماع اور دُنیا کی دردسری مول لینے سے گریز کرتے ہیں۔وہ لوگ بھاگ کر اللہ کے پاس جاتے ہیں ......وہ اُس کی عبادت اُسی کی وجہ سے کرتے ہیں اور اُسی سے طلب کرتے ہیں ......وہ اپنی عبادت کو نفس کا چارہ نہیں بناتے اور نہ اُسے مرنے کے بعد خدا کے ہاں مہمانی کے گھر (جنت) کے لئے

چھوڑتے ہیں ......محبت کسی شریک کو برداشت نہیں کرتی ۔اے محبت کے دعویدار! محبّ محبوب کا مہمان ہے ۔کیاتم نے کسی ایسے مہمان کو دیکھا ہے جو اپنے کھانے ، پینے اور ضرورتوں کو پانے کے لئے اِدھراُدھر کرتا ہے؟تم محبت کا دعویٰ رکھتے ہواور سوئے پڑے ہو؟ محبّ کیسے سوئے گا ؟! معاملہ دو حال سے خالی نہیں ، یاتو تم محبّ ہو یا محبوب ؟ اگر محبّ ہوتو محبّ کیسے سوئے گا ؟ اور اگر محبوب ہوتو محبّ تمھارا مہمان ہے۔اے دعویدار! ابھی تمھیں پتہ نہیں ۔جلد ہی کچھ دنوں میں معلوم ہوجائے گا۔دیرسویرتم اپنے دعوؤں کی سزا پالوگے۔

اے علما! اے متعلمو ! مقصود علم نہیں، مقصود تو علم کا پھل ہے...... بے پھل کا درخت کیا فائدہ دے گا ؟ علم کا پھل نہیں مگر عمل اور اخلاص ...... کتاب وسنت کام کرنے کا اوزار ہے ......اوزار استعمال نہ کروگے تو اُس سے کیا فائدہ ؟ کاریگروں کو کام اور تھکن کے بعد اجرت ملے گی ......کوئی بات نہ بنے گی جب تک کہ دنیا، وجوداور خلق کے دسترخوان چھوڑ کر اللہ کے پاس نہ آؤ گے...... جب تم اُس کے پاس نہ آؤ گے تو وہ تمھارے اوپر حقیقتوں کو ظاہر کردے گا، کھول دے گا اور کشادہ کردے گا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهَ﴾ [بقرہ:۲۸۲] ......(اللہ سے ڈرواوروہ تمھیں علم دے گا)...... نیز فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [طلاق:۲،۳] ......(اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے نکلنے کی راہ بنادے گا اور اُسے بےحساب رزق دے گا)......

تقویٰ ہر بھلائی کی بنیاد ہے اور دنیا میں آنے کا، حکمت وعلوم، دلوں اور تنہائیوں کی پاکیزگی کا سبب ہے۔اللہ سے ڈرو اور اُس کے ساتھ صبر کرو......ایمان کا سر صبر ہے اور جسم عمل، چنانچہ نبی ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے:''صبر ایمان کے لئے ایسا ہی ہے جیسے سر جسم کے لئے''۔ سارے اعمال قضائے الٰہی پر صبر کرکے ہی پورے ہوتے ہیں ۔صبر کرو، ثابت قدم رہو اور پرہیزگار بنو، خلوت وجلوت میں پرہیزگاری، دوسرے کی قسمت سے بیزاری اور اپنی قسمت سے روگردانی تمھارے اوپر ضروری ہے ۔تم دین کے بدلے منصب حاصل کررہے ہو

......آمدنی بڑھا رہے ہو......روپے پیسے، گھر دُوار، کپڑے لتّے ، باندیاں، گھوڑے اور نوکر چاکر اکٹھا کر رہے ہو...... یہ سب جنون ہے......عنقریب تم اِسے چھوڑ جاؤ گے......اپنے رب تعالیٰ سے لَو لگاؤ...... معاملہ اُلٹ دو، ٹھیک ہو جاؤ گے...... باطل، دنیا میں خَلَط مَلَط اور پاگل پن چھوڑو......تم کیسے ایسی چیز جمع کر رہے ہو جسے اوروں کے لئے چھوڑ جاؤ گے اور اُس کا حساب وکتاب اور جانچ پڑتال صرف تمہی سے ہوگی ...... یہ سب جمع کیا ہوا تمھیں ایک ذرہ کام نہ آئے گا...... تمھیں کچھ عقل نہیں......تھوڑی سی عقل مجھ سے خرید لو! میرے سامنے آؤ اور میری نصیحتوں کو سنو! میں تمھیں اُن باتوں سے واقف کرا رہا ہوں جو تم نہیں جانتے...... میں آخرت کی اُن چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے،افسوس! اعمال صالحہ تو تم پر ہونے والے عذابِ قبر کو روک دیں گے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ ارشاد فرماتے ہیں: ”جب مومن قبر میں دفنا دیا جاتا ہے تو صدقہ اُس کے سرہانے آکر بیٹھتا ہے، نماز داہنی جانب، روزہ بائیں جانب اور صبر پائیتیں۔ جب عذاب سرہانے سے آتا ہے تو صدقہ اُسے کہتا ہے: میری طرف تیرا راستہ نہیں۔ جب وہ داہنی جانب سے آتا ہے تو نماز اُسے کہتی ہے: میری طرف تیرا راستہ نہیں، جب بائیں سے آتا ہے تو روزہ اُسے کہتا ہے: میری طرف تیرا راستہ نہیں۔ تب صبر بولتا ہے: میں اِدھر موجود ہوں، اگر مجھے اپنی دلیل پیش کرو تو میں بھی تمھاری مدد کروں۔

افسوس! تم اللہ تعالیٰ کا تحفہ ناپسند کر کے لوٹا دے رہے ہو، اُسے قبول نہیں کر رہے عنقریب تم اپنا بدلہ پالو گے......محتاجی آئے گی تو تمھاری مالداری ہانک لے جائے گی اور اُس کی جگہ خود بیٹھ جائے گی۔ بیماری آئے گی تو تمھاری آسائشیں بھگا لے جائے گی اور اُن کی جگہ خود بیٹھ جائے گی ......تم اللہ تعالیٰ کی اُن بڑی بڑی نعمتوں کو خاطر میں نہیں لاتے جو تمھارے پاس ہیں۔ مومن کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی طرف توجہ فرمائے گا۔ جب وہ اُس کی پائی ہوئی نعمتوں میں سے آنے والے سائیں کو بھی کچھ دے گا......اُسے پتہ ہے کہ جب وہ سائیں کو عزت کے ساتھ دے گا اور اللہ کا حوالہ مانے گا تو وہ اُسے دنیا وآخرت میں پورا پورا بدلہ دے گا، بلکہ اُس کی دی ہوئی بھیک سے زیادہ اچھا صلہ عطا فرمائے گا۔

اے روگردانی کرنے والو! تم بادشاہوں، امیروں اور مالداروں سے تو منصب اورنوازش پانے کے لئے معاملہ کرتے ہو، مگر بادشاہت کے مالک (اللہ) سے معاملہ نہیں کرتے......وہ سارے بے نیازوں سے بڑا بے نیاز ہے، نہ وہ کبھی مرے گا اور نہ کبھی کسی کا محتاج ہوگا۔ اگر تم اُسے قرض دوگے تو وہ اُسے دُگنا کردے گا......وہ تمھیں ایک درہم کے بدلے دنیا میں دَس درہم دے گا اور آخرت میں تمھارا ثواب دے گا......وہ اِس میں کچھ کمی نہ کرے گا......وہ تمھیں دُنیا میں برکت دے گا اور آخرت میں ثواب۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اُس نے کیا ارشاد فرمایا؟: ﴿وَ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ﴾[سبا:۳۹]......(تم لوگوں نے جو کچھ بھی خرچ کیا ہے وہ اُس کے بدلے میں اور دے گا)......

اے اللہ! ہمیں اپنے ساتھ معاملہ کرنے کی توفیق دے۔ ہمیں اپنی خدمت کا سلیقہ دے اور تمام خدمت گذاروں کے ساتھ اپنے دروازے پر کھڑا رہنے کا ادب سکھا!

......﴿وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار﴾......

مجلس: (۲۹)

نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھ کو بتایا کہ: اللہ اپنے مہربان بندوں پر مہربانی فرماتا ہے''۔ زمین والوں پر مہربانی کرو تو آسمان والا تم پر مہربان ہو گا۔ اے اللہ کی رحمت کے امیدوارو! رحمت تو تمھیں مل گئی اَب اُس کی قیمت ادا کرو گے! اُس کی قیمت کیا ہے؟ مخلوق پر مہربانی اور شفقت کرنا اور اُن کے ساتھ نیک نیتی رکھنا...... تم بغیر کچھ دیئے، کچھ لینا چاہتے ہو...... تمھارے ہاتھ کچھ نہ لگے گا؟! قیمت لاؤ، سامان لے جاؤ۔

افسوس! تم اللہ کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہو اور اُس کی مخلوق پر رحم نہیں کرتے ...... تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو۔ عارف شخص علم باطن کی رو سے ساری مخلوق پر رحم کرتا ہے اور شریعت کی رو سے ایک گروہ پر رحم کرتا ہے اور ایک پر نہیں کرتا۔ شریعت الگ کرتی ہے اور حقیقت اکٹھا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا﴾ [بقرہ:۱۸۹] ...... (گھروں میں دروازے سے آؤ...... سچے عمل کے پابند شیوخ، حق تعالیٰ کے دروازے اور اُس کے قرب کے رَستے ہیں۔ وہ انبیاء ومرسلین کے وارث اور اُن کے نائب ہیں۔ وہ حق تعالیٰ کے مفرد بندے ہیں اور اُس کے داعی۔ وہ اُس کے اور مخلوق کے درمیان سفیر ہیں۔ وہ دین کے ڈاکٹر اور حق کے استاذ ہیں۔ اُن کی باتیں مانو اور اُن کی خدمت کرو...... اپنے جاہل نفس کو اُن کے امر و نہی کے حوالے کر دو...... روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ بدن کی روزی، دل کی روزی، تنہائی کی روزی اُسی سے مانگو! کسی اور سے نہیں۔ بدن کی روزی، کھانا پینا ہے۔ دل کی روزی، توحید ہے۔ تنہائی کی روزی، ذکر خفی ہے...... اپنے نفس پر مجاہدہ و ریاضت اور امر و نہی کے ذریعے مہربانی کرو...... مخلوق پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اُنھیں سچی نصیحت کے ذریعے مہربانی کرو...... اُن کا ہاتھ پکڑ کر رب تعالیٰ کی دہلیز پر لے آؤ۔

مہربانی کرنا مومنوں کی شان ہے اور سنگدلی کافروں کا مزاج۔ جس نے تم سے قطع تعلق کرلیا، اُس کے ساتھ صلہ رحمی کرو...... جس نے تمھیں محروم رکھا، اُسے دو...... جس نے تم پر ظلم کیا، اُسے معاف کرو...... جب تم ایسا کروگے تو تمھاری رسی اللہ کی رسی سے مل جائے گی اور تمھاری چیز اُس کی چیز سے، کیونکہ سارے اخلاق، حق تعالیٰ کے اخلاق ہیں...... مؤذنوں کا جواب دو جو تمھیں اُن مسجدوں کی طرف بلاتے ہیں جو مہمانی اور مناجات کے گھر ہیں...... اُن کا جواب دو، کیونکہ تم اُن کے پاس نجات اور کفایت پاؤ گے ...... جب تم خدا کے داعی کا جواب دو گے تو وہ تمھیں اپنے گھر میں داخل کرے گا...... اپنے سے قریب کرلے گا اور تمھیں علم و معرفت سکھائے گا اُس کے پاس جو ہے، لا دِکھائے گا...... تمھارے اعضا کو سنوارے گا...... تمھارے دلوں کو اور تنہائیوں کو ستھرا کرے گا...... تمھیں راہ راست کا اِلہام کرے گا...... اپنی بارگاہ میں لا کھڑا کرے گا...... تمھارے دلوں کو اپنے قرب کے گھر تک پہنچائے گا نیز اُس میں آنے کی اجازت بھی دے گا...... اگر تم اُس کو جواب دوگے تو پھر وہ کریم ہے...... اگر تم اُس کی پکار کو معمولی نہ سمجھوگے تو وہ تمھاری دعا کا جواب دے گا ...... تم پر اِحسان فرمائے گا اور نوازشوں کے جوڑے پہنائے گا۔ اُس کا ارشاد ہے: ﴿هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴾ [رحمٰن: ٦٠] ...... (احسان کا بدلہ نہیں، مگر احسان ہی) ......

اگر اچھا عمل کروگے تو اچھا ثواب پاؤ گے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جیسا کروگے ویسا بھروگے''۔ جیسے تم ہوگے ویسے تم پر حاکم آئیں گے۔ تم دنیا میں پارسا، پرہیزگار اور صاف گو دل کے ساتھ رہو۔ دنیا کو اپنا وطن نہ بناؤ، کیونکہ یہ وطن یا ٹھہرنے کی جگہ نہیں ...... تمھارا وطن دوسرا اور آخری ٹھکانہ کہیں اور ہے...... یہ دنیا آخرت کے گھر کے بالمقابل جیل کی کوٹھری ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ یہ قید خانہ ہے اگر وہ ہزار سال بھی زندگی گذارے گا تو ہر حال میں اس کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوگا۔ آخرت اُس کی رہائی، خوشی، جنت، بھلائی، ثواب، حکومت، امر، نہی اور کوشش ہے۔

عارفِ عالمِ صدیق کو آخرت سے پہلے ہی دنیا میں ثواب مل جاتا ہے اور وہ

رب تعالیٰ کا قرب ہے ......وہ سوچتا ہے: کاش آخرت نہ بنی ہوتی! اُس کے خیال میں قیامت بھی تنگی ہے اور جنت بھی ......وہ سمجھتا ہے کہ قیامت میں اُس کا راز فاش ہونا ہے، کیونکہ اُس دن، دِل کے چھپے راز کو چھرے دے دیئے جائیں گے......وہ جانتا ہے کہ جب قبر سے اٹھے گا تو زیور اور جوڑے پہنے ہوئے ہوگا (یعنی اٹھیں گے تو برہنہ مگر قیامت کے میدان میں آتے آتے زیور اور جوڑے پہنا دیئے جائیں گے۔) سوار فرشتوں کی ایک جماعت اور غلمان اُس کا استقبال کریں گے، حالانکہ اُس کا دل اِن جیسی چیزوں سے بیزار ہوگا......اُسے بھیڑ بھاڑ ناپسند ہوگی، کیونکہ وہ دیدارِ الٰہی کو کافی سمجھے گا۔اُسے منعم سے محبت ہے نہ کہ نعمت سے ......وہ بادشاہ (اللہ) کے دربار میں تنہائی کے دروازے سے آنا پسند کرے گا نہ کہ سواروں کی بھیڑ کے ساتھ ۔جنت کا پروانہ اُسے ناپسند ہوگا، کیونکہ آسائشِ جنت اُسے متاثر کرسکتی ہے ۔اُس (اللہ سے محبت کرنے اور ماسوا کو چھوڑ دینے والے) کی تمنا ہوگی کہ وہ جنت کا نظارہ اُسی وقت کرے گا جبکہ اُسے وہاں روکا نہ جائے، نہ متاثر کیا جائے نہ ہی رب تعالیٰ سے دور رکھا جائے اور نہ غیر میں مشغول کیا جائے۔

افسوس! اُس کے لئے آگ اور شعلے ہیں جو آخرت سے پہلے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا، اُس کے قرب کی خوشبو نہیں سونگھتا، اُس کے فضل کا کھانا نہیں کھاتا اور اُس کے اُنس کی شراب نہیں پیتا...... میں تمھیں کتنی دیر سے پکار رہا ہوں، اے منافقو! اور تم ہو کہ سنتے نہیں......سن بھی لو تو بہرے بننے لگتے ہو اور کچھ جواب نہیں دیتے ......تم کتنی دور ہو اور تمھیں دور دراز جگہ سے پکارا جا رہا ہے......تمھاری آوازیں زمین کی رہائش گاہ سے آ رہی ہیں نہ کہ قرب کے قلعے سے اور نہ احسان کے ساحل سے (یعنی تم خدا سے بہت دور ہو، اُس کے قریب نہیں ۔) تمھاری ساری توجہ: پیٹ، شرمگاہ، جسم اور پوری دنیا پر ہے ۔ یہ سب گھٹیا حرکت ہے۔

بھوک تو زمین میں اللہ تعالیٰ کا کھانا کھانے کی ہے ۔جس کھانے سے صدیقین شکم سیر ہوتے ہیں ۔اے محتاجی سے ڈرنے والو! محتاجی سے ڈرنا ہی اصل میں محتاجی ہے۔

اور مالداری تو اللہ تعالیٰ کو پا کر ماسوا سے بے نیاز ہوجانا ہے ،روپے پیسے کی مالداری، مالداری نہیں۔

اے نوجوان !اپنے نفس پر قیامت قائم کرو، اپنی فکر کے پاؤں سے جنت اور جہنم میں آؤ اور اُن میں جو کچھ ہے اپنے ایمان ویقین کی آنکھوں سے دیکھو۔ مومن ہمیشہ عمل میں لگا رہتا ہے، یہاں تک کہ اُس کی فکر ونظر صحیح ہوجاتی ہے تب اُس کے نفس پر قیامت ہوتی ہے۔ گویا وہ اپنے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہے، اپنا نامہ اعمال پڑھتا ہے جس میں نیکی و بدی لکھی ہوتی ہے، اُسے خیال ہوتا ہے کہ بدی نیکی پر غالب آچکی ہے جس کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جائے گا، گویا پل صراط سے گذر رہا ہے تو ڈر اور امید، گرنے اور پار اُترنے کی کشمکش میں گذر رہا ہے۔

وہ اِنہی خیالوں میں گم ہوگا جبھی اللہ تعالیٰ اُسے اپنی رحمت میں لے لے گا اور اپنی طرف پلٹنے کا حکم دے گا...... اُس کے پیروں تلے پل صراط بچھا دیا جائے گا، اپنی رحمت کے پانی سے جہنم کے شعلوں کو بجھا دے گا یہاں تک کہ جہنم کہہ پڑے گی: اے مومن! جلد پار اتر جا۔ تیرا نور میرے شعلے کو بجھایا چاہتا ہے۔ مومن تفکرات کی دنیا میں کھوکر اِن سب باتوں کو دل و دماغ میں جماتا ہے ...... مومن یوں ہی تصورات میں لگا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ یقین کے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔

اے نوجوانو! جس آسائش کی میں نے تشریح کی ہے، اپنے نصیبے کے پیچھے پڑ کر اُس سے کنارہ کشی مت کرلو، بلکہ اُسے اپنے پس پشت ڈال دوتا کہ وہ خود تمھارے پیچھے پیچھے دوڑے ...... اِس چیز کا مجھے تجربہ ہے ...... میں نے اُسے دیکھا ہے اور میرے علاوہ جو اِس رَوِش پر چلا ہے، اُس نے بھی دیکھا ہے ...... عجلت سے کام مت لو، کیونکہ جو تمھاری قسمت کا ہے، وہ کہیں جانے والا نہیں۔ نبی ﷺ سے مروی ہے: ''کوئی جان دنیا سے اُس وقت تک نہیں نکلے گی جب تک کہ وہ اپنی پوری روزی نہ پالے، لھذا اللہ سے ڈرو اور حسن ِطلب کا خیال رکھو!''۔ ذرا توقف کرو۔ لالچ چھوڑو ...... پیچھے مت پڑو، خوب چھان بین

کرو !ایساممکن ہوتو تمھیں اُس کی طلب ضروری ہے ۔ جب تم بادشاہوں کے دروازوں سے روگردانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمھارے لئے ایک ایسادروازہ کھول دے گا جو کبھی بند نہ ہوگا۔ وہ تنہائی کا دروازہ ہے، وہ باطن کا دروازہ ہے، وہ دروازہ تمھارے زور، تمھاری قوت اور تمھارے گمان کے بغیر ہی کھلے گا۔

مومن اپنے نفس ، اپنی خواہش اور اپنی طبیعت کے گھر سے رب کی دہلیز کا ارادہ لے کر نکلتا ہے۔ ابھی وہ کچھ دور ہی گیا ہوتا ہے کہ اُس کی راہ میں نفس، اُس کے مال اور اہل و عیال کی آفتوں کا روڑہ پڑ جاتا ہے تو وہ حیران و پریشان ہوکر رُک جاتا ہے، پھر وہ اپنے گناہوں کو اور شرعِ الٰہی کی حدوں کو توڑنے کی بے ادبی کو یاد کر کے اُن سب سے توبہ کرتا ہے اور چون و چرا کی زبان بند رکھتا ہے، ظاہر و باطن میں چیخ پکار مچانے اور رب تعالیٰ سے جھگڑے کی بولی بولنے سے گونگا بن جاتا ہے ۔ وہ سب کچھ تسلیم کر کے خود کو خدا کے حوالے کر کے پڑا رہتا ہے...... آگے پڑے ہوئے روڑے کو نہ وہ اپنی کوشش و محنت کے ہاتھ سے دور کرتا ہے اور نہ اُسے دور کرنے میں رب تعالیٰ کے سوا کسی اور سے مدد لیتا ہے ...... خدا کی یاد، اُس کی طرف رجوع، اپنے گناہوں کی یاد اور اُس سے استغفار اور اپنے نفس کو ملامت کرنے لگنا، یہ سب اُس کا مشغلہ ہوجاتا ہے ۔ جب اُس مشغلے سے وہ فارغ ہولیتا ہے تو تقدیر الٰہی کی طرف رجوع لاتا ہے...... کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدر و قضا اور اول نوشتہ تقدیر میرے بارے میں یوں ہی لکھا تھا...... وہ دل سے تسلیم و تفویض کی طرف رجوع لاتا ہے، صرف زبان سے نہیں...... وہ اُنہی تصورات میں سر جھکائے آنکھ بند کئے ہوتا ہے، جبھی آنکھیں کھولتا ہے تو آفتیں رفو چکر، دروازہ کھلا ہوا، آفت کی جگہ آسائش، تنگی کی جگہ کشادگی بیماری کی جگہ عافیت اور بربادی کی جگہ آبادی آجاتی ہے۔ اُن سب سے اللہ تعالیٰ کے قول کی تصدیق ہوتی ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجاً وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ﴾ [طلاق:۲،۳] ...... (اور جو اللہ سے ڈرے گا، وہ اُس کے لئے نکلنے کی راہ بنادے گا اور اُسے بے حساب رزق دے گا)...... وہ بندۂ مومن ہمیشہ نعمتوں پر شکر، مصیبتوں پر

صبر، اپنے جرم و گناہ کا اعتراف اور نفس پر ملامت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے دل کے پاؤں رب تعالیٰ تک جا ٹھہرتے ہیں ...... وہ نیکیوں اور گناہوں سے توبہ کا راستہ برابر طے کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ آستانۂ الٰہی پر جا پہنچتا ہے۔ جب وہاں پہنچ لیتا ہے تو وہ دیکھتا ہے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں جس کا خیال گذرا۔ جب بندے کا دل آستانۂ الٰہی پر پہنچ جاتا ہے تو اُس کی توبہ، نیکیوں، بدیوں، شکر، صبر، تھکن اور آرام کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مسافر جب اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے تو اُس کی راہ پیمائی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر تو ہم نشینی، سنگت، بات چیت اور راز و نیاز کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

جب محبّ اپنے محبوب کا وصال پا جاتا ہے تو کیا کوئی تھکن رہ جاتی ہے؟ تھکن آرام سے بدل جاتی ہے، دوری قرب سے، غیبت حضوری سے اور خبر معائنے سے ...... وہ محبوب اپنے اسرار سے مطلع کراتا ہے، اپنے گھر میں گھماتا ہے ...... اُس کے لئے اپنے خزانوں کا منہ کھول دیتا ہے اور اپنے باغ میں اُسے تفریح کراتا ہے۔ کیا تم لوگ اپنے (محبوبوں) کے ساتھ ایسا نہیں کرتے۔ اللہ تو لوگوں کے لئے مثالیں پیش کرتا ہے۔ اشارہ والے اشارہ سمجھ لیتے ہیں۔

اے قلب حاضر کے بغیر عبادت کرنے والے! تمھاری کہاوت اُس اونٹ کی طرح ہے جس کی آنکھ پر پٹی بندھی ہو اور وہ کولہو پیر رہا ہو، وہ سمجھتا ہے کہ میں کئی سو کلومیٹر دور نکل آیا ہوں، حالانکہ وہ اپنی جگہ سے ہٹا تک نہیں۔

افسوس! تم اخلاص اور توحید کے بغیر نماز میں اٹھ بیٹھ کرتے ہو اور روزہ رکھ کر بھوکے پیاسے رہتے ہو تو تمھیں اِس سے کیا فائدہ ہوگا؟ تھکاوٹ کے سوا کیا تمھارے ہاتھ آئے گا؟ تم نماز روزہ کرتے ہو، جبکہ تمھارے دل کی آنکھیں لوگوں کے گھروں، اُن کی پاکٹوں اور اُن کی پلیٹوں پر لگی ہوئی ہیں! تم اُنھیں دِکھا رہے ہو تاکہ وہ تمھارے پاس نذرانے لے کر آئیں۔ تم اپنی عبادت کی نمائش کر رہے ہو اور اپنے روزے اور مجاہدے کی

اُنھیں جانکاری دے رہے ہو۔اے مخلوق کو شریک ٹھہرانے والے! تم کسی چیز پر نہیں۔اپنے شرک سے باز آؤ۔

اے منافق! اے ریاکار! اے روحانی ربّانی صدیقوں کی جماعت کو پیٹھ دِکھانے والے! کیا تمھیں نہیں پتہ کہ میں تو اپنی بات تمھارے دل میں اُتار رہا ہوں، جبکہ تمھارے اندر بغض وحسد کی بھٹی سلگ رہی ہے...... میں تمھارے دعووں کی دلیلوں کا مطالبہ کرر ہا ہوں۔ نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر لوگوں کے صرف دعووں کا اعتبار کرلیا جاتا تو ایک قوم دوسری قوم کے خون کا دعویٰ کرتی، لیکن دعویدار پر دلیل پیش کرنا اور انکار کرنے والے پر قسم کھانا ضروری ہے''۔

بات کتنی زیادہ ہے، کام کس قدر کم ہے۔معاملہ اُلٹ لو تو ٹھیک ہو جاؤ گے...... جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا، اُس کی زبان بند ہوگئی اور اُس کا دل بولنے لگا، اُس کی تنہائی پاکیزہ ہوگئی اور اُس کا درجہ خدا کے نزدیک بلند ہوگیا۔اُس نے خدا کا اُنس پایا، اُس سے آرام حاصل کیا اور اُس کو پا کر بے نیاز ہوگیا۔اے دلوں کی آگ! ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا! اے دلو! اُس دن کے لئے تیار ہوجاؤ جس دن زمین اور پہاڑ چلیں گے اور زمین ظاہر ہوگی۔ پورا مرد وہ ہے جو اُس دن ثابت قدم رہ جائے، ربّانی وہ ہے جو اُس دن ایمان، ایقان، توّکل، محبتِ خداوندی، شوقِ الٰہی اور معرفتِ اِلٰہی کے دونوں قدموں پر جمارہے۔ اسباب اور مخلوق کے پہاڑ چلیں گے، مسبِّب اور خالق کے پہاڑ جمے رہیں گے۔ظاہر اور صورتوں کے بادشاہوں کے پہاڑ چلیں گے اور نابود ہوجائیں گے اور قیامت کے دن، تغیر وتبدیل کے دن باطن کے بادشاہوں کے پہاڑ بلند ہوں گے اور جمے رہیں گے۔یہ پہاڑ جن کی مضبوطی اور زبردست بناوٹ کو دیکھ کر تم تعجب کھاتے ہو، دُھنے ہوئے اُون کے مانند ہوجائیں گے ......اپنی جگہوں سے بنیاد سمیت الگ ہوجائیں گے ......اُن کی سختی رخصت ہوجائے گی ......وہ بادل کی چال سے تیز چلیں گے......آسمان پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہوجائے گا......زمین اور آسمان کی صفت ہی تبدیل ہوجائے گی ......دنیا کی باری،

حکمت کی باری، اعمال کی باری، کھیتی کرنے کی باری، تکلیف کی باری ختم ہو جائے گی ......
آخرت کی باری، قدرت کی باری، اعمال پر ثواب دینے کی باری، کھیتی کاٹنے کی باری، کلفت سے راحت پانے کی باری، ہر فضل والے کو اُس کا فضل دینے کی باری آ جائے گی۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اور ہمارے اعضا کو اُس دن ثابت رکھنا۔

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۳۰)

نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، کیونکہ اگر تم مرجاؤ گے تو لوگ تم پر ترس کھائیں گے اور اگر جیتے رہے تو تمھاری ملاقات کے مشتاق رہیں گے''۔ اِس وصیت کو سنو! اِسے اپنے دل کی آنکھوں میں بسا لو اور اِسے فراموش مت کرو۔ آپ ﷺ نے تمھیں تھوڑا سا عمل بتایا جس کا ثواب زیادہ ہے۔

سب سے بہتر حسنِ اخلاق کیا ہے؟ جو حسنِ اخلاق برتنے والے اور دوسروں کے لئے راحت کا سامان ہو۔ کون سی بداخلاقی سب سے زیادہ بری ہے؟ جو بداخلاقی کرنے والے کے لئے تھکن اور دوسرے کی اذیت کا باعث ہو۔ مناسب ہے کہ مومن اپنے اخلاق کو سنوارنے میں نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے اور اُس کی پابندی کا لحاظ رکھے، جیسا کہ وہ بقیہ طاعتوں میں مجاہدہ کرتا ہے، کیونکہ کبر، غضب اور لوگوں کو حقیر سمجھنا نفس کی عادت ہے...... اُس کے ساتھ تم مجاہدہ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ مطمئن ہوجائے۔ جب وہ مطمئن ہوجائے گا تو تواضع اور خاکساری کرے گا اور اُس کے اخلاق اچھے ہوجائیں گے...... وہ اپنی قدر پہچان لے گا اور غیر کی باتیں برداشت کرلے جائے گا...... مجاہدے سے پہلے وہ فرعون ہے...... مبارکباد ہے اُسے جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اُس سے دشمنی مول لی اور اُس کے تمام حکموں کی مخالفت کی...... اُس کو ہمیشہ موت اور موت کے بعد ہونے والے واقعات کی یاد دلاتے رہو۔ تو وہ خاکسار ہوجائے گا اور اُس کے اخلاق اچھے ہوچلیں گے ...... اُس کو لذت میں پڑنے سے روکو، پھر اُس کے پورے حقوق ادا کرو تو وہ خاکسار بنے گا اور اُس کے اخلاق بہتر ہوں گے...... قیامت کی فکر کرو! اُس کی آمد سے پہلے اپنے نفس پر اُس کو قائم کرو! قیامت کا دن کچھ لوگوں کے لئے خوشی کا دن ہے اور کچھ کے لئے غم کا...... کچھ لوگوں کے لئے عید کا دن ہے اور کچھ لوگوں کے لئے ماتم کا...... وہ صالحین کی عید کا دن ہے ...... اُن کے بننے سنورنے، زیور اور جوڑے پہننے، عمدہ سواری پر سوار ہونے، اُن کے غلمان

کے ظاہر ہونے اور جھنڈوں کے بلند ہونے کا دن ہے......اُن کے اعمال کو ایک صورت دے دی جائے گی جن کا نور اُن کے چہروں پر برس رہا ہوگا۔ اے نوجوان! اگر تمھیں رب تعالیٰ سے کوئی غرض ہے اور تم اُس کے مرید ہو تو میری مجلس کی پابندی کرو اور میرے دیئے ہوئے کپڑے کے ایک ٹکڑے اور ایک لقمے پر قناعت کرو۔ اور میں تم سے جو خدمت لینا چاہتا ہوں اُسے انجام دو......میری بات کی مخالفت مت کرو......اگر تم ایسا کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میرے یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ نفس، خواہش، طبیعت اور مخلوق کا خیال رکھ کر اس راستے کو طے نہیں کیا جا سکتا......میں نے تمھارے لئے حال آشکارا کر دیا، اگر چاہو قبول کرو ورنہ تم خود بخوبی واقف ہو......اگر قبول کرو گے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے تمہارے لئے خیر کثیر کی امید ہے ......بھلائی کے علاوہ کچھ نہ دیکھو گے ۔ میں لڑکپن میں سُنسان جگہوں پر تن تنہا ہوتا تھا تو بعض دفعہ ایک آواز سنا کرتا، مگر کسی شخص کو نہ دیکھتا کہ: ''اے مبارک! تو خیر پر ہے اور عنقریب تو خیر دیکھے گا''۔ تو میں کھڑا ہو کر اطراف کا چکر لگاتا، مگر پتہ نہ چل پاتا کہ وہ آواز کہاں سے آیا کرتی ہے؟! بحمد اللہ میں نے اپنی تمام حالتوں میں خیر و برکت دیکھی۔ کچھ اللہ والے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ کسی چیز کو کہتے ہیں کہ ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے، لیکن تم لوگ اُنھیں نہیں سمجھ پاؤ گے۔ اگر اُنہیں دیکھو گے تو پہچان نہ پاؤ گے ......تم اُن کے چہرے دیکھ کر اپنے دروازے بند کرلیا کرتے ہو اور اپنی جیبوں اور دسترخوانوں کو سمیٹ لیا کرتے ہو۔

افسوس! اگر تم لوگ فقیروں کے چہرے دیکھ کر اپنے دروازے بند کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر بندش لگادے گا اور اگر تم اُن کے چہرے دیکھ کر دروازے کھلے رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تمھیں کشادگی دے گا......اگر تم مخلوق کو دکھانے کے لئے خرچ کرو گے تو اللہ تم پر تنگی ڈال دے گا......خرچ کرو اور بخل سے کام نہ لو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ [بقرہ:۲۶۸]......(شیطان تمھیں تنگی سے ڈراتا ہے اور تم کو فحش کاریوں کا حکم دیتا ہے)......اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خرچ کرنے پر اُسے بعد کے

لئے باقی رکھا جائے گا: ﴿وَمَا اَنۡفَقۡتُمۡ مِنۡ شَیۡءٍ فَھُوَ یُخۡلِفُهٗ﴾ [سبا:۳۹] ......(اور تم نے جو کچھ خرچ کیا تو وہ اُسے بچا کر رکھے گا)......افسوس! تم اسلام کے دعویدار ہو اور رسول کی مخالفت کرتے ہو اور اُن کے دین میں نئی نئی من پسند باتوں کو لاتے ہو......تم اپنے دعویٰ اسلام میں جھوٹے ہو......تم سنّی نہیں، بلکہ بدعتی ہو......تم دین کے موافق نہیں، بلکہ مخالف ہو! کیا تم نے نہ سنا کہ نبی ﷺ کا کیسا ارشاد ہے؟: ''سنت کی پیروی کرو، بدعتی نہ بنو، یہ تمھیں کافی ہے''۔ اور آپ کا یہ ارشاد؟: ''میں نے تمھیں صاف ستھری روشن شاہراہ پر لگایا ہے''۔ تم اُن کا حکم قبول نہیں کرتے اور اُن کی بات نہیں مانتے ؟! پھر یہ دعویٰ کہ تم اُن کے پیروکار ہو؟! تمھیں کوئی اعزاز نہیں ......میں تو تم سے حق بات کہہ رہا ہوں ...... چاہو تو آؤ، چاہو تو نہ آؤ ......چاہے برا کہو یا بھلا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ﴾ [کہف:۲۹] ......(اپنے رب کی حق بات کہو جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر کرے)......میری سخت کلامی سے وہی گریز اختیار کرے گا جو منافق ، دجال، گھس پیٹھ اور زبانی دعوے کرنے والا، اپنی خواہش کا سوار، اپنے نفس کا دوست، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا دشمن، حق سے بغض رکھنے والا اور باطل پسند ہوگا......اس کے دل کی کوئی ایسی رَوِش نہ ہوگی جو اُسے مولیٰ تعالیٰ سے قریب کرے۔

اے نوجوان! سنو اور بغیر کسی شک وشبہ کے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھو......پھر جو کچھ عجائبات دیکھ رہے ہو، اُن میں غور کرو......اللہ والوں پر تہمت نہ باندھو، بلکہ اُن کی تصدیق کرو اور بغیر کسی چون و چرا کے اُن کی پیروی کرو......تو وہ لوگ تمھیں اپنی صحبت میں رکھیں گے اور تمھاری خدمت گذاری سے راضی ہوں گے اور اپنے اوپر اترنے والی نعمتوں اور احسانوں کا ایک حصہ تمھارے لئے بھی نکالیں گے اور جو کچھ صدیقین کے دلوں پر آسمان سے اترتا ہے اور رات دن اُن کی تنہائیوں پر اترنے والے اسرار کا جو گھاٹ ہے، اُس میں بھی تمھاری شرکت ہوگی......اگر چاہتے ہو کہ وہ خدمت گذاری سے راضی ہوں تو اپنے ظاہر و باطن کو پاک کرلو اور اُن کے روبرو ٹھہرے رہو......اپنے دل کو بدعت سے پاک

کرو، کیونکہ اللہ والوں کا عقیدہ وہی ہے، جو انبیاء ومرسلین وصدیقین کا ہوتا ہے......وہ سَلفی ہوتے ہیں......اُن کا مذہب بوڑھیوں کا مذہب ہوتا ہے......وہ جس عقیدے کا دعویٰ کرتے ہیں اُس پر اُن کے پاس دو عادل گواہ ہوتے ہیں جن کی عدالت شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ وہ دو گواہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں۔

اے لوگو! اپنے نفس پر ظلم مت کرو اور نہ اپنے علاوہ کسی پر......ظلم گھروں کو ویران کر دیتا ہے، بنیاد کو نکال پھینکتا ہے، دلوں اور چہروں کو سیاہ کر دیتا ہے اور رزق کو تنگ......ظلم مت کرو، کیونکہ ہمارے لئے ایک قیامت ہے جس کا آنا ضروری ہے...... ہر آنے والا قریب ہے......ہمارا ایک خالق ہے......ضروری ہے کہ وہ ہمیں اپنے سامنے کھڑا کرے، ہم سے پوچھ تاچھ کرے اور ہماری جانچ پڑتال......کم اور زیادہ کے بارے میں دریافت کرے اور ہم سے ذرّوں کا مطالبہ کرے۔

یہ جو میں نصیحت کر رہا ہوں اس کی قیمت تم سے نہیں مانگتا......سود کے قریب نہ پھٹکو ورنہ رب تعالیٰ سے جنگ مول لوگے اور تمھارے مال سے برکت اٹھ جائے گی...... روپے پیسے کا قرض دو......جو شخص یہ کر سکتا ہے کہ فقیر کو قرض دے اور پھر کچھ دنوں بعد اُسے خدا واسطے معاف کر دے تو ایسا کر دینا چاہئے......وہ اُسے دو مرتبہ خوش کرے گا: ایک مرتبہ قرض دے کر اور دوسری مرتبہ معاف کر کے......تم لوگ خدا پر بھروسہ اور اعتماد رکھ کر ایسا کرو......وہ پیدا کرتا ہے، ثواب دیتا ہے اور برکت دیتا ہے......کوشش رہے کہ بھکاری کو خالی ہاتھ واپس نہ کرو بلکہ جو کچھ ہو اُسے دو......تھوڑا دینا محروم کرنے سے بہتر ہے...... اور اگر تمھارے پاس کچھ بھی نہیں تو اُسے جھڑکو نہیں، بلکہ میٹھی بولی بول کر واپس کرو اور اُس کا دل نہ توڑو۔ دنیا کے ہر رُخ پر کچھ عبرت حاصل کرنے والے ہوتے ہیں جو رات دن کے اُلٹ پھیر سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ جو بھی مَرا، اُس کی قیامت ہوگئی...... وہ پہچان لے گا کہ اُس کا ثواب کیا ہے اور اُس پر عذاب کتنا ہے؟ ہر چیز کا ایک آخر ہے......عافیت اور مصیبت، خیر و شر، مالداری اور محتاجی، زندگی اور موت، عزت اور ذلت۔ ان ساری

چیزوں کی ضد ہوتی ہے ......ایک آتا ہے تو اپنی ضد کو لے جاتا ہے ......آخرکار موت ہے ...... عارف مومن جب اپنے سر کی آنکھیں بند کرتا ہے تو اُس کے دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں تب وہ حق تعالیٰ کو اور مخلوق میں اُس کے تصرّفات کو دیکھتا ہے ...... جب خالق آتا ہے مخلوق رخصت ہوجاتی ہے ...... جب آخرت آتی ہے تو دنیا روانہ ہوجاتی ہے ...... جب سچ آتا ہے، جھوٹ چلا جاتا ہے ...... جب ایمان آتا ہے تو نفاق رخصت ہوجاتا ہے ...... ہر چیز کی ایک ضد ہے ......دانشمند آدمی انجام پر نظر رکھتا ہے ......دنیا کے رنگ وروغن اور اُس کی سج دھج پر نظر نہ جماؤ، کیونکہ وہ بہت جلد ہی مٹّتی چلی جائے گی ...... پہلے تم لوگوں کا وجود مٹے گا پھر تمھارے بعد اُس کا ...... جو آفتیں منجانب اللہ تم پر آئی ہیں، اُس کی وجہ سے رب تعالیٰ سے گریز مت کرو ......وہ تم سے زیادہ تمھاری مصلحتوں کو جانتا ہے ...... مصلحتیں مصیبتوں کی لپیٹ میں ہوتی ہیں ......دانشمند اور مؤدّب بنو! آفتیں صدیقین کے دلوں پر آتی ہیں تو اُن پر سلامتی بھیجتی ہیں اور اُن کے لئے سفارش کرتی ہیں اور جو خدا کی بارگاہ میں صاحب مرتبہ ہوتا ہے وہ اُن آفتوں کو اپنے سینے سے لگاتا ہے ،اُن کی پیشانی چومتا ہے اور اُنھیں صبر، موافقت اور رضا کے ساتھ دُلہن بنا کر رکھتا ہے تو کچھ دنوں تک وہ آفتیں اُس کے پاس رہتی ہیں ، پھر اُنھیں واپس لے لیا جاتا ہے تب اُن آفتوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے گھر اور گھر کی مہمانی کیسی پائی ؟ کہتی ہیں : گھر بھی خوب اور میزبان بھی خوب ......تحفہ بھی خوب اور تحفہ پیش کرنے والا بھی خوب ۔ایک اللہ والے جو کسی مصیبت میں مبتلا تھے، اُن سے پوچھا گیا کہ: آپ اس مصیبت میں خود کو کیسا پا رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: مصیبت ہی سے پوچھ لو میرے بارے میں ۔رب تعالیٰ کے ساتھ صبر کرو ، کیونکہ وہ تمھاری مصیبت دور کرتا ہے اور صبر کے بدلے میں اپنے ہاں تمھارے درجات کو بلند کرتا ہے ۔اپنے نفس کو بس میں کر کے اُس (رب تعالیٰ) کے ساتھ رہو اور اُن لوگوں کے ساتھ رہو جو اُس کے سلسلے میں سچے ہیں اور اُن لوگوں کے ساتھ رہو جو اُس کے ساتھ، اُس کے ذریعہ اور اُس کے لئے عمل کرنے والے ہیں ۔اے اللہ! ہمارے لئے مسخّر کردے، ہمارے لئے آسان کردے،

ہمارے لئے کھول دے اور ہمارے لئے سہل کر دے۔آمین!

وہ ایمان جسے بیماری، محتاجی اور کثرتِ اغراض مٹا دے، ایمان ہی نہیں...... مصیبت کے وقت ایمان کا جوہر کھلتا ہے......اُس کی آب و تاب اور اُس کے کھرے ہونے کا پتہ چلتا ہے...... مصیبتوں کا لشکر جب آتا ہے تو ایمان کی بہادری کا پتہ چلتا ہے......رب تعالیٰ تمھارے کرتوت سے باخبر ہے۔اے بادشاہو! اے غلامو! اے عوام! اے خواص! اے مالدارو! اے فقیرو! اے خلوتیو! اے جلوتیو! کسی کے لئے اُس سے حجاب نہیں......تم جہاں کہیں بھی رہو، وہ تمھارے ساتھ ہے......اے اللہ! ہمیں پردہ پوشی، بخشش، معافی، مہربانی، علم، چشم پوشی، عنایت، کفایت اور ہر بلا سے رہائی دے۔آمین!

تمھارے اندر جو کچھ خیر و شر، جھوٹ سچ، اخلاص، شرک، طاعت اور معصیت ہے، اُن سب کے لئے وہ علیم و خبیر، رقیب و نگراں اور حاضر و ناظر ہے۔

تم اُس کی نظر سے حیا کرو! تم اُسے ایمان کی آنکھ سے دیکھو گے تو وہ تمھیں شش جہات سے دیکھے گا۔تمھاری نصیحت کو اتنا ہی بس ہے......اگر تم نصیحت مانو اور دلوں کے کان سے سنو تو خلوت و جلوت میں خوف الٰہی کے لئے یہی بہت ہے......اُس سے لو لگاؤ اور دھیان دو تاکہ وہ تم پر نظر فرمائے......کراماً کاتبین فرشتے جو تم پر مقرر ہیں، وہ اللہ سے خوف کھاتے ہیں۔

تم اگر اپنے بادشاہ اور اپنے امیر (اللہ تعالیٰ) کا ڈر رکھو گے تو تمہارے نگراں (نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے) تمھارے ساتھ نہ تھکیں گے۔اے فقیر! اے بھوکے! اے برہنہ! اے محتاج! تم غیر سے مدد چاہتے ہو......تمھاری خموشی تمھارے حق میں ہے، پسندیدہ اور نفع بخش ہے۔

تمھارے احوال سے وہ باخبر ہے۔یہ چیز تمھیں سوال کرنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔اُس نے تو تم پر مصیبت اِس لئے ڈالی ہے کہ تم اُس کی طرف پلٹو......تم اپنا دل لے کر اُس کی طرف پلٹو اور ثابت قدم رہو تو تم خیر پاؤ گے......اُس سے جلدی چاہو نہ اُس پر بخل کی

بدگمانی کرو اور نہ شک وشبہ......اُس نے تمھیں بھوک، برہنگی اور ضرورت سے دو چار کیا اور تم سے حجاب رکھا تا کہ وہ دیکھے کہ تم اُس کے دروازے پر پڑے رہتے ہو یا غیر کے در پر؟ اُس سے راضی رہتے ہو یا ناراض؟ اُس سے شکایت کرتے ہو یا اُس کی شکایت کرتے ہو؟ اُس پر چیخ پکار کرتے ہو یا اُس کے آگے انکساری دکھلاتے ہو؟ وہ تم پر مصیبت ڈالتا ہے تا کہ وہ دیکھے کہ تمھارا عمل کیسا ہوتا ہے؟

اے جاہلو! تم نے درِ دولت چھوڑ دیا اور فقر تھام لیا......تم نے درِ کریم چھوڑ دیا اور درِ لئیم (کمینہ) تھام لیا......تم نے درِ رحیم چھوڑ دیا اور درِ غیر رحیم تھام لیا......تم نے درِ قادر چھوڑ دیا اور درِ عاجز تھام لیا۔ اے جاہلو! عنقریب وہ تم سب کو اپنے روبرو اکٹھا کرے گا......اکٹھا ہونے والے دن (قیامت میں) وہ اکٹھا کر کے لا کھڑا کرے گا......مختلف الاجناس ہونے کے باوجود تمھیں اکٹھا کرے گا۔ اے ساری مخلوقو! کہنے والے نے کہا ہے: ﴿هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَاكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ﴾ [مرسلات: ۳۸، ۳۹]...... (یہ فیصلے کا دن ہے، ہم نے تمھیں اور اگلے لوگوں کو جمع کیا ہے، اگر تم سے بچنے کی کوئی تدبیر ہو سکے تو کرو)......قیامت کا وہ دن جس دن اللہ تعالیٰ مخلوقات کو اِس زمین کے علاوہ دوسری زمین پر اکٹھا فرمائے گا جس پر نہ کسی جاندار کا خون بہا ہو گا اور نہ کوئی گناہ ہوا ہو گا......اس چیز میں کوئی شک وشبہ نہیں......اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ [حج: ۲۲/۷]......(اور قیامت تو آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ قبروں سے لوگوں کو اٹھا کر لائے گا)......قیامت کا دن، عبرت حاصل کرنے کا دن ہے......موافقت اور شہادت کا دن ہے......قصاص کا دن ہے......خوشی اور غم کا دن ہے......خوف اور امن کا دن ہے......آسائش اور عذاب کا دن ہے......آرام اور تھکن کا دن ہے......پیاس اور سیرابی کا دن ہے......پہننے اور برہنہ رہنے کا دن ہے......منافع اور گھاٹے کا دن ہے......اُس دن مومن بندے مددِ الٰہی کی وجہ سے خوش ہوں گے۔ اے اللہ! اُس دن کے شر سے ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اور اُس دن کی بھلائی مانگتے ہیں۔

......﴿وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۳۱)

عبادت، ترکِ عادت کا نام ہے .....عبادت، عادت مٹانے والی چیز ہے...... شریعت عادت کو مٹانے اور ختم کرنے والی ہے.....شرعِ الٰہی کو مضبوطی سے تھامے رہو...... اور اپنی عادتوں کو چھوڑ رکھو......عالم عبادت کے ساتھ رہتا ہے اور جاہل عادت کے ساتھ...... خود کو اور اپنے اہل و عیال کو کارِ خیر کا عادی اور پابند بناؤ......اپنے ہاتھوں کو دنیا میں خرچ کرنے کا عادی بناؤ......اور اپنے دلوں کو دنیا میں زُہد اختیار کرنے کا عادی بناؤ......فقیروں پر خرچ کرنے میں بخل نہ کرو......اُن کے سوال رَد نہ کرو ورنہ حق تعالیٰ تمھاری درخواستوں کو رَد کردے گا ......وہ تمھاری درخواستوں کو کاہے نہ رد کرے گا، تم نے تو اُس کا تحفہ لوٹا دیا...... نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''دروازے کا بھکاری بندے کے پاس اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے''۔ افسوس! تمھیں حیا نہیں آتی کہ اپنے پڑوسی کی حاجتمندی اور اُس کی بھوک کا تمھیں خوب پتہ ہے، پھر بھی باطل گمان کی وجہ سے اُسے محروم رکھ رہے ہو؟ تم کہتے ہو کہ اُس نے اپنے پاس سونا چھپا رکھا ہے اور فقیر بنتا ہے ......تم ایمان کا دعویٰ رکھتے ہو اور اپنے پڑوسی کو بھوکا چھوڑ کر سو جاتے ہو؟ حالانکہ تمھارے پاس ضرورت سے زائد ہے، مگر اُسے دیتے نہیں ......عنقریب تمھارا مال، تمھارے ہاتھ سے لے لیا جائے گا اور تمھارا دستر خوان، تمھارے سامنے سے اٹھا لیا جائے گا......قہراً جبراً تم ذلیل فقیر ہو جاؤ گے......تمھاری چہیتی دنیا تم سے چُھٹ جائے گی......تم دنیا کو اپنے اختیار سے چھوڑو، مجبور ہو کر نہیں ......اپنی قسمت پر خوش رہو، غیر کی قسمت نہ دیکھو......اُتنے پر قناعت کرو جتنے پر گذر بسر اور ستر پوشی ہو سکے ......اگر تمھارے لئے اُس کے علاوہ بھی کچھ ہوگا تو وہ وقت پر تمھیں مِل جائے گا ......یہ ہوشمند تجربہ کار مومنوں کا کردار ہے......لالچ اور ذلت کے بوجھ سے بخدا وہ راحت پا چکے ہیں ......زاہد حضرات نے دنیا کو پہچان لیا ہے......اُنھوں نے اُسے معرفت اور خبر کے بعد ہی پہچانا ہے ......اُن لوگوں نے پہچان لیا ہے کہ دنیا پہلے پالتی ہے، پھر جان لیتی ہے......

دیتی ہے پھر لے لیتی ہے...... دوستی کرتی ہے پھر بے وَفا ہو جاتی ہے...... محبت کرتی ہے، پھر بغض کرتی ہے...... موٹی ہوتی ہے، پھر دنیادار ہی کو کھانے لگتی ہے...... منہ دکھاتی ہے پھر پیٹھ دکھاتی ہے...... سر چڑھاتی ہے، پھر اوندھے منہ گراتی ہے...... دلوں اور دل کی مرادوں کو لے کر اُس سے الگ ہو جاؤ...... اُس کے پستان سے نہ پیو...... اُس کے آغوش میں نہ سوؤ...... اُس کا بناؤ سنگار، اُس کا نازک بدن اور پہناوا، اُس کی چکنی چپڑی باتیں اور مزیدار کھانے دیکھ کر اُس میں دلچسپی نہ لینے لگ جاؤ...... اُس کا کھانا زہر آلود ہے...... یہ قاتل، ڈائن، جادوگر، مکار اور غدار ہے...... یہ باقی رہنے اور ٹھہرنے کا گھر نہیں...... اُن لوگوں کے حالات دیکھو جو پہلے اُس کے ساتھ رہ چکے ہیں کہ اُس نے اُن کے ساتھ کیا کیا؟ اُس سے زیادہ مانگنے کے چکر میں اپنے آپ کا خون مت کرو، کیونکہ وہ اپنے پاس سے تمھیں کوئی چیز زیادہ دینے والی نہیں...... کمی بیشی کی طلب چھوڑو...... خموش رہو، ادب برتو اور قناعت کرو...... کہو کہ: اللہ کا فرمان اور وعدہ سچا ہے اور رسول اپنے اِس قول میں سچے ہیں کہ: ''تمھارا رب خلق فرمانے، روزی بانٹنے اور موت دینے کے کام سے فارغ ہو چکا ہے۔ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، قلم اُسے لکھ کر خشک ہو چکا ہے''۔ اور نبی ﷺ اپنے ارشاد میں سچے ہیں کہ: جب اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا تو اُس نے کہا: لکھ! اُس نے پوچھا: کیا لکھوں؟ کہا: مخلوق کے بارے میں، قیامت تک میرا جو فیصلہ ہونے والا ہے تو اُسے لکھ۔

اے نوجوان! اگر تم موت کو یاد رکھو گے تو نفس کی تمھارے ساتھ کوئی گفتگو نہ ہوگی اور نہ وہ طاعتِ الٰہی میں تمھاری مخالفت کرے گا، لیکن تم نے تو اُسے اپنا امیر اور اپنی سواری بنا رکھا ہے، تم اُسے موت کی یاد سے تکلیف پہنچانا نہیں چاہتے نہ اُسے دشمن بنانا چاہتے ہو اور نہ غمگین کرنا۔

وہ تمھیں جہنم کی راہ لے جا رہا ہے اور تمھیں اِس کی خبر ہی نہیں۔ اے نفس وطبیعت و خواہش کے پجاری! تم اپنے باپ آدم علیہ السلام کے نسب اور رشتے سے نکل گئے۔ اگر تم نفس کو ویسا ہی سمجھ لو جیسا کہ صالحین اپنے نفس کو سمجھا کرتے تھے تو تم اُس سے گریز کرنے

لگو گے۔افسوس! آگاہ رہنا۔اُس نے تمھیں اپنی مضبوط سواری بنا رکھا ہے۔اُس کا بوجھ تم پر لَدا ہے اور یہ تم پر سوار ہے جو تمھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لئے جا رہا ہے۔اولیاء اللہ کا معاملہ اِس کے برعکس ہے۔اُنھوں نے نفس کو اپنی سواری بنائی، مجاہدہ اور مشقت کی عبادت کا سارا بوجھ اُس پر لاد دیا اور خود سلامتی کے ٹیلے پر جا بیٹھے۔لامحالہ دنیا و آخرت اُن کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اُن کے روبرو کھڑی ہوگئیں......وہ اُسے امر و نہی کرتے ہیں۔دنیا سے وہ اپنا نصیبہ جلد لیتے ہیں اور آخرت سے دھیرے دھیرے۔

اے اِس کلام کو سننے والو! اگر تم اِس پر عمل نہ کرو گے تو یہ تمھارے خلاف قیامت کے دن حجت ہوگا۔تم سے کہا جائے گا کہ تم نے سن کر عمل نہ کیا۔مجلس میں تمھاری اکثر حاضری، خواہش، گناہ اور کلام میں کیڑے نکالنے کی غرض سے ہوتی ہے......تمھاری حاضری باطل ہے جس میں حق نہیں......سزا ہے جس میں ثواب نہیں، شر ہے جس میں خیر نہیں......تم اِس طرح کی حاضری سے توبہ کرو......فائدہ اٹھانے کی نیت لے کر آؤ تو تمھیں فائدہ بھی ہو۔مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ میرے ذریعہ تمھیں فائدہ پہنچائے گا اور تمھارے دلوں، نیتوں اور مقصدوں کی اصلاح کرے گا۔میں اللہ تعالیٰ کے اِس قول کی پیروی کرنے کی وجہ سے تم سے مایوس نہیں ہوں: ﴿لَعَلَّ اللّٰهُ يُحدِثُ بَعدَ ذٰلِكَ اَمرًا﴾ [طلاق:۱]......(امید کہ اللہ تعالیٰ اُس کے بعد کوئی نیا معاملہ پیدا کرے)......عنقریب کچھ دنوں بعد تمھیں آگاہی ہوگی اور اُس کی خبر ملے گی۔اے اللہ! ہمیں بیدار رہنے والوں کی بیداری دے۔ہمارے ساتھ وہی معاملہ کر جو اُن کے ساتھ تو نے کیا۔ہمیں اُن کے احوال میں عفو و عافیت کے ساتھ اور دین و دنیا و آخرت میں ہمیشگی کی بلاؤں سے رہائی دِلا کر داخل فرما! عفو و عافیت کے ساتھ اپنا قرب عطا کر! اُس دن اور ہر دن کا خیر عطا کر! حاضر و غائب کا خیر ہمیں نصیب کر اور حاضر و غائب کے شر سے ہمیں محفوظ رکھ! اُن بادشاہوں کا خیر عطا کر جنھیں تو نے زمین کی مملکت بخشی ہے! تو ہمیں اُن کے شر سے اور تمام شریروں کے شر سے، فاجروں کے مکر سے، شہروں اور تمام شہریوں کے شر سے اور ہر اُس چوپائے کے شر سے جس کی تو پیشانی پکڑنے

والا ہے ! بے شک تو صراط مستقیم پر ملنے والا ہے ۔ نافرمانوں کو فرمانبرداروں کے حوالے کر دے ! جاہلوں کو عالموں کے ! غائب ہونے والوں کو حاضر ہونے والوں کے ! باطلوں کو عاملوں کے اور گمراہوں کو ہدایت یافتوں کے ۔

اضداد، انداد اور شُرَکا کو اپنے دلوں سے نکال باہر کرو، کیونکہ حق تعالیٰ کسی شریک کو قبول نہیں کرتا۔ خصوصاً جس دل میں اُس شریک نے گھر کرلیا ہو۔ حسن و حسین علیہما السلام بچپن میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھیل رہے تھے۔ آپ اُن دونوں کو دیکھ کر خوش تھے اور اپنی پوری توجہ اُن دونوں پر لگا رکھی تھی۔ اتنے میں جبریل علیہا السلام آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: اِسے (حَسَن) زہر دیا جائے گا اور اِسے (حُسین) قتل کیا جائے گا۔ جبریل نے آپ کو یہ بات اِس لئے کہی تا کہ آپ کے دل سے وہ دونوں نکل جائیں اور اُن دونوں کی خوشی غم سے بدل جائے۔ یوں ہی رسول اللہ ﷺ، حضرت عائشہ علیہا السلام سے بڑی محبت کیا کرتے تھے جب اُن کے ساتھ (اِفک کا) مشہور و معروف واقعہ پیش آیا تو وہ آپ کے دل سے جدا ہو گئیں، جبکہ آپ کو اُن کی پاکدامنی کا علم اور یقین تھا، کیونکہ آپ نے اس معاملہ میں مقصودِ حق تعالیٰ کو جان لیا تھا۔ یعقوب علیہ السلام کو جب یوسف علیہ السلام سے بے پناہ محبت ہوئی تو اُن کے ساتھ حادثہ ہوا اور دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی گئی۔ اِس قسم کے بہت سارے واقعات انبیاء و اولیا کے ساتھ پیش آئے ہیں جو حق تعالیٰ کے محبوب تھے، کیونکہ وہ غیرت مند تھے، اُن کے دل ماسوا سے خالی تھے۔

اخلاص ضروری ہے۔ نماز پڑھو تو اللہ کے لئے، روزے رکھو تو اللہ کے لئے نہ کہ مخلوق کے لئے، دنیا میں زندگی گذارو تو اللہ کے لئے نہ کہ مخلوق کے لئے اور نہ اپنے نفس کے لئے، تمام عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کے بن کے رہو نہ کہ مخلوق کے...... اخلاص کے ساتھ نیک عمل، کوتاہ امید کے ساتھ ہی کر سکو گے...... کوتاہ امید، موت کی یاد کے ذریعے ہی کر سکو گے اور موت کی یاد سبق آموز قبروں کی زیارت اور مَردوں کے احوال میں غور و فکر کرنے کے بعد ہی کر سکو گے۔ سبق آموز قبروں کے پاس بیٹھو اور اپنے نفس کو کہو: یہ لوگ

کھاتے، پیتے، پہنتے، ہمبستری کرتے اور اکٹھا ہوا کرتے تھے، اِن کا حال کیسا ہے؟ اُن میں کیا چیز نفع پہنچا سکتی ہے؟ اُن کے ہاتھ میں اعمال صالحہ کے سوا کچھ نہیں۔ اے شہریو! تم میں سے کچھ لوگ بعث ونشر کے قائل نہیں، وہ مذہب دہریت کے پیروکار ہیں۔ اپنی جان کے خوف سے پردہ پوشی کر رہے ہیں اور میں علمِ الٰہی کی وجہ سے تمھاری پردہ پوشی کر رہا ہوں۔ میں تم میں سے ایک ایک کو دیکھ رہا ہوں۔ اور آنکھیں بند کئے لے رہا ہوں۔ اے اللہ! پردہ پوشی، بخشش، ہدایت، کفایت اور غایت کی دعا ہے۔ آمین!

تباہی ہو! بیوقوف مت بنو...... تم اپنی بیوقوفی اور نادانی میں اللہ تعالیٰ سے لڑ جھگڑ رہے ہو اور بحث ومباحثہ کر رہے ہو تو اپنے ظاہر اور اپنے دین کا سر اُوکھلی میں ڈال رہے ہو ...... پلکیں بند کرو، سر جھکاؤ، مؤدب بنو! پہچانو کہ تم کون ہو؟ اپنی قدر پہچانو اور اپنے نفس کے آگے ذلیل بنو...... تم غلام ہو۔ غلام اور اُس کے پاس جو کچھ ہے، سب آقا کا ہے...... اُس کا خود کا کوئی تصرف نہیں...... اُس پر ضروری ہے کہ وہ اپنا ارادہ اپنے آقا کے ارادے کے آگے چھوڑ دے، اپنا اختیار اپنے آقا کے اختیار کے آگے اور اپنی بات اپنے آقا کی بات کے آگے۔ تم اپنے نفس کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے بے حیا بنتے ہو! (یعنی نفس کا عمل کچھ نہیں اور تم اُس کے لئے خیر کی دعائیں مانگتے ہو!) اور اللہ والے مخلوق کے لئے خدا کے آگے بے حیا بنتے ہیں (یعنی مخلوق کا عمل کچھ نہیں، مگر یہ لوگ اُن کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں) وہ لوگ اُس سے مانگتے ہیں کہ: اے میرے رب! میں اُنہی لوگوں میں زندگی بسر کرتا ہوں ...... وہ لوگ اُن کے لئے خدا سے جھگڑتے ہیں ...... یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے مخلوق کو چھوڑ رکھا ہے...... اپنے دلوں کو مخلوق سے پاک کرلیا ہے...... اُن کے دلوں میں ذرہ برابر مخلوق نہیں، وہ خدا کے ساتھ، اُس کے لئے اور اُس کی وجہ سے قائم ہیں...... وہ پوری کشادگی میں ہیں جس میں کوئی تنگی نہیں...... وہ پوری عزت میں ہیں جہاں کوئی ذلت نہیں...... وہ پوری عطا میں ہیں جہاں کوئی محرومی نہیں...... وہ پوری اجابت میں ہیں جہاں کوئی روک نہیں، وہ پوری قبولیت میں ہیں جہاں کوئی رَد نہیں...... وہ پوری خوشی میں ہیں جہاں کوئی غم نہیں

......وہ پوری قدرت میں ہیں جہاں کوئی عجز نہیں ......وہ پوری قوت میں ہیں جہاں کوئی ضعف نہیں......وہ پوری نعمت میں ہیں جہاں کوئی عذاب نہیں ......وہ لوگ کرامت کے جوڑے پہن چکے ہیں ......تفویض (معاملات کواللہ کے سپرد کرنا) تمکین (درجات وکمالات کی بلندی پر ہونا، حق تعالیٰ تک رسائی ہونا) اور تکوین (تصرفات کرنا) کے مہری دستاویز اُن کے دل کے ہاتھوں کو سونپ دیئے گئے ہیں ......تکوین اُن کے ہاتھوں میں ایک ایسا خزانہ ہے جو ختم نہیں ہوتا......ایک ایسا چشمہ ہے جو خشک نہیں ہوتا...... جب جب وہ خوف کرتے ہیں، اُن کا اَمن بڑھا دیا جاتا ہے ...... جب جب پیچھے ہٹتے ہیں، اُن کو آگے بڑھا دیا جاتا ہے......اُن کی بات سنی جاتی ہے، اُن کی سفارش مانی جاتی ہے، دنیاوآخرت کی ملکیت اُنھیں سونپی گئی ہے...... جولوگوں کی عقل سے ماوراہے......ملکوت (قدسی) میں اُنھیں عظیم شمار کیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: جس نے علم سیکھا اور عمل کیا اُسے ملکوت میں عظیم شمار کیا گیا''۔ تم اپنی حالت اور ذمہ داری پر غور کرو......اگر اُسے رضائے الٰہی کے موافق پاؤ تو اُس کی پابندی کرو اور اگر اُسے رضائے الٰہی کے مخالف پاؤ تو چھوڑ دو۔

اپنے کھانے پینے، ہمبستری کرنے اور اپنی حرکتوں میں پرہیز گار بنو۔

اے نوجوان! جو کچھ تمھارے پاس ہے اُسے چھپاؤ......اگر تم نے غیر کی طرف سے اُس کی خبر دی تو اُس کا بار تمھیں برداشت کرنا ہوگا......اور اگر اپنے نفس کی طرف سے خبر دی تو تم سزا پاؤ گے......اَدب کا تقاضہ ہے کہ خبر دینے والا کوئی اور ہو تم خود نہ ہو۔

کچھ صالحین وہ ہیں جو اپنی خانقاہ کے ایک گوشۂ تنہائی میں سربگریباں ہو کر بیٹھے ہیں اور رب تعالیٰ کے ذکر سے اُنسیت حاصل کر رہے ہیں......اُن کے پاس خدا کے نیک بندوں، جنوں اور فرشتوں کا گذر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ: رب تعالیٰ کی نعمت کا ذکر اور اُس کی اُنسیت تمھیں مبارک ہو! اے روشن ضمیرو! اے خدا کو اپنے لئے مخصوص کرنے والو! اے مقرّبو! اے پاک دلو! اے خالق ومخلوق کے درمیان تمیز کرنے والو! اے مخلصو! اے نعمت

پانے والو! مگر وہ اپنا سر اٹھا کر اُنھیں دیکھتے تک نہیں ......اُن کی باتیں سن کر اُن کا دل دھوکا نہیں کھاتا......وہ کئی بار اس قسم کی باتوں کو سنتے ہیں اور سنی اَن سنی کر دیتے ہیں...... جب اُن میں کا کوئی مخلوق کی طرف آتا ہے تو وہ اُن کے لئے دنیا کے ہسپتال کا ایک ڈاکٹر ہوتا ہے ......اُس کی دوائیں نفع بخش ،اثر انگیز ہوتی ہیں ......اُس کا سرمہ دل کی آنکھوں کے بہتے ہوئے پانی کو روکتا ہے اور آنکھوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے ......وہ عافیت دینے والا ہوتا ہے جس سے عافیت لی جاتی ہے، وہ نور ہوتا ہے جس سے اُجالا لیا جاتا ہے......وہ ایسی غذا ہے جس سے شکم سیر ہوا جاتا ہے......وہ ایسا مشروب ہے جس سے سیراب ہوا جاتا ہے ......وہ ایسا شافع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے......وہ ایسا قائل ہے جس کا قول منظور ہے ......وہ ایسا حکم دینے والا ہے جس کے حکم کی پیروی ہوتی ہے......وہ ایسا منع کرنے والا ہے جس کی ممانعت سے باز آیا جاتا ہے۔

اللہ والے اپنے دلوں کا راز چھپاتے ہیں...... وہ اپنے علوم ومعارف پر پردہ ڈالتے ہیں ......اُن کے دل کے دروازے، رات دن قربِ الٰہی کے گھر کی طرف کھلے رہتے ہیں......اُن کے پاس ہی دلوں کا مہمان خانہ ہے......اُن کے دل اور اُن کی تنہائیاں شبانہ روز حق تعالیٰ کی جانب سے اُترنے والی واردات کو سننے میں لگے رہتے ہیں......اگر یہ سب کچھ صحیح ہو تو ابن آدم بھی صحیح ہوگا اور وہ سب سے بلند ہوگا، اُس کا جوہر کھلے گا، پاک صاف اور بلند وبالا ہوگا، وہ سب سے بلند ہوگا......ساری بھلائیاں اُس کے اندر سمٹ آئیں گی ......وہ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی طرح ہو جائے گا......جس میں اُن کے لئے ساری بھلائیاں سمٹ آئی تھیں۔کہا جاتا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اُسے لا کر موسیٰ علیہ السلام کے حوالے اُس وقت کیا تھا جب وہ فرعون کی وجہ سے راہِ فرار اختیار کر رہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ یعقوب علیہ السلام کا عصا تھا جو منتقل ہو کر اُن تک پہنچا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اُسے لوگوں کے لئے معجزہ بنایا تھا۔جس سے نبوت کی تقویت وتصحیح ہوتی تھی ......اللہ تعالیٰ نے اُس کے ذریعے موسیٰ کو وہ سب کچھ دے رکھا تھا جس کا حصول دوسری چیزوں کے

ذریعے مخصوص تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تھک جاتے تو وہ عصا اُنھیں اس طرح سہارا دیتا جیسے وہ اُن کی اور اُن کے ساز وسامان لادنے کی سواری ہو۔ اگر کوئی نہر سامنے پڑتی تو وہ پُل بن جاتا جس سے اُتر کر وہ پار ہوتے۔ اگر کوئی دشمن آتا تو وہ اُسے قتل کر دیتا۔ ایک دن وہ تن تنہا کسی سنسان جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے۔ وہاں رب تعالیٰ کے سوا کوئی مونس نہ تھا۔ اُن پر نیند کا غلبہ ہوا تو سو گئے ...... جب بیدار ہوئے تو اپنے عصا کا کنارہ دیکھا کہ اُس میں خون کا اثر تھا۔ آپ نے اِردگرد نظر دوڑائی تو ایک بہت بڑے سانپ کو مردہ پڑا پایا۔ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے مجھے سانپ سے بچالیا۔ اگر بھوک لگتی تو وہ درخت بن جاتا اور فوراً ہی پھل لگ جاتے، وہ بقدر کفایت اُس سے لے لیتے اور اگر پیاس لگتی تو وہ نہر بن جاتا جس میں سے وہ بقدر کفایت لے لیتے اگر سورج کی تپش اُنھیں ستاتی تو اُسے اپنے بازو میں کھڑا چھوڑ دیتے جو اُن پر سایہ کرتا۔ یہی حال اِس بندے کا ہوتا ہے جب اُس کا دل صحیح اور رب تعالیٰ کے لائق ہو جاتا ہے تو وہ اُس کے اندر مخلوق کا عام نفع اور اُس کا خاص نفع پیدا کر دیتا ہے۔ عام نفع وہ ہے جو مخلوق کے لئے ظاہر ہو، خاص نفع وہ ہے جو پوشیدہ ہو، علانیہ مخلوق کے لئے ہے اور تنہائی اُس کے لئے۔ اِس معاملے کا آغاز: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور انجام: برائی بھلائی، خیر وشر، نفع نقصان، قبول ورَدّ، مخلوق کا سامنے آنا اور پشت کرنا؛ اِن سب کی حیثیت برابر ہو جائے۔ آغاز بخیر رکھو تا کہ انجام بھی بخیر ہو۔ جب تمھارا قدم پہلے درجے میں نہیں جمے گا تو تم دوسرے درجے میں کیسے ترقی کرو گے۔ اعمال کا اعتبار انجام کار سے ہے۔ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھنا دعویٰ ہے تو پھر اُس کی دلیل کہاں ہے؟ یہ دلیل توحید و اخلاص ہے نیز شریعت کا دامن مضبوطی سے تھامنا اور اُسے اُس کا حق دینا۔

موحّد کے پاس نہ دنیا کے سلطان کی کوئی خبر ہے اور نہ شیطان کی۔ وہ اُن دونوں سے علیٰحدہ ہے...... اپنے دل کی لَو رحمٰن سے لگائے ہوئے ہے...... حق تعالیٰ کے تصرفات و اختیارات کو اپنے اندر اور مخلوق کے اندر ملاحظہ کرتا ہے...... دروازۂ قضا وقدر کے دونوں

پٹوں کی زنجیر اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے ہے......وہ اُن دونوں پٹوں کو دیکھ رہا ہے کہ کیسے کھلتے اور بند ہوتے ہیں ......وہ مخلوق کو عجز، ضعف، مرض، فقر، ذلت، اور موت کی نگاہ سے دیکھتا ہے......نہ اُس کا کوئی دوست ہے اور نہ دشمن، نہ کسی کے لئے دعا کرتا ہے اور نہ کسی کے لئے بددعا۔ جب رب تعالیٰ کسی کو بددعا دینے کے لئے اس سے کہلواتا ہے تب وہ بددعا دیتا ہے اور جب کسی شخص کو دعا دینے کے لئے کہلواتا ہے تب وہ دعا دیتا ہے......وہ امرونہی کے ماتحت ہے......اُس کا دل اُن فرشتوں سے جاملا ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَا يَعْصُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ [تحریم:۶]......(وہ نافرمانی نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جو حکم ہوتا ہے)...... وہ ویسے ہی بولتا ہے جیسے قیامت کے دن اعضا بولیں گے...... جب وہ دعا کرتا ہے اور کوئی اِس پر اُسے ملامت کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ: ہم سے اُس اللہ نے بلوایا ہے جس نے ہر چیز کو بولی دی...... یہ بندہ جو اِس مقام تک پہنچا ہوتا ہے وہ خود کو گم کر کے رب تعالیٰ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے بارے میں دعووں کی صحت عطا فرما!

......﴿وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۳۲)

نبی ﷺ سے مروی ہے: ''بربادی ہو اُس شخص کی جس نے اپنے بال بچوں کو خیر کے ساتھ چھوڑ دیا اور خود اللہ کے پاس شر کے ساتھ آیا''۔ بلاشبہ میں تم میں سے اکثر لوگوں کو ایسا ہی پاتا ہوں جو پرہیزگاری کے ہاتھ کے بغیر روپے پیسے اکٹھا کر رہے ہیں اور اُسے بعد میں اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ کر اور اُنھیں سونپ کر چلے جاتے ہیں...... حساب تو اُنھیں دینا پڑے گا اور مزہ دوسرے لوٹیں گے...... غم اُنھیں ہوگا اور خوشی دوسرے منائیں گے۔

اے اپنے بال بچوں کے لئے دولتِ دنیا چھوڑ کر جانے والو! اپنے نبی ﷺ کا یہ ارشاد سنو! ''اُن کے لئے حرام چیزوں کو چھوڑ کر مت جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شر، عذاب اور رسوائی کے ساتھ پیش کئے جاؤ گے''۔ منافق اپنی اولاد کو اپنی چھوڑی ہوئی دولت کے سپرد کرتا ہے اور مومن اپنی اولاد کو اللہ کے سپرد کرتا ہے...... اگر منافق اپنی اولاد کے لئے دنیا اور دنیا کا سارا ساز وسامان چھوڑ بھی دے، پھر بھی وہ چھوڑی ہوئی دولت اُن کے سپرد نہیں ہوسکتی...... تجربہ اور معلومات کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ بہت سارے لوگ اپنی چھوڑی ہوئی دولت اپنی اولاد کو سونپ کر گئے، مگر وہ رسوا اور تنگدست ہوگئے اور لوگوں سے بھیک مانگنے لگی...... اُن کی چھوڑی ہوئی دولت سے برکت اُٹھ گئی...... برکت چلی گئی، کیونکہ اُس دولت کو پرہیزگاری کے ہاتھ سے جمع نہیں کیا گیا تھا اور وہ لوگ اُسی دولت کو اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے...... اپنی اولاد کو وہ دولت سپرد تو کردی مگر اپنے رب تعالیٰ کو بھلا بیٹھے...... منافق لوگ مخلوق کے غلام ہیں...... روپے پیسے کے غلام ہیں...... زور، قوت اور منافع کے غلام ہیں...... دولتیوں، بادشاہوں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کے غلام ہیں اور اُن لوگوں کے دشمن ہیں جو اُنھیں رب تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں، راستہ بتاتے ہیں اور اُن کے ماحول کی برائی دکھاتے ہیں۔ محتاجی، تنگ حالی، سختی، نرمی، آسائش، سزا، عافیت، مرض، فقیری،

مالداری، مخلوق کے قریب آنے اور پیٹھ پھیر کر جانے اور تمام حالتوں میں مومن بندے اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ قائم رہتے ہیں......لمحہ بھر کے لئے بھی اُن کے دل اُس سے جدا نہیں ہوتے ......اُس کے آگے سر جھکانے والے، اُس کے تابعدار ہوتے ہیں، اُس کے آگے پڑے رہنے والے ہوتے ہیں ......اُس سے راضی اور اُس کے موافق ہوتے ہیں ...... جھگڑنے والے نہیں ہوتے ...... عاجز ہوتے ہیں ......اُنھیں امر و نہی کے سوا کوئی جگانے والا نہیں۔

اے نوجوان! اپنے تمام کام کاج میں کتاب وسنت سے فتویٰ لو...... جب کوئی دینی معاملہ پیچیدہ ہو جائے تو پوچھو: اے کتاب تو کیا کہتی ہے؟ اے سنت تو کیا کہتی ہے؟ یارسول اللہ! اس مشکل میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ اے رسول کا پتہ بتلانے والے شیخ! آپ کیا کہتے ہیں؟ اے رسول بنانے والے خدا کا پتہ بتلانے والے رسول! آپ کیا کہتے ہیں؟ جب تم ایسا کرو گے تو تمھاری مشکل آسان ہو جائے گی اور اندھیرا چھٹ جائے گا...... جب کوئی مشکل درپیش ہو تو ظاہر میں اہل شریعت سے اُس کے بارے میں پوچھو اور باطن میں اپنے دل سے۔ اِسی لئے نبی ﷺ نے بعض لوگوں کو کہا: ''اپنے دل سے فتویٰ لو اگرچہ لوگ تمھیں فتویٰ دیں''۔ اگر لوگ فتویٰ دیں تو غور کرو کہ تمھارا دل تم سے کیا کہتا ہے باوجودیکہ تم نے مفتیوں سے فتویٰ لے رکھا ہے؟ غور کرو کہ تمھارے دل کے پاس کیا ہے اور وہ کیا سوچ کر دھڑک رہا ہے؟ اگرچہ مفتی حضرات نے تمھیں فتویٰ دے رکھا ہے...... دربانوں، گیٹ کیپروں اور وزیروں سے معلومات کرو، پھر بادشاہ کے پاس جا کر دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ اگر بادشاہ کی بات اُن لوگوں کے موافق ہو تو یہ موافقت مبارک ہو اور اگر اُن لوگوں کے برخلاف ہو تو کسی دوسرے کی بات چھوڑ کر اُسی کی بات مانو۔

اے نوجوان! اگر تم بادشاہ کی ہمیشگی کی صحبت چاہتے ہو تو بادشاہت سے کنارہ کشی کرو۔ بادشاہت، بادشاہ کا حجاب ہے۔ نعمت، مُنعِم کا حجاب ہے...... بلا میں پھنسے رہنا، بلا بھیجنے والے کا حجاب ہے ......مخلوقات، مکوّنات، مصوّرات سے رشتہ رکھنا، دلوں،

تنہائیوں اور مرادوں کے لئے قید ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بہت زیادہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اُسے قید کر لیتا ہے اور دل کے دونوں پیروں پر اُسے اپنے روبرو کھڑا کرتا ہے اور اُسے دو پَر لگا دیتا ہے جن کے زور سے وہ اُس کے علم کی فضا میں پرواز کرتا ہے، پھر وہ اُس کے قرب کی برجی میں پناہ لیتا ہے، ساتھ ہی ساتھ اُس پر خوف طاری ہوتا ہے اور وہ اپنی حالت پر اِتراتا نہیں ...... ڈرتا ہے کہ کہیں غیرت کا ہاتھ اُس کے پَر نہ کتر دے اور معرفت کے بعد معرفت سے اُسے روک نہ ہو جائے ...... بندہ جب تک دنیا میں ہے، اُسے خوف رکھنا اور اِترانا چھوڑ دینا ضروری ہے، چاہے وہ جس حال و مرتبے کو پہنچ جائے، کیونکہ دنیا تغیر و تبدیل کا گھر ہے اور آخرت ٹھہرنے کا گھر ہے جس میں نہ کوئی تغیر ہے اور نہ تبدیلی۔ تباہی ہو! تمھیں دعویٰ ہے کہ تمھارا دل خدا رَسیدہ ہے، حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا آستانۂ الٰہی کے باہر قید خانے میں پڑا ہے۔ کسی اور کے پاس ردّی مال لے جاؤ، میرے ساتھ تمھاری کوئی چیز صحیح نہ ہو پائے گی ...... اگر تم تکبر کرتے ہوئے میرے پاس آ رہے ہو تو مت آؤ، کیونکہ تم ایسے میں بیکار تھکو گے اور میں تمھارا ردّی مال قبول بھی نہ کروں گا اور اگر تم اِس لئے آتے ہو کہ میں تمھارے سونا کو پگھلا کر اُس میں سے پیتل، چاندی اور پالش کو نکال دوں تو پھر خوش آمدید! کیا تمھیں نہیں پتہ کہ اللہ والے پارَکھ ہیں ...... وہ دین کے دینار کسوٹی پر پَرَکھتے ہیں۔ عمدہ اور ردّی چیزوں اور مخلوق کی اور خدا کی چیزوں میں تمیز کرتے ہیں۔ اللہ والے رہنما ہیں، سفیر ہیں، ڈاکٹر ہیں، پارَکھ ہیں، ذمہ دار ہیں، خزانچی ہیں اور رب تعالیٰ کے داعی ہیں۔

اے لوگو! رب تعالیٰ سے محبت کرو اور مخلوق کی نظر میں اُسے محبوب بناؤ ...... اُس سے محبت کرواو رمخلوق کو اُس کا رستہ بتاؤ تا کہ وہ لوگ بھی تمھارے ساتھ اُس سے محبت کریں ...... غفلت برتنے والوں کو اُس کی یاد دلاؤ ...... اور اُنھیں اُس کی نعمتیں یاد کراؤ تا کہ وہ اُس سے محبت کریں ...... اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی: اے داؤد! مجھے مخلوق کی نظر میں محبوب بناؤ ...... اُسے پہلے سے معلوم ہے کہ وہ کس سے محبت کرے گا۔ اُسے پہلے سے

معلوم ہے کہ کون اُس سے محبت کرے گا۔ پھر بھی داؤد علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اُسے مخلوق کی نظر میں محبوب بناؤ تا کہ وہ علم قدیم ظاہر ہو جائے۔ اگر تم اندھیرے گھر میں ہو اور تمھارے پاس چقماق کا پتھر اور رگڑ پیدا کرنے والا لوہا ہو اور تم چقماق سے آگ نکالو تو کیا آگ ظاہر نہ ہوگی ؟ آگ تو چقماق میں پہلے ہی سے موجود تھی، لیکن چقماق کی رگڑ نے آگ کو ظاہر کر دیا۔ یہی حال حق تعالیٰ کے مکلّف بنانے کا ہے جو (بندے کے اعمال واحوال کو) ظاہر اور واضح کرتا ہے...... اُس کو مخلوق کا علم قدیم ہے...... مکلّف بنانے والا، امر و نہی کرنے والا (اللہ) جانتا ہے کہ کون اپنی ذمہ داری پوری کرنے والا ہے اور کون نہیں ...... پرانے زمانے میں مخلص لوگ کم ہوا کرتے تھے اور آج تو کم سے بھی کمتر ہیں ...... مومن اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، اگر چہ وہ اُسے بلا میں ڈالے، اگر چہ اُس کے کھانے، پینے، پہننے، منصب، اور عافیت میں کمی آ جائے اور مخلوق اُس سے گریز کرنے لگے ...... وہ اُس کے دروازے سے بھاگتا نہیں، بلکہ اُس کی چوکھٹ تھام لیتا ہے ...... وہ اُس سے وحشت نہیں کرتا...... اگر وہ غیر کو دے اور اُسے محروم رکھے تو اُسے اعتراض بھی نہیں ہوتا۔ اگر دے تو شکریہ اور اگر نہ دے تو صبر۔ اُس کا مقصود عطا و بخشش نہیں، بلکہ اُس کا مقصود رؤیتِ باری یا قربِ الٰہی اور باریابیِ مولیٰ تعالیٰ ہے۔ اے جھوٹو! سچے کے پاس جھوٹ نہیں ...... سچا محروم نہیں ...... سچا سراپا سامنا ہے جس میں کوئی پیچھا نہیں ...... وہ سراپا سچ ہے جس میں کچھ جھوٹ نہیں ...... وہ قول بھی ہے عمل بھی، دعویٰ بھی ہے دلیل بھی ...... وہ اپنا حصہ پا کر محبوب کو چھوڑ نہیں جاتا، بلکہ اُسے اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے ...... کسی چیز کی محبت اندھا اور گونگا کر دیتی ہے...... جسے اپنی آمدنی کا علم ہے، اُس پر اپنا خرچ آسان ہے ...... سچی محبت کرنے والا ہمیشہ اپنے دل کو محبوب کی طلب میں پھنسائے رکھتا ہے...... اگر سامنے آگ کا دریا بھی ہو تو اُس میں کود پڑتا ہے...... دوسرے لوگ جس کام کی جسارت نہیں رکھتے وہ اُسے بے جھجک کر گذرتا ہے...... سچی محبت اُسے ایسا کرنے پر اُبھارتی ہے...... اُس کی محبت اور محبوب پر بے صبری اُسے ایسا کرنے پر اُبھارتی ہے...... بلائیں اترتی ہیں اور سچے اور جھوٹے

کے درمیان تمیز کرتی ہیں...... کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے: محبت کرنے والے اور نفرت کرنے والے کے درمیان فرق ناراضی کی حالت میں ظاہر ہوتا ہے نہ کہ رضا کی حالت میں۔ بلائیں اور آفتیں ایمان اور ایقان کو ظاہر کرتی ہیں ...... معرفت اور علم، مغز اور چھلکے کے درمیان تمیز کرتا ہے ...... بلاؤں کی موافقت کرنے والا مغز ہے اور جھگڑنے والا چھلکا...... رب تعالیٰ کی موافقت کرنے والا مخلوق کا چھلکا اپنے دل سے اتار پھینکتا ہے تو مغز بغیر چھلکے کے باقی رہ جاتا ہے...... جس شخص کی توحید، توکل اور یقین کی آنکھ مضبوط ہوگی وہ حق تعالیٰ کے رستے سے واپس نہ آئے گا اور نہ اُس کے دروازے سے گریز کرے گا...... صدق واستقامت کے پاؤں پر برابر کھڑا رہے گا...... رب تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی تمنا ہوتی ہے کہ نہ وہ دنیا وآخرت کو دیکھیں اور نہ جن وانس اور فرشتے کو...... وہ آرزو کرتے ہیں کہ وہ اپنی آنکھوں سے کسی کو نہ دیکھیں اور نہ کوئی اُنھیں دیکھے۔ جیسے محبّ کو جب اپنے محبوب کا وصال حاصل ہوجائے تو وہ چاہتا ہے کہ تنہائی کے درو دیوار بھی اُسے نہ دیکھیں اور کوئی بہت چہیتا قریبی ہمدم و ہمساز بھی اُسے نہ دیکھے...... اللہ والے غیر سے محبت نہیں رکھتے ...... دنیا وآخرت، نوازش اور تعریف وستائش چھوڑ کر اُسی کی رضا چاہتے ہیں...... وہ ہر نادر سے بڑھ کر نادر ہیں...... تم لوگ تو اپنے نفس، اپنی شہرت، اپنی لذت اور اپنی پسندیدہ چیزوں سے محبت کرتے ہو...... جب تو کامیابی نہ ملے گی اور نہ قربِ الٰہی کا دیدار نصیب ہوگا...... تمھاری زیادہ تر توجہ کھانے، پینے، پہننے اور ہمبستری کرنے پر ہے...... تمھاری زیادہ تر گفتگو اِسی موضوع پر ہوا کرتی ہے یہاں تک کہ مسجدوں میں بیٹھ کر بھی یہی باتیں کرتے ہو جو کہ ذکرِ حق تعالیٰ کا گھر ہے...... مسجدیں ذکرِ الٰہی کرنے والوں سے خوش ہوتی ہیں اور غیر کا تذکرہ کرنے والوں سے گھِن کھاتی ہیں۔

تم لوگ بھوک اور محتاجی سے کچھ زیادہ ہی خوف کھاتے ہو...... اگر تمھیں خدا پر یقین ہوتا تو ایسی باتوں کی فکر نہ کرتے...... رب تعالیٰ کے ارادے کی موافقت میں اُس کے ساتھ ساتھ رہو...... اگر وہ تمھیں بھوکا رکھے تو خوشدلی کے ساتھ صبر کرو اور اگر شکم سیر کرے تو

شکر بجالاؤ......وہ تمھاری مصلحتوں سے زیادہ آشنا ہے......نہ اُس کے اندر بخل ہے اور نہ کچھ کمی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ (خانۂ کعبہ کے پاس) ملتزم و مقام کے آس پاس ستر نبی ایسے مدفون ہیں جنھیں بھوک اور چچڑیوں نے ہلاک کیا ہوا ہے۔ کیا خدا کی اتنی بڑی کائنات میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے وہ اُن کا پیٹ بھرتا؟ اِس کے سوا کچھ نہیں کہ اُس نے اُن حضرات کے لئے ایسا کچھ پسند کیا اور اُن کے لئے ایسی ہی بات پر راضی رہا۔ اُس نے اُن حضرات کے ساتھ جو کچھ کیا وہ اُن کی سربلندی کے لئے ہے، رسوائی کے لئے نہیں بلکہ دنیا اُس کے نزدیک رسوا ہے......سچا پاکباز مومن بندہ اُس کے سوا کسی اور کا ارادہ نہیں کرتا...... غیر کا ارادہ مقید ہوتا ہے......اُس بندے اور دیگر اشیا کے درمیان روک رہتی ہے۔ تاکہ اُس کا نفس پگھل جائے اور اُس کی طبیعت کی آگ بجھ جائے۔

لھٰذا وہ موت کی تمنا کرتا ہے اور اُس کو اچھا جانتا ہے تاکہ رب تعالیٰ سے ملاقات ہو۔ یہی اکثر اور عموماً ہے۔ البتہ جو نادر ہیں وہ آحاد افراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن لوگوں کو ایک دوسرے مقصد سے پیدا فرمایا ہے جو گنتی شمار اور عادت سے باہر ہے، کیونکہ ایک خاص اَمر کی اُنہیں تعلیم دی جاتی ہے۔ اللہ نے اُن لوگوں کو اپنی صحبت و نیابت و سفارت اور مخلوق کی رہنمائی کے لئے پیدا فرمایا ہے......وہ اُنھیں پورب سے پچھّم تک اور سمندر کی سیر کراتا ہے...... وہ لوگوں سے اُنہی کی زبان میں گفتگو کرتے ہیں...... وہ اُنھیں اپنا دروازہ کر لیتا ہے...... وہ نہ زندگی کی تمنا کرتے ہیں اور نہ موت کی...... وہ لوگ اپنا ارادہ چھوڑ کر اُسی میں گم ہو جاتے ہیں......اُن کے ارادے ٹوٹ جاتے ہیں اُن کے نفس مطمئن ہو جاتے ہیں......اُن کی خواہش مر جاتی ہے......اُن کی طبیعت کی آگ بجھ جاتی ہے......اُن کے شیطان پسپا ہو جاتے ہیں اور دنیا اُن کے لئے ہیچ ہو جاتی ہے......اُن کی طرف دنیا کو کوئی راہ نہیں ملتی۔ وہ نایاب سے نایاب ہیں۔ اپنا گھر بار چھوڑ دینے والے ہیں، حق تعالیٰ سے محبت کرنے والے اور تمام لوگوں میں اُسی کو چاہنے والے ہیں۔

اے لوگو! اگر تم محبت کرنے والے نہیں بَن رہے تو محبت کرنے والوں کی خدمت

کرو......محبت کرنے والوں سے قریب رہو......محبت کرنے والوں سے محبت رکھواور محبت کرنے والوں کے ساتھ حسن ظن رکھو۔

ایک سائل نے پوچھا: ہم دیکھتے ہیں کہ محبت بے اختیار شروع ہوتی ہے اور آخر میں اختیاری ہوجاتی ہے!؟ جواب ملا: محبت بے اختیار اور اختیاری دونوں طرح سے ہوتی ہے۔ بے اختیار محبت آحاد افراد کی ہوتی ہے۔حق تعالیٰ اُن پر نظر فرماتا ہے تو اُنھیں محبوب بنالیتا ہے اور پل بھر میں اُنھیں کچھ سے کچھ کردیتا ہے...... وہ برسوں بعد اُنھیں اپنا محبوب نہیں بناتا، بلکہ ایک پل میں اُنھیں محبوب بناتا ہے۔لھٰذا وہ لوگ بھی یقینی طور پر کسی پس و پیش، سستی اور وقت ضائع کئے بغیر اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ جمہور کا نظریہ یہ ہے کہ: محبت کرنے والے ساری مخلوق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو پسند کرتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ اُن کی ساری آسائشیں اُسی کی جانب سے ہیں کسی اور کی جانب سے نہیں......اُس کے الطاف، اُس کی تربیت اور اُس کی نوازشات کو دیکھ سمجھ کر اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں؛ پھر دنیا و آخرت چھوڑ کر اُس کو چن لیتے ہیں......حرام، مُشتبَہ اور مُباح چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں...... حلال چیزوں کو کم سے کم استعمال کرتے ہیں......موجود کو پیچھے رکھتے ہیں......لحاف، بستر، نیند اور قرار سے الگ تھلگ رہتے ہیں......آرامگاہوں سے پہلو تہی کرتے ہیں......رات کو رات اور دن کو دن نہیں سمجھتے......وہ کہتے ہیں: اے معبود! ہم اپنا سب کچھ دل کے پیچھے چھوڑ کر تیری طرف بھاگتے ہوئے آئے ہیں تاکہ تو راضی ہوجائے......وہ لوگ اُس کی طرف کبھی دل کے پاؤں سے چلتے ہیں اور کبھی محبت کے پاؤں سے۔کبھی ارادے کے پاؤں سے اور کبھی توجہ کے پاؤں سے۔کبھی سچ کے پاؤں سے اور کبھی محبت کے پاؤں سے۔ کبھی شوق کے پاؤں سے اور کبھی تواضع اور خاکساری کے پاؤں سے۔کبھی قرب کے پاؤں سے کبھی خوف کے پاؤں سے اور کبھی امید کے پاؤں سے۔ یہ سب کچھ اُس کی محبت اور اُس کی ملاقات کے شوق میں ہوتا ہے۔اے پوچھنے والے! تم اللہ تعالیٰ سے بے اختیار محبت کرنے والی جماعت میں ہو یا اختیاری محبت کرنے والی جماعت میں؟ اگر تم نہ اُس

میں ہواور نہ اِس میں تو پھر چپ رہواور اپنے اسلام کی تصحیح میں لگ جاؤ......کاش تمھارا اسلام وایمان صحیح ہوتا! کاش تم آج اور کل کافروں اور منافقوں کے گروہ سے نکل آتے ! کاش تم خلق اور اسباب کو شریک ٹھہرانے والوں اور حق تعالیٰ سے جھگڑنے والوں کی محفل سے اٹھ کھڑے ہوتے! توبہ کرو اور بادشاہوں کے خزانوں اور اُن کے اسرار سے چھیڑ خانی نہ کرو۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے: جو اپنی تقدیر نہ پہچانے گا، تقدیریں اُسے تقدیر آشنا کردیں گی۔ انکارِ تقدیر سے زیادہ اچھا ہے کہ تقدیر کا اعتراف کرلیا جائے، کیونکہ جاہل اپنی اور دوسرے کی تقدیر سے جاہل ہوتا ہے۔

اے اللہ! جھوٹے دعویدار، تجھ سے اور تیرے خواص بندوں سے جاہل لوگوں کی جماعت میں ہمیں نہ رکھ!

......﴿وَاٰتِنَافِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۳۴)

تمھارے اندر توحید کی بڑی کمی ہے! تمھارے اندر رضائے الٰہی کی کتنی کمی ہے! ہر گھر میں اِلّا ماشاء اللہ جھگڑا اور ناراضی ہے......اسباب اور خلق کو تم بہت زیادہ خدا کا شریک ٹھہرا رہے ہو......تم فلاں اور فلاں کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب بنا چکے ہو......نفع، نقصان اور بخشش و محرومی کو تم اُنھی کی طرف سے سمجھتے ہو......ایسا نہ کرو! اپنے رب تعالیٰ کی طرف پلٹو ......اپنے دلوں کو اُس کے لئے فارغ کرلو اور اُس کے آگے گڑ گڑاؤ......اُس سے اپنی ضرورتوں کا سوال کرو......اپنے اہم کاموں میں اُس کی طرف رجوع لاؤ......تمھارے لئے کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں......تمھارے لئے کوئی دروازہ نہیں......اُس کے در کے سوا سارے دروازے بند ہیں......خالی جگہوں میں اُس کے ساتھ تخلیہ کرو......اپنے ایمان کی زبانوں سے اُس کو مخاطب کرو اور اُس سے بات چیت کرو......ہر کسی کو چاہئے کہ جب گھر والے سو جائیں، شور شرابا بند ہو جائے تو پاک صاف ہو کر اپنی پیشانی زمین پر رکھ دے اور توبہ و عذر کرے...... ہر کسی کو چاہئے کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے......اُس کی بخششوں کو طلب کرے......اپنی ضرورتوں کا سوال کرے اور اُس سے اُن تمام چیزوں کا شکوہ کرے جن سے اُس کا دل تنگ ہو رہا ہو......وہی تمھارا رب ہے اُس کے سوا کوئی نہیں......وہی تمھارا معبود ہے، اُس کے سوا کوئی نہیں......وہی تمھارا بادشاہ ہے، اُس کے سوا کوئی نہیں ......آفتوں کے تیر کی وجہ سے اُس سے گریز مت کرو......تم سے پہلے جو لوگ بھی گذرے ہیں، اُن کے ساتھ تکلیف، تنگی، سختی اور نرمی کا معاملہ ہوا ہے تاکہ وہ رب کو پہچانیں، اُس کا شکر ادا کریں، اُس کے ساتھ صبر کریں اور اُس کے آگے توبہ کریں......سزائیں عوام کے لئے ہیں، کفارے متقی مومن کے لئے اور درجات صالح مومن، مؤیّد، صدیق بندوں کے لئے ہیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''ہم جماعتِ انبیا پر سب سے کڑی مصیبتیں اترتی ہیں پھر جو اُن جیسا ہوتا ہے ویسی ہی مصیبتیں آتی ہیں''۔ مومن پر جب مصیبت آتی ہے، صبر کرتا ہے،

مخلوق سے اپنی مصیبت کو چھپاتا ہے اور کسی سے شکوہ نہیں کرتا...... اِسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’مومن کی خوشی چہرے پر ہوتی ہے اور غم دل میں۔ وہ لوگوں سے ملتا جلتا ہے، مگر کوئی اُس کے دل کا حال سمجھ نہیں پاتا‘‘۔ وہ لوگ اپنے باطن کے خزانے چھپاتے ہیں اور دل کے پہرے دار کی پردہ پوشی کرتے ہیں...... غم دل کا پہریدار ہے...... خوف نفس کا پہریدار ہے...... غم دلوں پر اسرار و حکمت کی بارش برسانے والا بادل ہے...... تم کیوں نہیں غم اور شکستگی پر صبر کرتے ہو...... اللہ تعالیٰ اپنے بعض کلام میں ارشاد فرما چکا ہے: ’’میری وجہ سے جو شکستہ دل ہوئے ہیں، میں اُنہی لوگوں کے پاس ہوں‘‘۔ جب کبھی جدائی کی وجہ سے اُن کے دل شکستہ ہوتے ہیں تو قرب کا مرہم پٹی کرنے والا آخر اُن کی مرہم پٹی کرتا ہے۔ جب کبھی مخلوق سے اُنھیں وحشت ہوتی ہے تو اُنسِ الٰہی آ کر اُنس دیتے ہیں...... جب کبھی مخلوق سے وحشت ہوتی ہے تو قربِ الٰہی کی اُنسیت پاتے ہیں...... جب دنیا میں اُن کا غم دائمی ہوتا ہے تو آخرت میں ہمیشہ کی خوشی حاصل ہوتی ہے...... ہمارے نبی ﷺ دیر تک غمگین رہتے اور ہمیشہ سوچ میں لگے رہتے جیسے کسی بات کرنے والے کی بولی اور کسی پکارنے والے کی پکار پر کان لگائے ہوئے ہوں...... دیرپا غم اور ہمیشہ کی سوچ میں نائبین اور وارثین کا بھی یہی حال تھا...... وہ لوگ کیوں نہ آپ کی روش پر چلیں گے، جبکہ وہ آپ کے قائم مقام ہیں؟ اُن حضرات کا کھانا پینا، گھڑسواری کرنا اور تلواروں اور نیزوں سے جنگ کرنا آپ ہی کی طرح ہوتا ہے...... اللہ والے انبیا کے احوال و مقامات اور خصائص و فضائل کے وارث ہیں نہ کہ اُن کے نام اور القاب کے۔

اولیا اور اَبدال گنے چنے ہیں، نہ بہت زیادہ ہوتے ہیں اور نہ بہت کم...... اُن میں کچھ وہ ہیں جن کا معاملہ ابتدائی عمر سے ظاہر ہونے لگتا ہے اور کچھ وہ ہیں جن کا معاملہ اخیر عمر میں ظاہر ہوتا ہے...... اُن کے احوال بدلتے رہتے ہیں، حالانکہ وہ علمِ الٰہی میں اللہ کے ولی ہوتے ہیں...... معصوم ہونا بدلیت اور ولایت کی شرط نہیں...... انبیا کے بعد کوئی معصوم نہیں...... معصوم ہونا انبیاءِ کرام کی خصوصیتوں میں سے ہے۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ

آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جب اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی گناہ کرتا ہے تو فرشتے ہنس کر آپس میں بولتے ہیں کہ: اِس اللہ کے ولی کو دیکھو! کیسا گناہ کر رہا ہے''۔فرشتے اُس کے گناہ وکفراور بعدو نفاق پر تعجب کھاتے ہیں ،جبکہ اُنھیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ دنوں میں ولی ،محبوب، مقرّب، پاک صاف ،سفارشی ، رہنما، وارث ہونے والا ہے ۔اے منافق !تم اِس بات کو سن نہیں رہے ۔تم اللہ تعالیٰ کے، اُس کے رسول کے،انبیااور اولیاکے دشمن ہو ...... اگر بردباری اور اللہ تعالیٰ سے حیا نہ ہوتی تو میں ابھی اترتااور تمھاری گردن پکڑ کر تمھیں باہر کر دیتا......تم جس چیز میں پڑے ہووہ سب جنون ہے۔

اے لوگو!عمل اوراخلاص اختیار کرواور تعجب مت کھاؤ......اُن اعمال کواللہ تعالیٰ پر احسان مت سمجھو جن کے کرنے کی اُس نے تمھیں توفیق بخشی ......تعجب کرنے والا جاہل ہے ......احسان جتانے والا جاہل ہے ......لوگوں کے سامنے تکبّر کرنے والا جاہل ہے۔تواضع رحمٰن کی طرف سے ہےاور تکبّر شیطان کی طرف سے......جس نے سب سے پہلے تکبّر کیا وہ ابلیس ہے۔تو وہ ملعون ومبغوض ہوا، دُھتکارا گیااور محروم ہوا......اگر تواضع اور خاکساری کا کوئی بلند درجہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے اُن لوگوں کی خوبی نہ بیان کرتا جن سے وہ محبت رکھتا ہےاور جو اُس سے محبت کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿یَـآاَیُّھَـاالَّـذِیْنَ اٰمَـنُـوْااَنْ یَـرْتَـدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَأتِی بِقَوْمٍ یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ اَذِلَّۃٌ عَلَی الْـمُـؤْمِـنِـیْـنَ اَعِزَّۃٌ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ﴾[مائدہ:۵۴]......(اے ایمان والو!تم میں سے جوکوئی اپنے دین سے پھرے گا تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو لائے گا جن سے وہ محبت کرے اور وہ اُس سے محبت رکھیں گے مومنوں کے لئے نرم دل اور کافروں پر سخت)......

مومن ایک دوسرے کے لئے نرم دل ہوتے ہیں اور کافروں کے لئے سخت ۔ مومنوں کے لئے اُن کی خاکساری ونرم دلی عبادت ہے اور کافروں پر اُن کی سختی اورفخر عبادت ہے......مومن لوگوں کے سامنے تکبّر نہیں، بلکہ خاکساری کرتا ہے......وہ خاکساری و انکساری کی وجہ سے اپنا معاملہ اور اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہے......وہ گھر میں بادشاہ کے قریب

ہوتا ہے۔ جب بادشاہ باہر نکلتا ہے تو وہ بھی اُس کے ساتھ غلاموں کے بھیس میں باہر نکلتا ہے، یہاں تک کہ کوئی اُسے قرب کی وجہ سے جان نہیں پاتا۔ اگر وزیر بھی بادشاہ کے ساتھ ہو اور وہ دونوں پہچان میں نہ آتے ہوں، پھر وزیر کا کوئی دوست اُسے پہچان کر اُس سے بات کرنا چاہے تو وزیر کو مناسب نہیں ہے کہ وہ تکبّر کرے اور الگ ہوتے ہوئے کہے کہ بادشاہ میرے ساتھ ہے۔ بلکہ وہ اُس کے سامنے مسکراتا رہے، اپنا کام کرے اور ظاہر کرے کہ اُس (بادشاہ) کے ساتھ جو (وزیر) ہے اُس کا ایک غلام ہے۔ اپنے حال کو چھپائے اور اُس پر پردہ ڈالے۔

اے نوجوان! نہ تم اُن کے احوال سمجھتے ہو اور نہ اُن کے اقوال مانتے ہو...... تمھارا مخلوق کے ساتھ میل جول اُن سے حجاب ہے...... دنیا میں تمھاری منصب کی محبت اور ریاست کی طلب اُن سے حجاب ہیں...... اگر تمھیں اُن کی سچی طلب ہوگی تو تم اُنھیں ضرور دیکھو گے اور اُن کے کلام سے نفع اٹھاؤ گے۔

افسوس! اُن علما کے پاس مت جایا کرو جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ تم جو مشروب میرے پاس پیتے ہو، اُسے اُن کے آگے مت ڈال آؤ ورنہ پینا تمھارا کام نہ آئے گا۔ وہ لوگ عمل کرنے والوں کی بہ نسبت عوام ہیں...... اُن میں سے عامی وہ ہے، جو اپنے علم پر عمل نہ کرے، اگر چہ سارے علوم محفوظ کرلے...... ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانے، وہ عامی ہے...... ہر وہ شخص جو اللہ کا نہ خوف رکھے اور نہ اُس سے امید تو وہ عامی ہے...... ہر وہ شخص جو اپنی خلوت وجلوت میں اللہ سے نہ ڈرے، وہ عامی ہے...... تمھارے احوال میرے نزدیک اِس سورج کی طرح روشن ہیں...... تم راہ نہیں پاتے...... کھلاڑی بچے ہو...... تم شہوتوں کے طلبگار ہو...... تم مخلوق کے بندے ہو...... بخشش ومحرومی کے غلام ہو...... تعریف اور مذمت کے غلام ہو۔

مجھے راستہ نہ پڑھاؤ...... مجھے کوئی شک نہیں رہ گیا...... دروازے کے باہر اور گھر کے اندر میرے نزدیک یکساں ہے...... تمھارے دلوں میں جو کچھ ہے، اُس کا اثر

چہرے سے عیاں ہے ......اُس کی ایک نشانی ہے...... پاک ہے وہ جس نے مجھے تمھارے درمیان ٹھہرایا اور تم سے خطاب کرنے کی آزمائش میں ڈالا ......میں تم سے، خود سے اور اپنی قسمت سے کنارہ کش ہوں ...... مبارک ہو مجھے کہ میں (اپنی مرضی سے) نہ کھاتا ہوں، نہ پہنتا ہوں، نہ دیکھتا ہوں اور نہ دیکھا جاتا ہوں ۔ مبارک ہو مجھے میں تم سے الگ ہو کر کھڑا ہوں ......میں کہے بغیر اشارے سے سمجھ لیتا ہوں ۔ میں منافقوں، گنہگاروں اور مشرکوں کو دیکھنا تک پسند نہیں کرتا جبکہ وہ میرے لئے ضروری ہیں ......وہ بیمار ہیں اور مجھے اُن کا ڈاکٹر بنایا گیا ہے۔

اے نوجوان! جو مومن ایمان کے ابتدائی مرحلے میں ہے وہ اِن (منافقوں، گنہگاروں اور مشرکوں) میں سے کسی کو دیکھنا گوارہ نہ کرے گا اور نہ پل بھر اُسے برداشت کرے گا ......اگر وہ کسی منافق یا گنہگار یا مشرک کو دیکھ لے تو غضبناک ہو جائے اور اگر بس چلے تو جان سے مار ڈالے ......اُنہی میں سے بعض مومن رحمۃ اللہ علیہ وہ تھے کہ اگر کسی کافر کو دیکھ لیتے تو شدتِ غضب سے زمین پر گر پڑتے ......ایسا اِس لئے ہوتا کہ اُنھیں اللہ تعالیٰ کی سخت غیرت تھی اور اُس کے واسطے بڑا غصہ آتا تھا کہ اُس کا کوئی بندہ کیسے کفر کرتا ہے، مگر اِس میں شک نہیں کہ وہ ایمان کے ابتدائی مرحلے میں تھے، کیونکہ ابتدائی مرحلہ ضعفِ ایمان ہے اور انتہائی مرحلہ قوت ایمان ہے ۔ اُنہی میں سے بعض کا کہنا ہے کہ: منافق کو دیکھ کر عارف ہی ہنستا ہے، اُس کا علم زیادہ ہوتا ہے، وہ باریک بیں اور ماہر ڈاکٹر ہوتا ہے ۔ لٰہذا وہ اُسے دیکھ کر ہنستا ہے کہ ''تیرا علاج میرے پاس ہے''۔ چنانچہ وہ آتا ہے تو اچھی اچھی باتیں کر کے اُسے موہ لیتا ہے اور اُس کے ساتھ گھل مل جاتا ہے ۔ اُسے مانوس کرتا ہے تو وہ مانوس ہو جاتا ہے...... جب اُس پر گرفت مضبوط ہو جاتی ہے، تب وہ اُس کے مرض کا علاج شروع کرتا ہے ......اُس پر اسلام و ایمان پیش کرتا ہے ......اسلام و ایمان کی گفتگو اور اُن کی خوبیاں بیان کرتا ہے......رب تعالیٰ کی گفتگو اُس کے سامنے رکھتا ہے اور اُس کے ساتھ مصالحت کرانے کی ضمانت اُسے دیتا ہے پھر روز بروز اُس کا کفر، نفاق اور گناہ پگھلتا جاتا ہے......

اُس کے دل کا مرض گھلتا جاتا ہے ......اُس کے نفس کا زخم بھرتا جاتا ہے...... بغیر کسی لڑائی جھگڑے، ڈانٹ پھٹکار، مار پیٹ کے اُس کا ظاہر و باطن درست ہوتا جاتا ہے۔عیسیٰ بن مریم اور یحیٰ بن زکریا علیہما السلام دن بھر تسبیح پڑھا کرتے۔ جب رات آتی تو یحیٰ مومنوں کی بستی میں جاتے اور عیسیٰ فاسقوں کی بستی میں۔ یحیٰ اپنے ضعفِ حال کی وجہ سے مومنوں کے پاس تیز قدموں آتے اور عیسیٰ اپنی قوتِ حال کی وجہ سے فاسقوں کے پاس آتے یہاں تک کہ اُنھیں سمجھاتے اور ڈراتے اور اُن کے ہاتھ پکڑ کر رب تعالیٰ کی دہلیز پر لے آتے۔ وہ (یحیٰ) مومنوں کے درمیان روزہ نماز ادا کرنا چاہتے اور یہ (عیسیٰ) لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کی عبادت کی طرف بلانا چاہتے۔

عارف محنت کش ہے، اُس کی عبادت لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا ہے۔ وہ اِس مقام پر برابر اللہ کے ساتھ رہتا ہے......مومن مزدور ہے......عارف معمار ہے اور عالم باللہ انجینئر اور پلانر ہے۔

تباہی ہو! تمھارا اسلام تو صحیح نہیں، پھر کیسے اِس منبر پر چڑھ کر لوگوں کو نصیحت کر رہے ہو۔ اُترو! ورنہ تمھیں سَر کے بل اُتار دیا جائے گا۔ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کو اپنے دین کی وجہ سے غیرت آئے اور وہ ہر منافق کو اُس کی ولایت سے معزول کر دے اور اُسے منبر سے اتار پھینکے اور لوگوں کو وعظ کہنے سے گونگا بنا دے۔

اے منافقو! کیا تمھیں نہیں پتہ کہ مجھے عام اختیار اور دینی منصب حاصل ہے۔
اے ساری مخلوقو! میں اللہ تعالیٰ کو پا کر تم سے بے نیاز ہوں...... بے نیازی میرے ہاتھ میں ہے اگرچہ میں ذرہ برابر دنیا کا مالک نہیں......اگر کوئی شخص مجھے کچھ دے کر احسان کرے تو میں اُسے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لوں اور اُس کے احسان کو بکواس خیال کروں اور سمجھوں کو وہ رب تعالیٰ سے نا آشنا اور اُس سے دور ہے......اور اگر میں کسی کو کچھ دوں تو اُسے توفیقِ الٰہی سمجھوں کہ اللہ کا دیا ہوا کس طرح میرے ہاتھ سے بَٹ رہا ہے۔لھذا میں سمجھتا ہوں کہ بلاشبہ دینے والا اللہ ہے، میں نہیں۔ تمھیں تمھاری ہمت کے مطابق دیا جائے گا اور ہمت

کے مطابق روکا جائے گا۔ اِسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ بڑے بڑے کاموں کو پسند کرتا ہے اور چھوٹے چھوٹے کاموں کو نا پسند''۔

اے لوگو! اپنے بال بچوں کو ادب سکھاؤ اور اُنھیں اللہ کی عبادت کرنے، اُس کے ساتھ حُسنِ اَدب برتنے اور اُس سے راضی رہنے کی تعلیم دو ......اپنے رزق پر تہمت نہ لگاؤ......روزی روٹی کے اہتمام میں اپنے دل کو نہ لگادو، بلکہ اپنی محنت اور اپنی کمائی کو اُس میں لگاؤ......میں تم میں سے اکثر لوگوں دیکھتا ہوں کہ وہ اولاد کو ادب دینا چھوڑ چکے ہیں اور روزی روٹی میں لگ گئے ہیں۔ معاملہ اِس کے برعکس کرلو تو ٹھیک ہو جاؤ گے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں کا ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اُس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت ہوگا''۔ باپ سے اُس کی اولاد اور اُس کی بیوی کے بارے میں پوچھ تاچھ ہوگی اور اولاد اور بیوی سے اُس کے بارے میں پوچھا جائے گا......آقا سے غلام کے بارے میں سوال ہوگا اور غلام سے آقا کے بارے میں ......اُستاذ سے شاگردوں کے بارے میں سوال ہوگا......سردار سے بستی والوں کے بارے میں۔ بادشاہ سے اُس کی رعایا کے بارے میں اور امیر المؤمنین سے جو ساری مخلوق کا ذمہ دار ہے اُس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا......تم میں سے جو بھی ہے اُس سے پوچھا جائے گا۔ ہر ایک سے الگ الگ پوچھا جائے گا۔

اِس بات کی کوشش میں رہو کہ تم کسی پر ظلم نہ کرو اور مستحق کو حقوق کی ادائیگی کرتے رہو......آپس میں بخشش اور رحم دلی کا برتاؤ کرو......ایک دوسرے پر لعنت ملامت نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو دباؤ......خوش اخلاقی اور خوش معاملگی سے پیش آؤ اور ایک دوسرے کے عیب نہ کھولو......ایک دوسرے کی غلطیوں کو درگزر کرو ......لوگوں کو اللہ کے پردے میں رکھو......بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو......اس میں نہ کچھ پوچھ تاچھ کرو اور نہ کوئی ٹوہ لو ......جو عیب ظاہر ہو اُسے ناپسند رکھو اور جو پوشیدہ ہو تمھیں اُس سے کیا لینا...... پردہ پوشی سے کام لو تو اللہ تعالیٰ بھی تمھاری پردہ پوشی کرے گا۔ نبی ﷺ مخلوق کی پردہ پوشی کو

پسند فرمایا کرتے تھے اور باربار کی لغزشوں کو ناپسند کرتے تھے ......اِسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا: ''اسلامی سزاؤں کو شبہات کی وجہ سے ساقط کردو''۔علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: ''اے علی !اِس کی طرح گواہی دو۔ یہ کہہ کر سورج کی طرف اشارہ فرمایا:''۔
(یعنی سورج کی طرح واضح اور روشن گواہی دو، شک وشبہ کی وجہ سے کچھ مت بولو۔)

اے نوجوان !احسان یہ ہے کہ حق ادا کرو اور بعض حق لو......اگر ہو سکے تو اپنے سارے حق بخش دو اور اُس پر کچھ اپنی طرف سے زیادہ بھی کرو......اس سے تمھارے ایمان اور خدا پر یقین کی قوت میں اضافہ ہوگا...... جب تولو تو ترازو کا پلہ جھکا کر تولو! قیامت کے دن اللہ تمھاری میزان عمل کو بھاری کرے گا ۔اے تولنے والے !پلڑا جھکا کر تولتا کہ تمھارے لئے بھی پلڑا جھکا یا جائے......ذرا سا کے لئے سخت نہ بنو۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے کسی سے چند درہم قرض لئے تو ادائیگی کے وقت وزن کرنے والے سے کہا کہ ذرا جھکا کر تولو'' ۔ جب تم میں سے کوئی کسی سے کچھ قرض لے تولی ہوئی چیز سے بہتر چیز ادا کرے اور اُس پر کچھ ایسی چیز بھی زیادہ کرے جس کا دینا پہلے سے طے نہ تھا۔

اے لوگو! اللہ سے اللہ کا قرب خریدو۔ اللہ سے اللہ کو خریدو......روزیوں کی ایک تاریخ مقرر ہے، جو آگے پیچھے نہیں ہوتی ،گھٹتی بڑھتی نہیں، چاہے تم اُسے طلب کرو یا نہ کرو ......چاہے رب تعالیٰ کی عبادت کرو یا نافرمانی ۔چاہے نیکی کرو یا برائی ۔جس روزی کو دیر میں آنا ہے وہ پہلے نہ آئے گی اور جسے پہلے آنا ہے، اُسے دیر نہ لگے گی۔ تمھیں ضروری ہے کہ اپنا دل لے کر مخلوق سے باہر نکل آؤ اور اپنی تنہائیوں کے پاؤں پر خالق کے ساتھ کھڑے رہو...... بے شک اللہ ہی رزّاق ہے، اُس کے علاوہ سب مرزوق ......وہی غنی ہے، اُس کے علاوہ سب فقیر ......وہی قادر ہے اُس کے علاوہ سب عاجز...... وہی حرکت دینے والا، ٹھہرانے والا، غلبہ دینے والا اور بس میں کرنے والا ہے......ساری مخلوق اُس کے سامنے اسباب ہے......اُس نے ہر چیز کے لئے ایک سبب بنا رکھا ہے......مخلوق، اسباب اور دنیا کو دل سے بھلا دو اور اپنی خلوتوں، اپنی مرادوں اور اپنی تنہائیوں سے نکال دو......اُس کے سوا

جو کچھ ہے دل سے نکال دو...... ڈرو کہ کہیں وہ تمھارے دل کو دیکھے تو اُس میں غیر کی طلب اور غیر کا ارادہ ہو...... فرمانبردار اور تابعدار بنو...... یکتا مانو، یکتا رہو...... قضا پر راضی رہو اور قضا فرمانے والے میں فنا ہو جاؤ...... رب تعالیٰ کی سنو اور مخلوق کی سننے سے بہرے بن جاؤ...... پل بھر کے لئے مخلوق کے واسطے اندھے اور بہرے بن جاؤ...... بہادری پل بھر کا صبر ہے ...... اس پل میں دلوں کی گہرائیوں کے ساتھ توبہ کرو...... موت اور موت کے بعد ہونے والے واقعات کو یاد کرو۔ نبی ﷺ ارشاد فرمایا کرتے: ''لذتوں کو مٹانے والی (موت) کا کثرت سے ذکر کرو۔ موت کا زیادہ ذکر، لذت کو کم کر دیتا ہے اور اُس کا کم ذکر، لذت کو زیادہ کر دیتا ہے''۔ موت کا ذکر بیمار نفس کی دوا ہے اور دلوں کے لئے نفع بخش اور پہرے دار ہے ...... موت کو بھلا دینا دل کو سخت بناتا ہے اور اُسے عبادتوں سے سُست کرتا ہے ...... مخلوق سے دل لگانا اور نفع نقصان کا اُنھیں ذمہ دار ٹھہرانا دل کو کافر بناتا اور اُسے سیاہ کرتا ہے اور رب تعالیٰ سے اُس کو پردے میں رکھتا ہے...... اسباب پر اعتماد کرنا ایمان کو کم کرتا ہے، ایقان کے نور کو بجھاتا ہے اور دل کو رب تعالیٰ سے روکتا ہے، اُس کی ناراضی کو دعوت دیتا ہے، اُس کی نظروں سے گراتا ہے اور اُس کے قرب کی دہلیز سے روکتا ہے۔

افسوس! تم کون ہو؟! تمھاری بے شرمی کتنی زیادہ ہے! تم نے رات دن رب تعالیٰ پر اعتراض کرنے کی عادت بنا رکھی ہے۔ اعتراض کرنے والا قُرب کی نرم ہوا نہیں پا سکتا...... قرب کا ایک ذرہ اُس کے ہاتھ نہ لگے گا...... رب تعالیٰ پر اعتراض کرنا چھوڑ دو...... اے دلوں کو کھونے والو! اے ایمان کو پس پشت ڈالنے والو!

اے اللہ! ہمیں اور اپنی محبوب چیزوں کو ایک ساتھ کر اور ہمیں اور اپنی ناپسندیدہ چیزوں کو الگ الگ رکھ۔

......﴿وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾......

مجلس: (۳۴)

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ: منافق چالیس سال تک ایک حالت پر قائم رہتا ہے اور صدیق ہر روز چالیس مرتبہ بدلتا ہے۔

منافق اپنے نفس، اپنی خواہش، اپنی طبیعت، اپنے شیطان اور اپنی دنیا کی خدمت میں حاضر رہتا ہے۔ نہ وہ اُن کی کسی رائے کو ٹھکراتا ہے اور نہ اُن کی کسی بات کا انکار کرتا ہے۔ اُس کا جسم اور اُس کی دنیا آباد ہوتی ہے اور اُس کا دل اور اُس کا دین ویران ہوتا ہے۔ مخلوق کو راضی کرتا ہے اور خالق کو ناراض۔ جب اُس کا نفاق دیرپا ہوتا ہے تو اُس کا دل سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ نہ وہ حرکت میں آتا ہے۔ نہ کسی نصیحت پر بے قرار ہوتا ہے اور نہ کوئی نصیحت قبول کرتا ہے اور نہ کسی بات سے عبرت پکڑتا ہے۔ لامحالہ وہ چالیس سال تک ایک حالت پر قائم رہتا ہے۔ البتہ صدیق ہر دن چالیس مرتبہ بدل جاتا ہے، کیونکہ وہ مُقلِّبُ القلوب کے ساتھ قائم رہتا ہے...... اُس کی قدرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے...... موجیں اُسے ابھارتی اور ڈبوتی ہیں...... وہ حق تعالیٰ کی گردشوں اور اُس کے اُلٹ پھیر میں ایسا ہوتا ہے جیسے چٹیل میدان میں پرندے کا پر، یا کھیت کی گھاس، یا نہلانے والے کے ہاتھ میں مردہ یا دایہ کی گود میں بچہ، یا گھڑسوار کی ہاکی کے سامنے گیند (چوگان: ایک قسم کا کھیل جو ہاکی نما لمبے ڈنڈے سے گیند کو گھوڑے پر چڑھ کر کھیلتے ہیں۔) وہ اپنا ظاہر و باطن خدا کے حوالے کر چکا ہوتا ہے اور اُس کی تدبیر و ذمہ داری سے راضی رہتا ہے...... وہ اپنے کھانے، سونے اور شہوت کا اہتمام نہیں کرتا، بلکہ اُس کی توجہ رب تعالیٰ کی خدمت اور اُس کی رضا پر ہوتی ہے ...... اِسی لئے کسی بزرگ نے کہا: اللہ والوں کا کھانا مریضوں کا کھانا ہوتا ہے اور سونا ڈوبنے والوں کا سونا اور گفتگو بقدرِ ضرورت۔

وہ ایسے کیونکر نہ ہونگے؟

اُنھوں نے اپنے دل کی آنکھوں سے اُن چیزوں کو دیکھ لیا ہے جو دوسرے نہیں

دیکھ پاتے ......اُنھوں نے ماسوی اللہ کوفراموش کردیا ہے......وہ دنیاوآخرت اور ماسوا سے روپوش ہوگئے ہیں......وہ دروازۂ الٰہی پر خیمہ زَن ہیں......اُنھوں نے دروازے کی چوکھٹ کو موافقت کے ساتھ پکڑلیا اور قضاوفنا کواوڑھ لیا......قضاوقدر اُن کی خدمت گذاری کرتے ہیں اور اُن کی پیشانی کا بوسہ دیتے ہیں اور اُنھیں سر پر اٹھاتے ہیں......اگر تم اللہ والے نہیں ہوتو اللہ والوں کی خدمت کرو......اُن کی صحبت اور اُن کی مجلس میں بیٹھو......اُن سے قریب رہو ......اُن کے لئے اپنی دولت خرچ کرو......اُن کے کردار کی پیروی کرو......اُن کی گفتگو نقل کرنے، اُنھیں سراہنے اور اُن پر تعجب کھانے میں نہ لگے رہو......اُن کے لئے اپنی دولت خرچ کرو......اپنے دل کی اصلاح میں رہو نہ کہ کپڑوں کی اصلاح میں......لباس وہی پہنو جوعوام پہنتے ہیں اور عمل وہ کرو جو وہ نہیں کرتے۔کھانے پینے اور نکاح کرنے کی رہبانیت معلوم نہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ رَهْبَانِيَةُ اِبْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ﴾[حدید:۲۷]

(رہبانیت اُن لوگوں کی خودساختہ ہے، ہم نے اُن لوگوں پر مقرّر نہیں کی۔)

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:''اسلام میں رہبانیت نہیں''۔

مخلص مُوحّد کی خانقاہیں اُن کے دل ہیں۔اُن کی سختی :نفس، خواہش اور طبیعت پر ہوتی ہے......وہ خلوتوں میں خوش طبع ہوتے ہیں......اُن کا مشاہدہ، رب تعالیٰ کی انسیت او راُس کے ساتھ راز و نیاز کرنا ہے......جبھی حق تعالیٰ تم لوگوں کو نیکوکاروں کے حال کی خبر میری زبان پر دیتا ہے تا کہ تم اُن میں شامل ہوجاؤ اور اُن کی پیروی کرو......صرف سننے کی حد تک نہ رہ جاؤ......وہ تمھیں میری زبان سے خبر دیتا ہے تا کہ دوسرے کو میری زبان سے خبر دوتا کہ وہ نصیحت حاصل کرنا چاہیں تو تم اُنھیں نصیحت کرو......وہ تمھیں میری زبان سے بلاتا ہے تو تم اُس کے داعی کا جواب دو......وہ تمھیں اِس بات کی طرف بلاتا ہے کہ تم اُس کا ذکر کرنے والے ہوجاؤ تا کہ تم اُس کے نزدیک مذکور بن جاؤ......مولیٰ تعالیٰ کی طلب میں سچا بندہ ہمیشہ ظاہر و باطن میں، جلوت وخلوت میں، شب و روز، سختی اور نرمی میں اور آسائش و

تنگی میں اُسے یاد کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ خدا کا مذکور ہوجاتا ہے وہ اُس کا ذکر اپنے آس پاس اور اپنے دل میں سنتا ہے......تم لوگ اللہ والوں کی آسائش سے آنکھیں بند کر چکے ہو۔

اے آسائش سے غفلت برتنے والو! تم لوگ غافل ہو......تم لوگ روپوش ہو! تم لوگ مدہوش ہو! تم لوگ دنیا میں عقلمند اور آخرت کے کام میں پاگل ہو! تم لوگ دلدل میں پھنسے ہو! جب جب نکلنے کی کوشش کروگے اور دھنس جاؤ گے......تم اپنے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سچی خودسپردگی، توبہ اور عذرخواہی کے ساتھ بڑھاؤ تا کہ وہ تمھیں تمھارے جال سے آزاد کرائے......

آگاہ رہو! سنتے رہو! میں تمھیں نفس، خواہش، طبیعت اور شہوت کی مخالفت کرنے اور کثرتِ آرزو پر صبر کرنے کی دعوت دے رہا ہوں۔ میری دعوت قبول کروگے تو دیر سویر اُس کا پھل پالوگے۔ سنتے رہو! میں تمھیں سرخ موت (میدانِ جہاد میں گردن کٹا کر مرنے) کی دعوت دے رہا ہوں۔

بسم اللہ! کون یک بیک آئے گا؟

کون پیش قدمی کرے گا؟

کون جسارت کرے گا؟ کون اپنی جان جوکھم میں ڈالے گا؟

وہ موت ہے، پھر ہمیشہ کی زندگی۔ مت بھاگو، صبر کرنے کی نقل اُتارو، پھر خالص صبر کرو۔ بہادری، پَل بھر کا صبر ہے......رب تعالیٰ کی موافقت پر صبر کرو۔ جو کوئی رضا بالقضا کا بار اٹھائے گا، اللہ تعالیٰ اُس کا بار سنبھالے گا اور اُس کا نام بہادروں کے دفتر میں رقم کرے گا...... جو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالے گا، وہ نفیس شے کا مالک ہوگا...... جسے اپنی آمدنی کا پتہ ہے، اُس کے لئے خرچ کرنا آسان ہے۔

اللہ کے بندو! اپنی جگہ ٹھہرے رہو، جلدی مت کرو۔ سچ کے پیروں سے چل کر آؤ تا کہ حق تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائیں ......ہم کھٹکھٹاتے رہیں گے جب تک کہ دروازہ نہ

کھولا جائے اور ہماری طرف سواروں کی جماعت نہ آئے۔اُس سے اُن ضرورتوں کی طلب میں حیا کو ترک کردو...... یہ بادشاہوں، سلطانوں اور مالداروں کے سامنے بے حیا بننے سے بہتر ہے......رب تعالیٰ کو طلب کرنے اور اُس میں فنا ہونے میں اپنے گذشتہ بزرگوں کی پیروی کرو۔

اے اللہ! بے شک تو ہمارا رب ہے اور اُن کا رب ہے۔ ہمارا خالق ہے اور اُن کا خالق ہے۔ ہمارا رازق ہے اور اُن کا رازق ہے۔ ہمارے ساتھ وہی معاملہ کر جو تو نے اُن کے ساتھ کیا۔ہمیں خود سے اپنی طرف نکال!

بادشاہوں اور بادشاہت کو ہم سے بھلا دے!

سلطانوں اور مالداروں ،فقیروں اور عوام وخواص پرتَسلُّط جمانے والوں کو ہم سے بھلادے!

مہنگائی، سستائی، کمی بیشی کو ہم سے بھلا دے!

ہمیں اپنا ذکر یاد دلا!

اپنے افعال میں ہم پر لطف فرما!

اپنے قرب سے ہمیں قریب کر!

اپنے امن سے ہمیں مانوس کر!

اپنے بندوں اور شہروں کے شر اور جاندار کے شر سے تو ہمیں کفایت کر!

تو اُن کی پیشانی پکڑنے والا ہے۔شریروں کے شر اور فاجروں کی چال سے تو ہمیں کفایت کر!

ہمیں اُس جماعت میں کر لے جو تیری طرف اشارہ کرنے والے، تیرا راستہ دکھانے والے اور تیری طرف بلانے والے، تیرے سامنے تواضع کرنے والے، تیرے آگے اور تیرے مومن بندوں کے آگے تکبّر کرنے والوں کو تکبّر دکھانے والے ہیں!

اے نوجوان! مخلوق کے بازار سے جلد گذر جاؤ۔ایک دروازے سے داخل ہو اور

دوسرے دروازے سے نکل آؤ......اپنادل اور اپنی نیت لے کر نکل آؤ......تنہائی پسند (جنگلی) پرندے کی طرح ہوجاؤ جو نہ مانوس ہوتا ہے نہ مانوس کیا جاتا ہے۔ نہ دیکھتا ہے نہ دیکھا جاتا ہے۔ تم یوں ہی رہو یہاں تک کہ نوشتہ اپنے وقت کو پہنچ جائے اور تمھارا دل رب تعالیٰ کے دروازے سے قریب ہوجائے......تم وہاں اللہ والوں کے دل دیکھو گے تو وہ تمھیں استقبال کرتے ہوئے کہیں گے:

''تم کو سلامتی مبارک ہو''۔

اور وہ تمھاری پیشانی کو بوسہ دیں گے، پھر لطف کا ہاتھ دروازے کے اندر سے نکل کر تمھارا استقبال کرے گا، تمھیں ہاتھوں ہاتھ لے گا اور خوب چوگا (پرندے کا چوزے کو اپنی چونچ سے کھلانا) دے گا۔ تمھارے پاس آ کر تمھیں کھلائے پلائے گا اور دِلاسہ دے گا۔ پھر تمھیں لے جا کر آرام سے دوسرے آنے والے مرید طالب کی آمد کا انتظار کراتے ہوئے دروازے پر بٹھا دے گا۔ جب کوئی مرید طالب آئے گا تو تم اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس ہاتھ میں دو گے جس نے تمھاری آمد کے وقت، تمھارا استقبال کیا تھا۔ جب تمھارے حق میں یہ چیزیں درست ہوجائیں تو پھر مخلوق کی طرف نکلو اور اُن کے درمیان اِس طرح رہو جیسے ڈاکٹر مریض کے درمیان رہتا ہے، عقلمند پاگلوں کے درمیان یا جیسے مہربان باپ اپنی اولاد کے درمیان۔ اِس سے پہلے تمھاری کوئی حیثیت نہیں۔ تم اُن کے لئے منافق ہو، اُن کے بندے ہو اور اُن کی غرضوں کے پیروکار ہو۔ تمھیں گمان ہے کہ تم اُن کا علاج کر رہے ہو حالانکہ تم اُن کو خدا کا شریک ٹھہرانے والے ہو۔ تمھاری دَوارِی ایکشن کر جائے گی، کیونکہ وہ علاج بے سمجھے بوجھے اور بغیر ڈاکٹری پڑھے ہو رہا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو بے سمجھے بوجھے اللہ کی عبادت کرے گا، اصلاح سے کہیں زیادہ فساد پیدا ہوگا''۔

اے نوجوان! کام کی باتیں کرو اور لایعنی باتوں کو چھوڑو۔ اگر تمھیں اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوتی تو تمھارا خوف زیادہ ہوتا۔ اور اُس کے روبرو گفتگو کم ہوتی۔ اِسی لئے نبی ﷺ

نے ارشادفرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لے گا اُس کی زبان گنگ ہوجائے گی یعنی اُس کے نفس اُس کی خواہش، اُس کی طبیعت، اُس کی عادت، اُس کے جھوٹ، اُس کے بہتان اور اُس کی غلط بیانیوں کی زبان گنگ ہوجائے گی اور اُس کے دل، اُس کی تنہائی، اُس کی مراد، اُس کے سچ اور اُس کی پاکیزگی کی زبان بولنے لگے گی...... اُس کے دل کی زبان کام کی باتیں بولے گی۔ طلبِ نفس کی زبان گونگی ہوجائے گی اور طلبِ حق کی زبان بولنے لگے گی۔ معرفت کی ابتدا میں اُس کی گفتگو بند ہوجائے گی اور اُس کا وجود پورے طور پر کُھل جائے گا۔ وہ خود کو اور غیر کو گم کردے گا۔ پھر جب حق تعالیٰ چاہے گا اُسے پھیلا دے گا۔ جب اُس سے بات کرنا چاہے گا تو اُسے زبان اور گویائی دے دے گا۔ حکمت و اَسرار کی باتیں اُس سے بولوائے گا۔ اُس کی گفتگو دوا میں دوا، نور میں نور، حق میں حق، درست میں درست اور پاکیزگی میں پاکیزگی ہوگی، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہی دل سے بولے گا...... اگر وہ حکم کے بغیر بولے گا تو ہلاک ہوجائے گا۔ وہ جب بھی بولے گا تو اللہ کے حکم سے یا کسی فعل غالب سے جو اُسے بولنے پر مجبور کردے (چونکہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوگا، اِس لئے) جب ایسا ہوگا تو حق تعالی اتنا معزز ہے کہ اُس کے فعل پر مواخذہ نہیں کیا جاسکتا۔ وہ غالب جس میں نہ نفس ہے نہ خواہش، نہ طبیعت ہے نہ شیطان اور نہ کسی کا ارادہ۔ جیسا کہ مُردے کی بولی پر مواخذہ نہیں کیا جاتا، نہ سونے والے کے احتلام پر اور نہ خواب کی باتوں پر، مرنے کے بعد مُردوں کی بولی سنی گئی ہے...... جو اِس انداز سے لوگوں سے بات نہ کرسکے؛ اُس کا چپ رہنا، بولنے سے بہتر ہے۔ پہلی صف میں بہادر ہی آتے ہیں جو بغیر بہادری اور ہنرمندی کے آئے گا، وہ ہلاک ہوگا۔

تباہی ہو! تم حق تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہو اور غیر سے محبت کرتے ہو۔ تمھارا دعویٰ تمھاری ہلاکت کا باعث ہوگا...... کیسے تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو، جبکہ تمھارے اندر محبت کی نشانی نہیں پائی جاتی؟! محبت اُس آگ کی طرح ہے جو بے دروازے اور تالے کے گھر میں (چاروں طرف سے پیک) ہو جس کا شعلہ اوپر سے نکل رہا ہو۔ محبّ اپنی محبت کا دروازہ

بندر کھتا ہے اور محبت کو چھپاتا ہے جب کہ محبت اُس کے سر پر سوار رہتی ہے......اُس کی ایک مخصوص زبان اور مخصوص بولی ہوتی ہے...... وہ اپنے محبوب کے ساتھ غیر کو گوارا نہیں کرتا۔ یہ اُس کی سب سے بڑی نشانی اور سب سے بڑا سچ ہے۔ اے جھوٹو! اُوئے! چپ رہو، تم اُن میں سے نہیں ......نہ تم محبّ ہو اور نہ محبوب......محبّ دروازے پر ہے اور محبوب گھر کے اندر......محبّ کے لئے بے قراری، ہیجان اور بے چینی ہے اور محبوب کے لئے سکون......وہ آغوشِ لطف میں پڑا سو رہا ہے......محبّ کے لئے تھکن ہے اور محبوب کے لئے آرام۔ محبّ متعلم ہے اور محبوب عالم......محبّ قیدی ہے اور محبوب آزاد......محبت دیوانی ہے اور محبوبیت عقل والی...... بچہ سانپ دیکھ کر چیخ پڑتا ہے...... بہادر سانپ دیکھتا ہے تو چپ رہتا ہے......جو شخص درندے کو دیکھتا ہے، چیختا بھاگتا ہے اور جنگلی درندوں میں رہنے والا درندوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور اُس کے پاس سوتا ہے۔ جب کہ ہر کسی کو جنگل میں جاتے ہوئے دہشت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾ [بقرہ:۲۸۲]
(اللہ سے ڈرو اور اللہ تمھیں علم دے گا۔)

محبّ متقی دروازے پر سنورتا ہے۔ وہ اپنے اعضا اور دل کو سنوارتا ہے۔ جو حکم کے ذریعہ سنور گیا، اُس کو علم سے اُنسیت ہوگی۔ وہ علم اُسے نگراں، امیر اور غنی بنائے گا۔ حکم (شریعت) مشترک دروازہ ہے۔ اور علم (باطن) خاص دروازہ۔ جو مشترک دروازے پر اپنے ادب و طاعت کو نکھارے گا، وہ خاص دروازے کے پیچھے مانوس و مقرّب ہوگا...... محبوبوں کے زمرے میں آجائے گا......بات اُس وقت بنے گی جب تم ایک عرصے تک حیا کے مارے دروازے پر سر جھکائے کھڑے رہو۔ بندگی کی تحقیق کرتے رہو اور اپنے نفس کو گھٹیا اور چھوٹی نظر سے دیکھتے رہو۔

جو نقصان پر نظر رکھے گا، اُسے کمال حاصل ہوگا اور جو اپنے کمال پر نظر رکھے گا، نقصان اٹھائے گا۔ اُس کے برعکس کرو گے تو ٹھیک رہو گے۔ مشورے سے کام کرو تو رستے پر

رہو گے۔ صبر اختیار کرو، کامیاب رہو گے، مالک ہو گے، پاؤ گے اور بار اٹھالو گے۔ صبر کرو، تم پر بھی صبر کیا جائے گا...... راضی رہو، تم سے بھی راضی رہا جائے گا...... بار اٹھاؤ، تمھارا بار بھی اٹھایا جائے گا...... حوالے کرو، تمھیں بھی حوالے کیا جائے گا...... موافقت کرو، تمھاری بھی موافقت ہوگی...... خدمت کرو، تمھاری بھی خدمت کی جائے گی...... دروازے پر پڑے رہو، دروازہ کھولا جائے گا...... جلد بازی مت کرو، دیا جائے گا...... عزت کرو، تمھاری عزت ہوگی...... قربت طلب کرو، مقرّب بنو گے...... کوشش کرو تو پاؤ گے...... دل جب مجاہدوں اور مشقتوں کے پیروں سے مسافتوں کو طے کر کے رب تعالیٰ کے پاس پہنچے گا تو اُس کے پاس جما رہے گا، وہاں سے واپسی نہ ہوگی...... حکمت سے قدرت کی طرف منتقل ہوگا اور اپنے سکون و حرکت سے صانعِ مسبّب (اللہ) کی طرف...... وہ اپنی مشیت سے رب تعالیٰ کی مشیت کی طرف منتقل ہوگا اور اپنے سکون و حرکت سے رب تعالیٰ کے ذریعہ سکون و حرکت کرنے کی طرف۔

اے دنیا کے طلبگارو! جب تک تم اُس کی طلب میں رہو گے، تھکتے رہو گے...... یہ بھاگنے والے کو پکڑتی ہے...... بھاگنے والے کے پیچھے دوڑ دوڑ کر اُسے آزماتی ہے...... اگر وہ اُسے مڑ کر دیکھے گا تو وہ اُس کے جھوٹ کا پتہ پالے گی، اُسے چمٹائے گی، اُس سے چمٹ جائے گی اور اُس سے خدمت لے گی پھر اُسے مار ڈالے گی...... اگر وہ اُس کی طرف دھیان نہ دے گا تو وہ اُس کے سچ کا پتہ پالے گی اور اُس کی خدمت کرے گی...... دنیا سے اُسی وقت فائدہ ہوگا، جب اُس سے کنارہ کشی اور گریز اختیار کیا جائے...... اُس سے گریز کرو، کیونکہ وہ قاتل مکار اور جادوگر ہے...... اِس سے پہلے کہ وہ تمھیں چھوڑے تم اپنا دل لے کر اُس سے الگ ہو جاؤ...... اُس سے کنارہ کشی کرو اس سے پہلے کہ وہ تم سے کنارہ کشی کرے...... تم اُس سے نکاح نہ کرو اگر نکاح کرو بھی تو اپنے دین کو اُس کا مہر قرار نہ دو...... یہ نکاح کرتی ہے پھر طلاق دیتی ہے...... نکاح کرنے اور طلاق دینے میں وہ بہت تیز ہے۔ اگر دین کے ذریعہ تم اُسے طلب کرو گے تو تمھارا دین تو اُس کا مہر

ہے، کیونکہ منافق کا دین، دنیا کا مہر ہے۔اور شہید مومن کا خون، آخرت کا مہر ہے اور محبّ کا خون قُربِ مولیٰ (اللہ) کا مہر ہے۔

افسوس! تم جب تک دنیا کی خدمت کرو گے، وہ تمھیں نقصان ہی پہنچائے گی فائدہ نہیں ......لیکن جب دنیا تمھاری خدمت کرے گی تو تمھیں فائدہ پہنچائے گی، نقصان نہیں ...... اُس کو اپنے دل سے نکال پھینکو، پھر اُس کی بھلائی، اُس کی خدمت گذاری اور اُس کی خاکساری دیکھنا۔ وہ مومن کے دل میں ہر طرح سے بن سنور کر اچھی صورت میں رونما ہوگی تو وہ پوچھے گا: تو کون ہے؟

وہ کہے گی: میں دنیا ہوں۔

تو وہ اُس سے منہ پھیر لے گا۔ اُس کے سامنے فوراً اُس کے عیب ظاہر ہو جائیں گے اور وہ اچھی صورت، بری صورت میں تبدیل ہو جائے گی۔

تباہی ہو! تمھیں زہد فی الدنیا کا دعویٰ ہے، حالانکہ تم روپے پیسے سے محبت کرتے ہو اور اُس کے پیچھے بھاگتے ہو اور اُسی کے لئے بادشاہوں اور دولتیوں کے آگے جھکتے ہو۔ تم اپنے زہد میں جھوٹے ہو۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: میں نے خواب میں ایک حسین عورت کو دیکھا۔ میں نے اُسے کہا: تو کون ہوگی؟

اُس نے جواب دیا: میں دنیا ہوں۔

میں نے کہا: میں تجھ سے اور تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اُس نے کہا: روپے پیسے سے نفرت رکھو! میرے شر سے محفوظ رہو گے۔

اے جھوٹو! رب تعالیٰ کی سچی چاہت رکھنے والے کی شرط یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں ماسوا سے نفرت کرے، ظاہر چیز: دنیا، دنیا کی شہوتیں، دنیا کے بیٹے اور اُن بیٹوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے، لوگوں کی تعریف وستائش اور لوگوں کا مان پان ہے۔اور باطن: جنت اور جنت میں جو کچھ آسائشیں ہیں۔جس کے اندر یہ شرط پوری ہوگی، اُس کی چاہت بھی درست ہوگی۔

اُس کا دل رب تعالیٰ سے قریب ہوگا اور وہ اُس کے قرب کا ہم نشیں اور اُس کا مہمان ہوگا۔ تب دنیا اور آخرت اپنی اپنی تھال لے کر آئیں گی ، یہ اپنا سنگار لے کر آئے گی اور یہ اپنا رُعب داب لے کر آئے گی۔ دونوں اُس کے خدمت گذار خادم ہوں گے۔ اُس کی تھال نفس کے لئے ہوگی نہ کہ دل کے لئے۔ دنیا و آخرت کا کھانا نفس کے لئے ہے۔ قرب کا کھانا دِل کے لئے۔ یہ جس کی طرف میں تمھیں بلا رہا ہوں ، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے یہی چاہتا ہے نہ کہ وہ جس کی طرف تم بلا رہے ہو۔

اے منافقو! دانشمند وہ ہے جو انجام پر نظر رکھتا ہے اور ابتدائی معاملات سے دھوکا نہیں کھاتا...... دانشمند وہ ہے جو دنیا و آخرت کو پیش ہونے کو کہتا ہے جو اللہ والوں کی باندیاں ہیں...... پھر اُنھیں آزماتا ہے، اُن کی باتیں سنتا ہے...... دنیا اور دنیا کی خوبیاں سنتا ہے...... اس میں سے جو اُس کے لئے مناسب ہوتا ہے، اُسے خرید لیتا ہے ...... دنیا سے بیزار رہتا ہے کیونکہ وہ فانی ہے اور آخرت سے روگردانی کرتا ہے کیونکہ وہ نئی پیدا کی ہوئی ہے ...... جو آخرت میں بندھ کر رہ گیا اور اُس میں دلچسپی لینے لگا تو وہ آخرت اُس پر رب تعالیٰ سے روک لگا دے گی ...... دنیا اُسے کہتی ہے : میری طلب مت کر! مجھ سے نکاح مت کر! میں تو ایک گھر سے دوسرے گھر، ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں جانے والی ہوں ...... جب جب میں کسی کو پالوں گی اور اُس سے نکاح کروں گی تو اُسے جان سے مار کر اُس کا مال ہڑپ کرلوں گی ...... مجھ سے پرہیز کرو، کیونکہ میں مزہ چکھانے ، مار ڈالنے اور بے وفائی کرنے والی ہوں۔ جو مجھ سے وعدہ کرے یا میں جس سے وعدہ کروں میں اُس وعدے کو کبھی پورا نہیں کرتی۔ خرید و فروخت کی نشانی پر، آخرت اُسے اللہ تعالیٰ کے اِس قول کی وجہ سے کہتی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ [توبہ:111]

(بے شک اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید

لیا ہے۔)

بے شک میں تمھارے چہرے پر قرب کی نشانی دیکھتا ہوں تو تم مجھے خرید لو! بے شک حق تعالیٰ تمھیں میرے ساتھ نہ چھوڑے گا۔

جب وہ اِس چیز کی حقیقت کو پہنچ جائے گا اور وہ رب تعالیٰ کے قرب کی طلب میں دنیا و آخرت کو چھوڑ دے گا اور اُنہیں پیٹھ دکھا دے گا تو دنیا لوٹ کر اُس کے پاس آئے گی تو وہ بغیر کسی نقصان کے اُس سے اپنا پورا نصیب حاصل کرے گا۔ آخرت بھی پلٹ کر اُس کے پاس آئے گی جو اُس کے لئے منتظم کار ہوگی۔

سنو! اے اِس کے اور اِس کے طلبگار! اے اِس (دنیا) سے اور اِس (آخرت) سے راضی رہنے والے! میں نے جس بات کو کھول کر رکھا ہے، وہ تمھارے لئے دوا ہے، لٰھذا اُسے استعمال کرو جو کوئی کسی چیز سے بیزاری دکھلائے گا وہ چیز اُس کو طلب کرے گی۔ مخلوقات سے بیزاری دِکھلاؤ تا کہ خالق تم سے محبت کرے۔ اللہ کے نزدیک محبوب کی کہاوت اُس مریض کی کہاوت کی طرح ہے جو کسی مہربان ڈاکٹر کی گود میں ہو جس کی وہ خود نگہداشت کر رہا ہو۔

اے لوگو! میری بات مان لو اور دنیا سے الگ ہو جاؤ، کیونکہ اُس سے تمھاری محبت اور دلچسپی تمھیں آخرت سے اور رب تعالیٰ کے قرب سے روک دے گی۔ تمھارے دل کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی...... دنیا کے ساتھ نشست و برخاست تمھیں آخرت سے روک دے گی اور نفس کے ساتھ نشست و برخاست حق تعالیٰ سے روک دے گی۔

اے جاہلو! آخرت کے عمل سے دنیا مت کھاؤ! ورنہ دونوں میں گھاٹا اٹھاؤ گے...... آخرت آقا ہے اور دنیا اُس کی باندی...... باندی آقا کی ہر بات مانتی ہے...... یہ گھٹیا ہے اور وہ شاندار...... گھٹیا شاندار کے پیچھے پیچھے رہا کرتی ہے......تریاق استعمال کرنے سے پہلے دنیا کی غذا مت کھاؤ، کیونکہ اُس کی غذا زہر آلود ہوتی ہے...... یہ تریاق کیا ہے؟! وہ ہے دنیا سے کنارہ کشی اور دنیا سے نکلنا، اِس حیثیت سے کہ دل حکمت کے

سمندر سے قدرت کے سمندر کی طرف اور ڈاکٹری سے ڈاکٹر کی طرف آئے جو دنیا کے زہر اور گوشت کے درمیان فرق ظاہر کرے۔حق تعالیٰ نے دنیا کا زہر سرکشوں کے لئے اور اُسے فراموش کرنے والوں کے بنایا ہے اور زہر سے پاک صاف گوشت؛ خاکسار، ذاکر اور غیر کو فراموش کرنے والے مومنوں کے لئے بنایا ہے، کیونکر نہ وہ اُن کے لئے صاف ستھرا گوشت رکھے گا؟ وہ لوگ تو اُس کے مہمان ہیں ......وہ اُس کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو محبّ حبیب کے ساتھ کرتا ہے......وہ اُن کے لئے شیرینی کو تلخی سے پاک کرے گا اور پاکیزگی کو پراگندگی سے ...... مراد بندوں کے لئے کھانا پینا پہننا اور تمام ضرورت کی چیزوں کو پاک کردے گا ......زاہد بننے والا مجتہد کی طرح ہے، کبھی پاکیزہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔کبھی اُٹھتا ہے اور کبھی بیٹھتا ہے......زاہد کے لئے بڑے بڑے معاملے کا انکشاف ہوتا ہے...... اُس کی درستگی غلطیوں سے زیادہ ہوتی ہے ......عارف کے لئے سارے معاملات منکشف ہوجاتے ہیں ...... میلے کے بیچ وہ صاف ستھرے کو پہچانتا ہے ......صاف ستھرا اُسے پکارتا ہے(کہ میں صاف ستھرا ہوں، مجھے لے لو) اور میلا اُسے پکارتا ہے (کہ میں میلا ہوں، مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔)

اللہ والوں کی ساری جہتیں ایک ہوجاتی ہیں ......اُن کے لئے ایک ہی جہت رہ جاتی ہے......اُن کے سامنے مخلوق کی ساری جہتیں تنگ ہوجاتی ہیں اور حق تعالیٰ کی جہت اُن کے لئے کشادہ ہوجاتی ہے ......وہ لوگ مخلوق کی جہتوں کو سچ کے ہاتھوں سے بند کردیتے ہیں اور خالق کی جہتوں کو دل کے ہاتھوں سے کھول لیتے ہیں۔ لامحالہ اُن کے دل کشادہ، بڑے اور عظمت والے ہوجاتے ہیں ......اُن کے دل کے دروازے پر غیرت آ کھڑی ہوتی ہے......وہ اپنے خالق و مالک کے سوا کسی کو داخلے کی اجازت نہیں دیتے...... اُن اللہ والوں میں سے ہر ایک دنیا کے چاند سورج کی طرح ہوتا ہے......وہ دنیا کے نور کا سبب ہیں......اُن کا رخ حق تعالیٰ کی طرف ہے اور پشت مخلوق کی طرف ......اگر اُن کا رخ دنیا کی طرف ہوجائے تو دنیا کی ہر چیز جل جائے ......تم زندہ لاش کی طرح زمین پر چل

پھر رہے ہو...... عقلمند ہو جاؤ کہ تمھیں عقل نہیں ......تم مَرد نہیں اور نہ مَردوں کو پہچانتے ہو...... رئیسوں اور بڑے آدمیوں کو پہچانتے نہیں تم ......تمھاری بولی بتاتی ہے کہ تمھارے دل میں کیا ہے؟ زبان دل کا ترجمان ہے...... جب تمھیں کسی سے محبت یا نفرت ہو جائے تو وہ محبت اور نفرت اپنے نفس اور اپنی طبیعت کے لئے نہ کرو، بلکہ اُن کا فیصلہ کتاب وسنت کی روشنی میں کرو......اگر یہ دونوں تمھاری موافقت کریں تو اپنی محبت پر جمے رہو اور اگر مخالفت کریں تو اُس محبت سے باز آؤ...... تمھیں جس سے نفرت ہے، اگر یہ دونوں اُس کی موافقت کریں تو تم اپنی نفرت سے باز آؤ اور اگر مخالفت کریں تو اُس نفرت پر برقرار رہو۔

تباہی ہو! تم مجھے اِسی لئے ناپسند کرتے ہو کہ میں حق کہتا ہوں اور صاف گوئی سے کام لیتا ہوں...... مجھے وہی شخص ناپسند کرے گا اور نادان سمجھے گا جو اللہ سے ناآشنا، باتونی اور کم عمل والا ہو گا اور مجھ سے وہی محبت کرے گا جو اللہ تعالیٰ سے آشنا، زیادہ عمل والا اور کم گو ہو گا۔

قربِ الٰہی نے مجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دیا ہے......میرے اِردگرد پانی بہت زیادہ ہے اور میں کسی مینڈک کی طرح اچھل کود کر رہا ہوں۔ میرے پاس جو کچھ ہے میں اُسے بتا نہیں سکتا...... میں پانی کے خشک ہونے کا انتظار کر رہا ہوں پھر بتاؤں گا ......اُس وقت تم اپنی اور دوسرے کی خبر سنو گے؟ کب توبہ کرو گے؟ اے پیٹھ پھیرنے والو! اے گنہگارو! توبہ کے واسطے سے رب تعالیٰ سے مصالحت کر لو......اگر مجھے اللہ تعالیٰ سے اور اُس کی بردباری سے حیا نہ ہوتی تو میں اتر کر تم میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑتا اور اُسے کہتا: تم نے ایسا ایسا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو! نہ تمھاری کوئی بات سنی جائے گی اور نہ تم سے کوئی بات کہی جائے گی جب تک تمھارا ایمان وایقان اور معرفتِ الٰہی پختہ نہ ہو جائے۔ تب تمھارے ہاتھ میں مضبوط رسی آ جائے گی جو تمھارے دل کو اُس سے ملا دے گی۔ پھر تمھاری وجہ سے نبی ﷺ تمام اُمتوں پر فخر کریں گے۔

اے زبان سے ایمان لانے والو! دل سے کب ایمان لاؤ گے؟ اے جلوت میں ایمان لانے والو! خلوت میں ایمان لاؤ گے؟ خلوت میں دل کا ایمان، فائدہ مند چیز ہے

...... دل کے کفر کے ساتھ زبانی ایمان میں کوئی فائدہ نہیں......منافق کا سارا ایمان اُن لوگوں کا ایمان ہے جو تلوار سے ڈرتے ہیں۔

اے گنہگارو! توبہ کرو اور رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو......اور نہ اُس کی مدد سے مایوس ہو۔

اے مردہ دلو! ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو اور تلاوتِ قرآن و حدیث کرتے رہو...... ذکر کی مجلسوں میں پابندی کے ساتھ حاضری دو تو تمھارے دل اِس طرح زندہ ہو جائیں گے جیسے مردہ زمین بارش پڑنے پر زندہ ہو جاتی ہے...... جب دل ذکرِ الٰہی کا پابند ہو جائے گا تو اُسے معرفت، علم، توحید اور توکّل حاصل ہوگا اور وہ ساری دنیا سے منہ پھیر لے گا......ذکر کی پابندی دنیا و آخرت کی دائمی بھلائی کا سبب ہے......جب تک تم مخلوق اور دنیا کے ساتھ رہو گے، اپنی برائی اور بھلائی سے متأثر ہوتے رہو گے، کیونکہ تمھارا وجود، نفس، خواہش اور طبیعت کے بل بوتے پر ہے...... جب تمھارا دل خدا تک رسائی حاصل کرلے گا اور تمھارا معاملہ اُس کے حوالے ہو جائے گا تو برائی بھلائی کا تأثر بھی جاتا رہے گا اور تمھارا ایک بڑا بوجھ سر سے اتر جائے گا......اگر تم اپنی طاقت اور اپنے زورِ بازو پر اعتماد کر کے دنیا میں مشغول رہو گے تو وہ تو تھک کر چکنا چور ہو جائے گی اور ناراض ہو کر غضبناک ہو جائے گی...... یوں ہی اگر اپنی قوت پر بھروسہ کر کے آخرت میں مشغول رہو گے تو مٹ جاؤ گے اور اگر حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہو گے تو اُس کی قوت و توکّل کے ہاتھ سے معاش کا دروازہ کھلواؤ گے اور توفیق کے ہاتھ سے طاعتوں کا دروازہ کھلواؤ گے...... جب تم مقام طلب میں پہنچو تو اُس سے قوت طلب کرو اور قوت و معونت کی طلب میں صدق طلب کرو......وہ تمھارے دل اور تنہائی کے پاؤں کو دنیا و آخرت کے مشغلے سے فارغ کر کے اپنے حضور جمائے رکھے گا۔

افسوس! قربِ الٰہی کا کیسا لالچ رکھتے ہو، حالانکہ تمھارے جسم پر اور تمھارے کھانے پینے، ہمبستری کرنے اور سارے کرتوت میں حرام ہی حرام ہے......تم کیسے قرب الٰہی کا لالچ

رکھتے ہو؟! حالانکہ نفس تمھارے سر چڑھا ہوا ہے...... خواہش تمھاری رہنما ہے جو تمھیں شہوتوں اور لذتوں کی راہ پر لئے جارہی ہے اور تمھاری طبیعت کی آگ تمھارے دین وتقویٰ کو جلا رہی ہے۔ ہوشمند بنو! یہ اُس شخص کا کام نہیں جو موت پر ایمان ویقین رکھتا ہے...... یہ اُس شخص کا کام نہیں جو حق تعالیٰ کی ملاقات کا منتظر ہو، اُس کی پوچھ تاچھ اور جانچ پڑتال سے خوفزدہ ہو...... نہ تمھارے پاس سوجھ بوجھ ہے اور نہ سوچ بچار...... نہ تقویٰ ہے نہ تدبیر اور نہ رات دن کا سکون...... تم تو دنیا اکٹھا کرنے، اُس میں دھیان لگانے، دنیا والوں کا سنگ ساتھ پکڑنے اور اُن کی جی حضوری کی سوچ رہے ہو...... اللہ والے دنیا، زندگی اور لوگوں کا خیال چھوڑ کر قیلولہ کر رہے ہیں...... اُن میں کا ہر ایک اُس آدمی کی طرح ہے جس نے اپنا ساز و سامان مثلاً خُراسان بھیج دیا ہے اور خود یہاں گھوڑے پر سوار ہو کر قافلہ کی روانگی اور امیر کے نکلنے کا انتظار کر رہا ہے...... تو اُس کا جسم حاضر ہے، مگر دل اپنے گھر (کے بھیجے ہوئے ساز و سامان) میں لگا ہوا ہے۔ مومن نے اپنا مال آخرت کی طرف بھیج دیا ہے جہاں اُس نے ایک محل بنا رکھا ہے جہاں ہر ضرورت کی چیز کا انتظام ہے...... اپنا دل قربِ الٰہی کے سپرد کرو...... اسی لئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا مومن کا قید خانہ ہے''۔ مومن برابر اپنے ایمان کی حقیقت پانے میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے...... عالم باللہ ہو جاتا ہے...... اُس سے قریب ہو جاتا ہے...... اُس تک رسائی حاصل کرتا ہے...... تب وہ ہر چیز پر قابو پا لیتا ہے...... اپنا مال اُن حاشیہ نشینوں کو بانٹ دیتا ہے جو آستانۂ الٰہی پر ہوتے ہیں پھر اُس کی پوری توجہ قرب کے گھر میں داخل ہونے کی ہوتی ہے...... وہ اپنی جنت کے محل کی کنجی خازن کو واپس کر دیتا ہے...... اُس کی تنہائی جنت کے دروازوں پر آ کر اُسے بند کر دیتی ہے اور مخلوق اور وجود کے دروازوں سے بچ بچا کر بادشاہ (اللہ) کے دروازے پر خود کو ڈال دیتی ہے...... وہاں وہ بیمار سا ہو جاتا ہے اور وہاں اِس طرح پڑا رہتا ہے جیسے گوشت کا کوئی لوتھڑا...... منتظر رہتا ہے کہ لطف آ کر اُسے پامال کرے...... وہ پل بھر کی ایک نظرِ رحمت اور احسان وکرم کے بغلگیر ہونے کا منتظر رہتا ہے...... اِسی اثنا میں وہ قرب کے

حجرے اور لطف کی آغوش میں ہوگا......وہ طبیب حاذق کے روبرو ہوگا جو اُس کا علاج کرے گا اور اُس کی انرجی واپس لے آئے گا......اُسے مانوس کرے گا اور جوڑے، زیور اور تاج سے آراستہ کرے گا...... اُسے فضل کا کھانا کھلائے گا اور اُنس کی شراب پلائے گا تب اُسے قرب کے گھر میں راحت ملے گی......اور وہ قرب کی برجیوں پر تفریح کرے گا ......ساری مخلوق اس کے نیچے ہوگی جنہیں وہ رحم اور ہمدردی کی آنکھ سے دیکھتا ہوگا......وہ اخلاقِ الٰہی سے مزین ہوگا، کیونکہ خدارسیدہ بزرگوں کے دل مخلوق کی ہمدردیوں سے سرشار ہوتے ہیں......وہ کافر، مسلمان، عوام وخواص کو رحم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں......حدودِ شرع کی پاسداری کا مطالبہ کرتے ہوئے وہ سب پر رحم کرتے ہیں۔ ظاہر میں مطالبہ کرتے ہیں اور باطن میں رحم۔

اے اللہ کے بندو! جب تم کسی اللہ والے کو دیکھو تو اُس کی خدمت گذاری بجالاؤ اور اُس کی بات مانو کیونکہ وہ تمھارا بھلا چاہنے والا ہے......اے گھروں اور خانقاہوں میں؛ نفس، طبیعت، خواہش اور کم علمی کے ساتھ بیٹھنے والو! تمھیں باعمل پیروں کی صحبت لازم ہے ......اُن کی پیروی کرو اور اُن کے نقشِ قدم پر چلو......اُن کے سامنے خاکساری سے پیش آؤ ......اُن کی اصلاح پر صبر کرو تاکہ تمھاری خواہشات مٹ جائیں......تمھارے نفس ٹوٹ جائیں اور تمھاری طبیعتوں کے شعلے بجھ جائیں......تب تم دنیا کو پہچان کر اُس سے اجتناب برتو گے......وہ تمھاری خادمہ ہوگی......فرض شناسی کے ساتھ تمھاری اطاعت کرے گی ......یہ دنیا تمھارا تقسیم کیا ہوا نصیبہ ہے......اُس میں جو کچھ ہے، وہ تمھیں ملے گا......تم قربِ الٰہی کی دہلیز پر ہوگے......یہ اور آخرت، خادمِ حق تعالیٰ کی خادمہ ہیں۔

دل میں توحید وقرب نشونما پاتے ہیں تو وہ روز افزوں ہوتا جاتا ہے......جب کبھی وہ بلند وبالا ہوجاتا ہے تو زمین وآسمان میں اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں دیکھتا......ساری مخلوق اُس کی قید میں ہوتی ہے......اُس کے اور رب تعالیٰ کے درمیان رازدارانہ ہوجاتا ہے...... وہ اُس کے پاس جگہ پاتا ہے......اپنے زمانے کا بادشاہ ہوتا ہے......قضا وقدر اور حکم وعلم پر

اختیار پاتا ہے...... بادشاہ کی صفات اُس کی نازبرداریاں کرتی ہیں اور ذات اُسے مقرّب بناتی ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ ، رسول اور صالح بندوں کو سچا جانو......وہ (اللہ) سچا ہے، کیونکہ اُس کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا﴾[نساء:۱۲۲]

(اور اللہ سے زیادہ سچی بات والا کون؟)......

صالحین کا سچ اور رسول کا سچ ، خدا کے سچ سے بنا ہوا ہے۔

اے نوجوان! جب تمھارا دل حق تعالیٰ کی دہلیز پر دیر تک کھڑا رہ جائے گا تو تمھارا لالچ اور تمھاری طلب رخصت ہو جائے گی اور تمہارا حسن اَدب زیادہ ہو جائے گا......صبر شہوتوں کو دور کرتا ہے، عادتوں کو مٹاتا ہے، اسباب کو روکتا ہے اور ارباب سے الگ کرتا ہے۔ تم دیوانے ہو! تم اللہ تعالیٰ ، رسول اللہ، اولیاء اللہ اور خاصانِ خدا سے ناآشنا ہو......تم زہد کا دعویٰ کرتے ہو جب کہ تم رغبت پسند ہو......تمھارا زہد ذرا سی پیش قدمی کرتا ہے، جبکہ پوری رغبت دنیا سے ہوتی ہے، تمھیں رب تعالیٰ سے کوئی رغبت نہیں۔ لو پکڑو! رب تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ! حسن ظن اور حسن ادب برتو تاکہ میں رب تعالیٰ کا پتہ بتلاؤں اور اُس تک پہنچنے کا رستہ سمجھاؤں ...... کبر کا لباس اُتار کر تواضع کی پوشاک پہنو تاکہ بلند و بالا ہو جاؤ......تم جس میں ہو، وہ دیوانگی در دیوانگی ہے...... جب تم نفس کے خیال، شیطان کے خیال اور دنیا کے خیال سے روگردانی کرو گے تو آخرت تمھارے پاس آئے گی، فرشتے کا خیال آئے گا پھر حق تعالیٰ کا خیال آئے گا اور وہی انتہا ہے...... جب تمھارا دل درست ہو گا تو خیال اُس کے پاس ٹھہرے گا......دل اُس سے پوچھے گا: تو کون سا خیال ہے؟ تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا میں ایسا اور ایسا خیال ہوں۔

افسوس تم لوگوں پر! تم میں سے اکثر لوگوں کو جنون پر جنون ہے ......وہ اپنی خانقاہوں میں حق تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں ...... یہ معاملہ خلوتوں میں جہالت کے ساتھ

بیٹھنے سے حل نہ ہوگا۔ تباہی ہو! علم اور باعمل علما کی تلاش میں اتنا چلو کہ کوئی مرحلہ باقی نہ رہ جائے ......ایسا چلو کہ کوئی شی تمھارا مقابلہ نہ کر سکے...... جب تھک جاؤ تو ظاہر کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤ...... پھر اپنے دل اور اپنی مراد سے چلو...... جب تم ظاہر و باطن کو بھی کھو کر بیٹھ رہو گے تو قربِ الٰہی اور وصول الی اللہ کا درجہ پاؤ گے...... جب دل کے خطرات منقطع ہو جائیں اور سیر الی اللہ میں تمھارے قویٰ مضمحل ہو جائیں تو سمجھو کہ وہی قرب الٰہی کی نشانی ہے...... تسلیم کرو اور پڑے رہو...... یا تو ہم زمین میں تمھارے لئے کوئی خانقاہ بنائیں گے، تمھیں ویرانے میں لے آئیں گے یا آبادی میں بسائیں گے اور دنیا و آخرت، جن و انس، فرشتوں اور روحوں کو تمھاری خدمت میں لگائیں گے...... جب تم حق تعالیٰ کے دروازے پر کھڑے رہو گے تو عجب چیز دیکھو گے، بلکہ عجائبات دیکھو گے...... کھانے پینے اور پہننے کا لطف اٹھانا، سخاوت کرنا اور لوگوں کو برا بھلا کہنا، یہ سب دل کے اعمال ہیں۔ یہ دل ایک باغ ہے جس میں درخت اور پھل ہیں، جس میں چٹیل میدان، جنگل، سمندر اور پہاڑ ہیں...... جہاں جن و انس، فرشتوں اور روحوں کا مجمع ہوتا ہے۔ یہ چیز سمجھ سے باہر ہے۔

اے اللہ! میں جس حال میں ہوں، اگر وہ حق ہے تو سالکوں کے لئے بھی اُسے حق بنا! اور اگر باطل ہے تو اُسے مٹا!

اگر میں حق پر ہوں تو میری شان بلند و بالا کر اور جلد ہی میرے ہاتھ پر مخلوق کو ہدایت دے!

ہمارے دلوں کو اپنی طرف اٹھا!

یہ تھکن کب تک؟

ہمارے دلوں کے خطرات کب ختم ہوں گے؟

دل کے محل میں ہم کب دعوت کھائیں گے اور اُس کی برجیوں سے اتر کر کب مخلوق کے پاس آئیں گے؟

یہ ہم تمثیل پیش کر رہے ہیں۔

جب دل درست ہو جائے گا تو حق تعالیٰ کے سوا سب کچھ فراموش کر جائے گا جو قدیم ازلی دائم ابدی ہے۔ اُس کے سوا جو کچھ ہے، حادث ہے۔

جب دل درست ہو گا تو اُس سے نکلنے والی ہر بات درست ہو گی، حق ہو گی جس کو رَد نہیں کیا جا سکتا...... جب دل دل کو مخاطب کرے گا، تنہائی تنہائی کو، خلوت خلوت کو، مقصود مقصود کو، مغز مغز کو اور درستگی درستگی کو تب اُس کی بات کا دل پر ایسا اثر ہو گا جیسا کہ نرم، عمدہ، غیر شوریدہ زمین میں بیج ڈالا جائے۔ تو وہ بیج اُگے گا اور پودا لائے گا۔

جب تم دنیا کے لئے علم حاصل کرو گے تو دنیا کے لئے عمل بھی کرو گے اور جب آخرت کے لئے سیکھو گے تو آخرت کے لئے عمل بھی کرو گے......شاخ تو جڑ سے ہے...... جیسا کرو گے، ویسا بھرو گے...... ہر برتن سے وہی ٹپکے گا جو اُس میں ہو گا......تم اپنے برتن میں تارکول رکھو گے اور چاہو گے کہ اُس سے گلاب جَل ٹپکے؟! تمھیں کوئی اعزاز نہیں! تم دنیا میں دنیا بنانے کے لئے عمل کرو گے اور چاہو گے کہ وہ کل آخرت کے لئے ہو! ایسے کوئی اعزاز نہیں۔ تم مخلوق کے لئے عمل کرو گے اور چاہو گے کہ وہ کل خالق کے لئے ہو، اُس کا قرب پانے اور اُس کی طرف نظر کرنے کے لئے ہو...... تمھیں کوئی اعزاز نہیں مل سکتا! اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ تم پر بغیر کسی عمل کے فضل فرمائے تو یہ اُس کی شان ہے۔

میری سنو اور جو کہہ رہا ہوں اُسے سمجھو! میں سلَف صالحین کا خادم ہوں ...... میں اُن کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں ......اُن کے ساز و سامان کھول کر لوگوں کو اُس کے لئے بلاتا ہوں، میں اُن کے ساز و سامان میں اُن کے ساتھ کچھ خیانت نہیں کرتا (یعنی میں سلف صالحین کی روش پر ہوں اور اُن کی تبلیغ کو بغیر کسی قطع و برید کے عام کرتا ہوں) اور مجھے ہمیشگی کے ملک کا دعویٰ نہیں ...... اُنہی کے لفظوں میں خدا کی ثنا پڑھتا ہوں ...... اللہ تعالیٰ نے مجھے پیرویِ رسول ﷺ اور والدین رحمۃ اللہ علیہما کی فرمانبرداری کی برکت سے مجھے اِس کا اہل بنایا ہے۔

میرے والد دنیا سے کنارہ کش رہے، جبکہ وہ دنیا کما سکتے تھے اور میری والدہ نے

اِس بات پر اُن کا ساتھ دیا اور وہ اُن کی اِس روش سے خوش رہیں۔ وہ دونوں اچھے بھلے، دیانتدار اور لوگوں کے ہمدرد انسان تھے۔ مجھ پر نہ اُن کی طرف سے کوئی ذمہ داری ہے اور نہ مخلوق کی طرف سے۔

میں رسول اللہ کے پاس ہوں اور والدین کو بھیجنے والے اللہ کے پاس ہوں۔

میں نے ہر بھلائی اُن کے پاس یا اُن کے ساتھ پائی ہے۔

میں محمد ﷺ کے سوا کسی کو نہیں چاہتا اور رب تعالیٰ کے سوا کسی کو رب نہیں بناتا۔

اے نوجوان! تیری بولی زبان سے نکلتی ہے، دل سے نہیں ...... صورت سے ہے، معنی سے نہیں ...... صحیح دل اُس گفتگو سے گریز کرتا ہے جو زبان سے ہو، دل سے نہ ہو...... ایسی گفتگو سنتے وقت وہ دل ایسا ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں اور منافق مسجد میں ...... جب کوئی صدیق مجلس میں منافق عالم سے ملتا ہے تو اُس کی پوری طبیعت کرتی ہے کہ وہاں سے بھاگ جائے۔ شوباز، دجال، بدعتی، اللہ کے دشمن، رسول اللہ کے دشمن منافقوں کے چہروں میں اللہ والوں کے لئے کچھ نشانیاں ہوتی ہیں۔ اُن کے چہروں اور اُن کی باتوں میں کچھ نشانیاں ہوتی ہیں۔ وہ صدیقوں کو دیکھ کر ایسے بھاگتے ہیں جیسے شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں۔ ڈرتے ہیں کہ کہیں اُن کے دل کی آگ اُنھیں جلا کر خاکستر نہ کر دے ...... فرشتے اُنھیں صدیقین وصالحین سے دور رکھتے ہیں۔ ایک منافق عوام کی نظر میں عزت دار ہوتا ہے اور صدیقین کے نزدیک ہیچ ہوتا ہے۔ عوام کی نظر میں آدمی ہوتا ہے اور صدیقین کے نزدیک بِلّا ہوتا ہے۔ اُن کے نزدیک اُن کا کوئی وزن نہیں۔

اے لوگو! تم شریعت کے طبیب کا دامن پکڑے رہو، کیونکہ وہ تمھاری بیماریوں کا علاج کرے گا۔ اُس کی بات مانو اور اُس کا مشورہ لو! عافیت پاؤ گے ...... شاگرد کی پیروی کرو وہ تمھیں حکیم اُستاذ کے پاس لے جائے گا۔ علم (باطن) کے شاگرد (شریعت) کی پیروی کرو اور یہ نہ دیکھو کہ وہ کہاں جا رہا ہے، اُس کے پیچھے پیچھے چلتے جاؤ۔ دروازۂ الٰہی طلب کرو۔ حکم (شریعت) جو دروازے کا شاگرد ہے، اُس کے ساتھ اچھی گذر بسر کرو۔

اگر تم حکم (شریعت) کی پیروی نہ کرو گے تو علم (باطن) تک رسائی نہ ہوگی۔

کیا تم نے رب تعالیٰ کا یہ قول نہ سنا:

﴿وَ مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا﴾[حشر:۷]

(اور رسول تمھیں جو کچھ دے، اُسے لو اور جس سے منع کرے، اُس سے باز رہو۔)

جب تم رب تعالیٰ کے دروازے پر اچھی گذر بسر کرو گے اور اُس کے ساتھ ادب برتو گے تو وہ تم سے محبت کرے گا۔ اپنے قرب کا دروازہ کھول دے گا اور تمھیں اپنے فضل و اکرام کے دسترخوان پر بٹھائے گا۔ تم اُس کے مہمان رہو گے۔ وہ تمھارے دلوں سے بات چیت کرے گا، تمھاری تنہائیوں کو مانوس کرے گا اور وہ علم عطا کرے گا جسے وہ اپنے خاص بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔

علمِ شریعت تو اُس کے اور مخلوق کے درمیان رہے گا اور علمِ حقیقت اُس کے اور تمھارے درمیان ہوگا۔

کیونکہ شریعت کا علم مشترک ہے اور حقیقت کا علم خاص۔

شریعت ماننے کی چیز ہے اور حقیقت دیکھنے کی۔

تمّت